PAGES MISSING WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222700
UNIVERSAL LIBRARY

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

الحمد للہ کہ کلام معجز نظام اعنی ظہوری ظہور نظیری نظیر ہمارے اوج نازک خیالی
طوطی شکرستان خوش مقالی دیوان فیض ترجمان الموسوم بہ

گلستان سخن

یعنے دیوان اول سید ظہیر الدین حسین خانصاحب ظہیر شاگرد شیخ
محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپا

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

از نتائج افکار جناب مولانا سید محمد ظہیر الدین صاحب المتخلص بہ ظہیر ولد حضرت جلال الدولہ

مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم | استاد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی عرش آرامگاہ

دیوان ظہیر

کیا کیا نہ تہِ تیغ رہے ذوقِ فنا میں
دم کا ہے کو تھا سینہ میں اک تیغ دو دم تھا

حیرت میں وہ جلوے نظر آئے ہیں کہ جنکا
کعبہ میں گمان تھا نہ سرِ طور بھرم تھا

واماندگیِ شوق نے منزل سے لگایا
کیا کچھ سرِ آوارگیِ دیر و حرم تھا

تھا روزِ ولادت مرا ہنگامۂ ماتم
مجکو تو رہِ دوری کا اوسی روز سے غم تھا

وان ہم سے سیہ کار بھی پہونچے تو یہ جانو
اک روزِ قیامت بھی ہماری شبِ غم تھا

عاجز ہوں گنہگار ہوں پابندِ رضا ہوں
وہ شیخ زمان تھا کہ طلبگارِ ارم تھا

میں اور ظہیر اوسکی طرف دستِ مناجات
اس عجز کے قابل نہ مرا روی و شرم تھا

پردہ اوٹھا دیا ہے مقامِ کلیم کا
پایہ فرازِ عرش سے گذرا یتیم کا

تھا ہیں جزو و کل تری نیرنگِ صنع میں
ہے برگ برگِ گل [illegible]

آشوبِ عشق و حسنِ بتان پر ہی لقا
ہے ایک لمعہ جلوۂ حسنِ قدیم کا

بخشی صدف کو قطرۂ نیسان ہی آبرو
نطفہ کو حسن بطن میں درِ یتیم کا

دلمیں نسیم لطف عجب گل کھلا گئی
جھوکا نفس نفس ہی چمن کی شمیم کا

اک اک خطا شعار سے رحمت کو ہی لگا
اوبجھا ہی خار خار سے دامن نسیم کا

ہے تنگنا ہی سینۂ عاشق بھی کیا وسیع
مومن کے دلمیں تنگ ہی عرشِ عظیم کا

آزاد ماسوا ہیں اسیرانِ دامِ عشق
زندانِ رنج و غم ہے گلستان نعیم کا

مرنا ہے جیتے جی ترے رنجور کا علاج
رکھا ہی تو نے درد میں درمان سقیم کا

جس جا کہ شانِ قہر و جلالت کو تو دکھائے
پشہ سے پائمال ہو لشکر غنیم کا

تیری نگاہِ عدل سے کیا تاب دم زدن
طوفان قومِ عاد ہے جھوکا نسیم کا

بھر دی ہین تو نے درد مین دنیا کی نعمتین
ملتا نہین مزاج ہے تیرے سقیم کا

پرواز تیرے اوج حقیقت پہ کر سکے
کیا حوصلہ ہے طائر عقل سلیم کا

قدرت ہے سب طرح کی جو چاہے وہ کر دکھائے
کیا کام اوسکے کام مین فکر فہیم کا

جو کچھہ کیا درست ہے جو کچھہ کرے بجا
حکمت سے کوئی فعل ہے خالی حکیم کا

بس اے ہجوم شوق کہ ہے راہ ناگزیر
ہے ماجرا نظر مین سوال کلیم کا

ہشیار اے ظہیر کہ یہہ راہ حمد ہے
پہلا ہے پانو جا کل عرش عظیم کا

کیا کیا ہے آسرا تری عفو عمیم کا
ارمان حشر تک ہے گناہ عظیم کا

ہے عدل سے تری تری رحمت بڑھی ہوئی
بازار سرد ہے نار جہیم کا

حقا تری مشیت صنعت طراز مین
کچھہ لطف کا گذر نہ تعلق ندیم کا

پرسش تری جناب مین کیا زہد و کفر کی
عالم ہے مستحق ترے فیض عمیم کا

قدرت تری تجھی کو ہے شایان کہ بخش دے
ذرہ کو رتبہ ذروہ عرش عظیم کا

شایان تجھی کو ہے تری رحمت ترا کرم
مجرم کو حوصلہ ہے گناہ عظیم کا

یارب تری نگاہ کرم پر نگاہ ہے
منکر جحیم کا ہون نہ طالب نعیم کا

ہے دل کو شوق مرحلہ پیمائے رضا
شائق نہین فسانہ نار و نعیم کا

ہے اہدنا الصراط مرا کام اولین
ہون راہ رو ازل سے رہ مستقیم کا

عاجز ہون روسیاہ ہون عبد ذلیل ہون
ہے آسرا مجھے ترے لطف عمیم کا

یا غافر الذنوب ظہیر سیاہ رو
امیدوار عفو ہے جرم عظیم کا

عفوِ گناہ کب ترے رحمت سے دور تھا
زاہد قصور وار ہے گو بے قصور تھا

مستور کب حجاب مین حسنِ ظہور تھا
ہمکو مگر تلاش مین آنا ضرور تھا

اوتنا ہی تھا قریب وہ جتنا کہ دور تھا
ای شوق ناتمام یہ تیرا قصور تھا

ہر چشم حیرتی مین وہی جلوہ نور تھا
ہر دل کے آئینہ مین اوسی کا ظہور تھا

منظور کچھ شہود سے اپنا ظہور تھا
ہونے کو یون تو نور سے پہلے بھی نور تھا

ہر رنگ دلفریب مین اوسکا ظہور تھا
اپنے ہی امتیاز نظر کا قصور تھا

ای برق کسکی آگ مین کسکو جلا دیا
ہم بہر سوز رشک تہی جلنے کو طور تھا

ساقی کی چشم شوخ کی کیفیتین نہ پوچھ
جس سے نظر لڑی وہی مستی مین چور تھا

کیا ساقیِ ازل نے دیا جام بیخودی
بدمستی شبینہ کا اب تک سرور تھا

جلتے کہ دل یہ یار نہ تھے سب کی آگ سے
صبر گریز پا بھی ہمارا غرور تھا

کسکو ظہیر بار امانت کی تاب تھی
یہہ بوجہہ تو ہمین کو اوٹھانا ضرور تھا

نعت

روضہ ہے کس خدیو ملائک جناب کا
ہے جلوہ ریز نور نظر آفتاب کا

پایا ہے عہد شیب مین عالم شباب کا
آدم سے پیشتر ہے تولد جناب کا

پڑتی ہے اہل جرم کی جانب نگاہِ مہر
کچھ کہہ رہا ہے دود سے رخنہ نقاب کا

کیا باک جبکہ رحمتِ عالم ہو ذاتِ پاک
محتاج فیض عام نہین انتخاب کا

مہکی ہوی ہے جسم سمن بوسے بزمِ قدس
اک اک عرق کا قطرہ ہے شیشہ گلاب کا

منشور ذوالجلال ہے شاہا تری زبان
حکمِ قضا ہے رعب ترے احتساب کا

ممکن نہین نجات ترے دستخط بغیر
مختار تو ہے دفترِ روزِ حساب کا

شاہا ترے قدم سے بنا حجلۂ عروس
ٹوٹا ہوا طلسم جہانِ خراب کا

بیرونِ پردہ کون پسِ پردہ کون تھا
تھا احولون کیواسطے دہوکا حجاب کا

راز و نیاز عاشق و معشوق ہو لیے
تھا شوق ایلچی کو سوال و جواب کا

اللہ رے تجلی حسن جہان فروز
آیا نظر کسی کو نہ سایا جناب کا

جب تم شفیع جرم ہو آمرزگارِ حق
کیا کام بازپرسِ عذاب و ثواب کا

تھا صاعقہ نگن یدِ بیضای موسوی
مشکل کشا ہے دستِ مبارک جناب کا

پہرتی ہو ڈہونڈہتے ہوی کیا جادہ سلوک
ای خضر آکے تہام لو حلقہ رکاب کا

قوسین کے قریب ہے جو لانگہ حضور
چہوڑا ہے جبرئیل نے حلقہ رکاب کا

روزِ جزا امید ترحم سے ہے یا نبی
ایسا ادہر بہی ہو نگہہ پر حجاب کا

یثرب کی راہ مین مری مٹی عزیز ہو
اوڑتا پہرے غبار دلِ غم مآب کا

جو دل سے ہین فدائی آلِ رسولِ پاک
خادم ہون اون صحابۂ عالیجناب کا

حامی ترا شفیع قیامت ہے ای ظہیر
کیا باک تجہکو پرسشِ روزِ حساب کا

طرازِ کلکِ قدرت نے جو نقشِ کن فکان باندہا
سرِ میم محمد مرکزِ دورِ زمان باندہا

دکہایا جلوۂ وحدت کو اک پرتو سے کثرت مین
اور اوس پرتو کی پرتو سے طلسمِ دو جہان باندہا

دو عالم کو دیا پیوند سلطانِ دو عالم نے
سر رشتہ تعلق کا یہان باندہا وہان باندہا

بندہا جب طالب و مطلوب مین سررشتہ الفت
تو پیمانِ متین بہرِ شفاعت درمیان باندہا

بنایا ایک نقشِ دلنشین نقاشِ قدرت نے
اور اوس نقشہ کو سرِ نقشِ طرازِ کن فکان باندہا

وہی امی ہے اس گل کا جسنے دوش نازک پر
ازل سے بخشش امت کا ہے بار گران باندھا

کہین کھٹکا نہین سالک کو ہرگز کوی جنت تک
وہ تمنے جادۂ حبل المتین دین ہی یان باندھا

نہین فکر حوادث جسمین کچھ یا سید عالم
وہ مستحکم حصار حیطۂ امن و امان باندھا

تصور نے ترے روضہ کے چشم حق نگر کھولی
کھلے در ہای جنت جب خیال آستان باندھا

نوا سنجان یثرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلان قدس نے ہے آشیان باندھا

ظہیر اوسکا ثنا خوان ہون کہ جس سلطان ذیشان نے
مکان مین جلوہ فرما ہو کے عزم لامکان باندھا

صورتکدۂ دل مین تصور ہے نبی کا
نقاش ہون تصویر رسول عربی کا

یہ کون ہے وہ کون ہے افلاک و زمین کیا
چرچا ہے خدائی مین تری بوالعجبی کا

یہ کیا ہے کہ تجھ سے ترے اجداد کو ہے فخر
دم بھرتے ہین قدسی تری والانسبی کا

سیمای پر انوار ہے صد مشرق خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تہا حضرت یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری دل طلبی کا

تہا عالم ارواح مین استاد ازل کون
احسان ہے احسان ہی امت پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نام مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہد لقبی کا

دیکھا رخ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے مین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمت عالم ترے تکیہ کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہنے کو تو کہہ جاؤن تجھے احمد بی میم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسم فردوس ہے تو مالک کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجھے تشنہ لبی کا

یان بہی مرا حامی ہے وہان بہی مرا حامی
ہے فکر تجہی کو مری عقبی طلبی کا

نازش ہے ظہیر اوسکی غلامی یہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصافِ بیحد کا
خدا کے نام سے مشتق ہے نامِ پاک احمد کا

فروغِ روی عالمتاب کن سی کچھہ گذر کر ہے
خدا کے نور مین پایا نشان حسنِ محمد کا

گنہگارون مین چرچا ہی حضور آتی ہین محشر مین
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا بر آمد کا

کرے کارِ خدائی بندگی مین کسکی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہہ دون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان سے ہے وہ عالمِ علمِ الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان مین نہین اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگا دون جا کے آنکھون سی غبار پاک مرقد کا

منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولای شاہِ مردان کا
حریمِ دل تجلی زار ہے انوار عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس مدرسہ مین درس وحدت کی
کہ عقلِ اولین ہی طفل مکتب جس دبستان کا

مرا مشرب محبت ہی نہو الفت تو کافر ہون
تولا رکن اعظم ہے مری ارکانِ ایمان کا

صداقت کی یہی بس ہی ید اللہ فوق ایدیہم
قوی تر ہی قوی دستون سی بازو دست یزدانکا

نہ سمجھا مین ترے رتبہ کو پر اتنا سمجھتا ہون
امامِ انس و جان بازو نبی کا شیر یزدان کا

علی کی در پہ جو پہونچا خدا کی پاس جا پہونچا
تقربِ دستِ یزدان کا ہی قرب خاص یزدان کا

ظہیر مدح پیرا ہون غلام خاص مولا ہون
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعارِ دیوان کا

دل مرا مسکن ہوا ہی مرتضےٰ کا ہو گیا
اس نیستان مین گذر شیرِ خدا کا ہو گیا

سر پہ سایہ دامنِ مشکل کشا کا ہو گیا
آسرا بیدست کو دستِ خدا کا ہو گیا

لا فتا الا علی لا سیف الا ذو الفقار
خوب شہرہ ذو الفقارِ مرتضےٰ کا ہو گیا

تیغ دشمن پہ چلی کاٹے پر روح الامین
رعبِ حق بازوے خیبر کشا کا ہو گیا

مرگ ہوا ہو ولادت جو ہوا اپنے گھر مین ہوا
مولد و مشہد تمہارا گھر خدا کا ہو گیا

تو ہی بیشک دستِ حق اور دستِ حق مین کائنات
مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہو گیا

یا علی منہہ سے کہا اور مشکلین آسان ہو مین
نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہو گیا

واہ وا کیا کوئی عرفان کی نکالی راہِ راست
اک جہان دنبال رو اوس پیشوا کا ہو گیا

عقد مین دخترِ نبی نے دی خدا نے تیغ دی
مرتبہ کیا کیا علی مرتضےٰ کا ہو گیا

حق نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے
فخر آدم خویش فخرِ انبیا کا ہو گیا

ای ظہیر اوسکے دو عالم مین رہین کیون کام بند
جو غلامِ باصفا مشکلکشا کا ہو گیا

تعلق اور تعلقِ خاطرِ سید ادسا نکا
شہیدِ تیغِ احسان ہون نوازشہای پنہانکا

خدا نے رکھ لیا پردہ ہماری دین و ایمانکا
کہ ہمسے پھر گیا دل اوس بتِ برگشتہ مژگانکا

بنا ہے جادہ جادہ رشتۂ اُلفت بیابان کا
سرِ ہر خار سے اولجھا ہی اک اک تارِ دامان کا

یہ اندازِ کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہ دل دیر و حرم سے پھر گیا گبر و مسلمان کا

کہے دیتا ہے ہر کسکا کھٹکنا دلمین پیکانکا
یہ تیرِ بازگشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا

زبان بنکر کہی دلکی حقیقت پردہ داری نے
تحیر عکسِ طلعت ہے شکایتہای پنہان کا

مری وحشت مین شوخی ہی مزاجِ لاؤبالی کی
مری خاطر مین عالم ہے تری زلفِ پریشان کا

بڑھے ہے دستِ دعا جتنا یہ کافر دور کھنچتا ہے
فلک بھی کوئی گوشہ ہے تمہاری در دامانکا

لبِ جانبخش پر جھوٹے مسیحائی کی دعوی ہین
کہ تم پر دم نکلتا ہے مریضِ دردِ ہجران کا

مری ماتمکدہ مین نور و ظلمت سب برابر ہے
سویدا ہی شبِ غم ہے سپیدہ صبحِ ہجرانکا

نگاہِ لطف کہتی ہے کہ دل ہے غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجھتے ہین اشارہ تھا نہان کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشمِ فتان نے
مسلمان دشمنِ کافر ہے اور کافر مسلمانکا

نہ اوٹھو وصلِ دشمن مین نقابِ روی روشن کو
کہ پردہ ہے یہ عاشق کی شبِ تاریکِ ہجرانکا

ہماری ساتھہ کیا وحشت بہی ناصح قید ہوتی ہے
رکا ہے بند و زندان سی کہین سودا بیابانکا

اسیری حضرت یوسف کو خوشتر تہی عزیزی سے
نگہبان دیدۂ یعقوب تہا اطراف زندانکا

رہے ہے پیشِ نظر یوسف حجابِ چاہ زندان مین
جہان چشمِ زلیخا ہی وہین روزن ہے زندانکا

سلیقہ شرط ہے ہر کام کو بیداد آسان ہے
کبھی آنسو بھی پونچھا ہے کسیکی چشمِ گریانکا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر بھی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشمِ فتان کا

مری دستِ گریبان کو ٹھکانہ سی لگانا تہا
وہ کچھہ کچھہ شرمگین ہو کر چھڑانا مجھسے دامان کا

اگر منظور ہے ناصح جنون کی چارہ فرمائی
ہمارے پیرہن مین ٹانک دی دامن بیابانکا

اگر ہے پاسِ نخوت کچھہ بلادی یاد دشمن بھی
تغافل درسِ دل ہے کتابِ طاقِ نسیان کا

اونہین اغیار کو اپنی وفاداری جتانی تہی
وگرنہ پوچھنا کیا تہا مریضِ دردِ ہجران کا

قدم رکھتے کہین ہو اور کہین پڑتے ہین مستی مین
تمہارا سا ہی کچھہ کچھہ حال ہے بیمارِ ہجران کا

قلم اوٹھتا نہین دل کی حقیقت کیا لکھون قاصد
مرے خط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریبانکا

ظہیرِ خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغِ صبحگاہی ہے کسی بزمِ سخندان کا

غضب رحمت سی دل توڑا ہی واعظ سنگسارونکا
ستمگر صبر تیری جان پر امیدوارون کا

علاج درد بھی ہی درد سر آفت کی مارون کا
ذرا سا منہ نکل آیا مرے تیماردارون کا

گذر جنت مین ہی واعظ اگر پرہیزگارون کا
بھلا دوزخ مین تو ہوگا ٹھکانا تیرہ کارونکا

کیا ہے محتسب نی راز افشا پردہ دارونکا
خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کارونکا

نہ دنیا مین سمائی ہے نہ عقبیٰ تک رسائی ہے
تری در پر ٹھکانا ہے تری آفت کی مارون کا

زبانِ مدعی تیر نگہہ کے کام کرتی ہے
کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دلفگارون کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتے ہین دو جانب کو
گلہ کرنا پڑا دشمن سی مجھکو دوستدارون کا

گرا دینا اوٹھا لینا بنا دینا مٹا دینا
فلک پیرو ہے اون کافر نگاہونکی اشارونکا

ملایا خاک مین جنکو تو پھر اونسی کدورت کیا
مٹا دو دل سی نقشہ خاکسارونکی مزارون کا

گریگا خود فلک جانِ عدو پر برق بنکر
پڑیگا صبر آخر تو کہین ہم بیقرارون کا

ابھی تک وہ لیی جاتی ہین مجھسے کج ادائی کی
اشارہ ہی یہ اون ترچھی نگاہونکی اشارونکا

ملی ہین خاک مین کیا کیا مری دلکی تمنائین
زمینِ شعر دیتی ہی نشان کچھ کچھ مزارون کا

بھری ہی گردشِ افلاک اوسکی چشمِ فتان مین
پلٹ جانا نگاہون کا ہی پھر جانا ستارونکا

ذرا سے لب ہلانی مین تمہارا کیا بگڑتا ہی
کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بیسہارونکا

نجومِ طالعِ دشمن فلک پر جگمگاتے ہین
شبِ تاریک ہجران مین کہان جلوہ ستارون کا

قیامت کے بہلا وعدی پہ کیسکو صبر آتا ہے
بنا ہالی آس ہی دل توڑنا امیدوارون کا

ذرا سی چین ابرو مین ہزارون ٹکڑی اوڑتی ہین
حباب آسا ہی نازک شیشہ دل بیسہارون کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا
تمہین کیون اعتبار آئیگا بے اعتبارون کا

تکلف برطرف ای میکشانِ محفلِ رنگین
ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یار یارون کا

مہرباں مجھ پہ کسی دن مرا قاتل نہوا
تیغ کا ہاتہہ بہی گردن مین حمائل نہوا

ناوک انداز کدہر غمزۂ قاتل نہوا
مین اسی شک سی تبسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا
کوئی چلتا ہوا فتنہ کبہی شامل نہوا

کچہہ مری قید سے ناصح تجہے حاصل نہوا
نالہ زندان مین بہی پابند سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا
خاک ہوکر بہی غبار پس محمل نہوا

کچہہ محبت مین تمہاری مجہے حاصل نہوا
تمسے مین شاد کبہی مجہسے مرا دل نہوا

دیکہتے آپ بہی کس کس کو کہ بسمل نہوا
ہای جس ہاتہہ مین خنجر ہے مرا دل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بصرفہ تجلّای جمال
یہ تو کچہہ کہیل ہوا پردۂ محمل نہوا

عمر بہر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا
مین کبہی زینت فتراک کے قابل نہوا

درد بن بن کے رہا دل مین خیال مژگان
اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تہی مگر لطف سے خالی نہ ادای تمکین
وہ تغافل مین مری حال سی غافل نہوا

نہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی
درد تک بہی تو برے حالمین شامل نہوا

وہ اوٹہا شور جرس وہ ہوی آواز رحیل
قافلہ ایک دم آسودۂ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بہلا بحر مین کیا ہو مذکور
پنجۂ موج بہی دامن کش ساحل نہوا

خاک اوس ہاتہہ سے ہو عقدہ کشائی اپنی
جو تصور سے بہی گردن مین حمائل نہوا

وای قسمت کہ مرا عقدۂ تقدیر بنے
وہ کرشمہ کہ ستم مین ترے شامل نہوا

ہاتہہ ہنگام قسم وہ مرے سر پر رکہو
جو کبہی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوق دیدار طلب چشم نظر باز کہان
جلوہ کب رخنہ گر پردۂ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجہے چاک جگر پر اپنے
کہ یہ کمبخت ترا پردۂ محمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بہی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمیِ ہنگامہ تڑپنا مرے دلکا
اک اک کو دکہاتے ہین تماشا مری دلکا

رہتا تو ہے اوس بزم مین چرچا مری دلکا
اچہا ہی کہ اچہا ہو نہ سودا مرے دلکا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دلکا
ہنگامہ ہے دلپر مرے برپا مری دل کا

کیون دیکہتے ہو تمکو تو ضد ہی مری دلسے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجشِ بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مری دلکا

ہے سیر نگاہون مین شبستان عدو کی
کیا مجہسے چہپاتے ہو تماشا مری دلکا

اک مشغلہ ٹہہری ہے تمہین رنجش بیجا
اک کہیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو شمع سے سُلگتا ہون تمنّاسے
سیکہے مرے دل ہی سے جلانا مری دلکا

قربان ہون اے عشق تری چارہ گری کے
ہم تنگ گریبان کو بنایا مرے دلکا

کیا کیا مری وحشت نے جہنکائی نہ بیابان
نقشہ مری آنکہون سے دکہایا مرے دلکا

دشمن کی شبِ وصل مین کیا خاک سحر ہو
یہ شام بد انجام ہے سودا مرے دلکا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایۂ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بہی کہان کا

ہمارے ساتہہ پہرنا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہِ دلستان کا

دہری ہے کیا ابہی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہِ گران کا

شبِ غم اور ستمہای شبِ غم
فقط گرنا ہے باقی آسمان کا

یہان یہ دل مین ذوقِ سجدہ ریزی
وہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا

فنا ہے سب بہارِ باغِ ہستی
نسیمِ صبح جھوکا ہے خزان کا

ترے پہلو سے دشمن کو اوٹھانا
گرانا ہے زمین پر آسمان کا

ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے
چمن مین باندھنا کیا آشیان کا

انہین پھرتے نہین کچھ دیر لگتی
نگاہین کام کرتی ہین زبان کا

مری واماندگی منزل رسان ہے
سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا

مزہ بیداد کا بھی تمنے کھویا
ابھی سے ذکر کیا تھا امتحان کا

رہے پیغامِ دشمن بدگمانی
عدو ہو جان آپ اپنے رازدان کا

رہے پابند دل اسکے دل مین ارمان
قدم منزل نے پکڑا کاروان کا

سنے اے کاش خوابِ بختِ دشمن
بکھرنا گیسوِ عنبر فشان کا

یہ لاغر ہون کہ ہون بھی اور نہین ہون
مرا بھی حال ہے دردِ نہان کا

نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون
نگہبان مین ہون خوابِ پاسبان کا

نہو گی غیر کی الفت نہ ہوگی
بھروسا ہے دلِ نامہربان کا

اوٹھے دنیا سے ہم ہو کر گرانبار
جہان سے لیچلے سامان جہان کا

بس اب بے طاقتی پر زندگی ہے
گران ہے توڑنا جانِ گران کا

دھرا ہے اوسنے دل پر دستِ دشمن
اثر اولٹا ہے کچھ اپنے فغان کا

اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے
غضب ہے بارِ منت پاسبان کا

مری تقدیر کی نیرنگیان ہین
بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا
گلہ کیا خاطرِ نامہربان کا

ظہیر آؤ چلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ دھڑکا ہے خزان کا
لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا

ہمیشہ موردِ برق و بلا ہون
تماشائی ہون نیرنگِ جہان کا

اگر پھرتی نگاہِ یار پھرتی
خدا حافظ ہے دل کے کاروان کا

دلِ بیتاب نے وہ بھی مٹایا
مٹے جب گھر الہی آشیان کا

پھرین گر عہد دشمن سے تو جانون
کیا کیا جرم ہے ہمنے آسمان کا

ہمارا سوزِ پنہان سُنتے سُنتے
کسی کو کچھ جو دہوکا تہا فغان کا

نگاہون سے تمہاری گر کے اوٹھنا
نہین ہے اعتبار اونکی زبان کا

کلیجہ پک گیا ہے رازدان کا
بہت مشکل ہے مجہسے ناتوان کا

پہرے دیر و حرم سے ہو کے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب کے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا
خود ہی خوان ہے قیس محمل کا

رنگ فق ہو گیا ہے قاتل کا
آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا

شوق رہبر ہے وادی دل کا
بے نشانی نشان ہے منزل کا

اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب
چشم مجنون ہے پردہ محمل کا

تیر وان ہو چکے ہین ترکش مین
اب سنبھلنا محال ہے دل کا

موج کی جا محیط ہستی مین
اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی ۔ دل مرا ہے چراغ محفل کا
نالہ کیون تا بلب نہین آتا ۔ شور ہے کیا مری سلاسل کا
بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے ۔ صاف کتنا ہے آینہ دل کا
ہے جو کچھ کچھ حیا نگاہون مین ۔ رنگ ہے کسکی طبع مائل کا
رہبری کی شکستہ پائی نے ۔ بیٹھ جانا نشان ہے منزل کا
چشم لیلی نگر کہان سے آئی ۔ ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا
نعش اوٹھتی ہے کوی قاتل کی ۔ اب تماشا ہے رقص بسمل کا
کشتۂ ناز اک زمانہ ہے ۔ تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا
کچھ تو ہے لطف سے نہین خالی ۔ چھیڑنا شکوہای باطل کا
جس مین اپنے سوا نہ دیکھوگے ۔ وہ ہمارا ہے آینہ دل کا
تم سے بزم رقیب روشن ہے ۔ کام کیا ہے چراغ محفل کا

مرگیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالہ سلاسل کا

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا ۔ برا ہو یارب دل حزین کا کہ اسنے کہا نہین کہین کا
نہ فکر کچھ چاک آستین کا نہ وہم کچھ زلف عنبرین کا ۔ حجاب اک چشم شرمگین کا جواب ہے سب نہین نہین کا
اگرچہ ہے سرکشی کی صورت کجی کی جانب ہے تیری طبیعت ۔ حیا سے آتی ہے بوی الفت نگہ پہ شک ہے عتاب و کین کا
وصال دشمن مین عذر کیا ہے کہ رنگ چہرے سے اوڑ گیا ہے ۔ نگہ نگہ سے ٹپک رہا ہے عرق خجالت بھری جبین کا
کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام دامن ہوا جو رنگین ۔ دھری ہین اوسنے کف نگارین پہ رنگ ہے دست نازنین کا
ادھر ادھر تو لڑا دو آنکھین ادھر اوسے سبکو دکھاؤ آنکھین ۔ بدن کی صورت چرا لو آنکھین فسانہ چھیڑین اگر کہین کا

جو تم ہٹاتی نہ آستان سی تو کوئی کہتا نہ کچھ زبان سے
کہ نقش پائی عدو نہین تہا نشان سجدہ مری جبین کا

ادا ادا مین جو گرمیان ہین یہ حسن دلکش کی خوبیان ہین
جو طبع نازک مین شوخیان ہین اثر ہی رخسار آتشین کا

ابہی تو خاموش ہم ہین بیٹہی رقیب لین تو گل کہلینگی
بہت گریبان کی ٹکڑی ٹکڑی کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تمکو ہوا ہے سودا نہین ہے کچھ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان نہ ہی گریبان نہ تار باقی ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ ونکو کیا نہ ہی ہی خیال دین کا
کہ کوچی کوچی مین نقش سجدہ قدم قدم ہی مری جبین کا

لیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پہیر کہایا کہین کہین کا
ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

ہوس کہ دلکو ہوا ہی سودا جہان ہی آنکہونمین تیرہ
نظر مین پہرتا ہی حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا
لب جراحت سی شور پیدا ہوا ہی تحسین و آفرین کا

غرض نہ بتکدہ سی جہان مین پہرتی ہین ہو کی بے سر
بہٹک بہٹک کر پہونچ رہینگی سراغ پایا اگر کہین کا

جگر مین شعلہ بہڑک رہا ہی تمام سینہ دہک رہا ہے
کہ دلمین پہوڑا سا پک رہا ہی تصور اوس روی آتشین کا

خیال لبہای شکرین سی ہوی ہین جیسے جگر کی ٹکڑی
پیے ہین جب گہونٹ خون دلکی مزہ وٹہایا ہی انگبین کا

دم سوال وصال ہی ہی دل حزین سی تو کوئی پوچھے
نگاہین نیچی جہکا جہکا کی ترا وہ کہنا نہین نہین کا

بلا ہی کمبخت سخت جانی ہوی ہی جنجال زندگانی
گیا وہ پہلو سی یار جانی ہوا نہ پیوند مین زمین کا

نہ چہیڑا ای دست شانہ ہر دم او سمجہنا کچھ گرہ ہو ذرہ ہم
کہین وہ افعی زلف برہم نہ سانپ بنجائے آستین کا

ظہیر بد کیش و رند مشرب بہینا ہی عشق بتان مین ڈہب
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب نہ دنیا کا اور نہ دین کا

وصال دوست مین اپنا نظارہ کیا کرتا
کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا ادا سے تری استعارہ کیا کرتا
تپش کو برق لی مین پارہ پارہ کیا کرتا

مجھے اشارۂ ساقی سے می پیی ہی نہی
سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا

کرشمہ ریزی پیہم سے دل سنبھل نسکا
ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا

ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان نہ نکلیگا
حبابِ موجۂ یم سے کنارہ کیا کرتا

نماز میکدے مین مین نے بیوضو پڑہنی تہی
شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا

ازل سے مین دلِ صدچاک لیکے آیا ہون
ہوای گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا

سمجہہ کے گفتۂ واعظ یہ مین نی توبہ کی
کہ ارتکابِ گنہ کا اجارہ کیا کرتا

جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی
وگرنہ دلقِ گدائی کو پارہ کیا کرتا

بغل مین غنچہ کے ہے کائنات دلتنگی
سوای جیب و گریبان کو پارہ کیا کرتا

وہ آبہی جاتے اگر یان تو ہم دکہا دیتے
کہ اپنے بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا

ہوس بہی اہلِ دل کیلیے ہے ورنہ فقیر
ہوای تاج و سر گوشوارہ کیا کرتا

ادای عشوۂ پنہان کو کوئی کیا سمجہی
نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا

ہنسو نہ ہمپہ گر آئینہ ہم دکہا دیتے
تمہارے ساتہہ تمہارا نظارہ کیا کرتا

کہین یہ پستی طالع ابہرنی دیتی ہے
عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجہکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تہے جہان وہین دل بہی ضرور تہا
مین بدگمانیون سے بہت دور دور تہا

رندانِ بادہ کش کو ملانا ضرور تہا
واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تہا

کچہہ ہو شبِ فراق مین جینا ضرور تہا
وہ تو یہی کہین گے طلبگارِ حور تہا

اللہ رے شوخیان کسی پہلو دیا نہ چین
وہ شوخ برق وش بہی دلِ ناصبور تہا

کیا کہئے اب کسی کی امیدین بند ہاو گی
تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تہا

بس اک نگاہ غیر نے مجہہ سا بنا دیا
اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تہا

آئینہ دیکہتے ہی تحیر مین آگیے
اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تہا

ہم اور یون اوٹہا دے سرِ بزم ناز غیر
اوتنا ہی جہک گیے تہین جتنا غرور تہا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو
واعظ بہی مستِ ذوقِ شرابِ طہور تہا

پیتے تہے گہونٹ زہر کے ہم بزمِ وعظ مین
کیا تلخ تر بیان شرابِ طہور تہا

محفل فروز یان تہین غضب تم غیر مین
کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تہا

پہلے ہی کچہہ نگہہ سے طبیعت بدل گئی
ہمکو مزاجِ یار پہ کتنا عبور تہا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دستِ نامہ بر
پائی سزا کسی نے کسی کا قصور تہا

کچہہ اور تو خبر نہین مرگِ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تہا

غوغای بند گو نہ رہا نوحہ گر رہا
ہنگامہ اک نیا مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجہے عمر بہر رہا
شکرِ ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پہوڑنا ہی اگر آٹہون پہر رہا
جس گہر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گہر رہا

اعجاز دلفریبی انداز دیکہیے
ہر ہر ادا پہ مجہہ کو گمانِ نظر رہا

صدقے ہون جوشِ طیش کی اس کینہ کُشا
میرا ہی ذکر بزم مین کچہہ بیشتر رہا

قاصد بہی کوئی صبرِ دلِ ناشکیب تہا
آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہہ کے کام کیے میری آہ نے
دل چاک چاک پردۂ بیرونِ در رہا

پرہیز عشق سے مجہے وحشت فزون ہوئی
مین کچہہ دوا سے اور بہی رنجور تر رہا

ہے پای ہرزہ تاز مین کیا گردش نصیب — دو دن نہ چین سے سر شوریدہ سر رہا
اوٹہہ اوٹہہ کی ساتہہ ساتہہ مری تہک کی رہ گیا — مین کچہہ تپش مین اور وسی بیتاب تر رہا
زخمونکی موہنہ بہری ترے پیکان تیر نے — ہر زخم تازہ مرہم زخم جگر رہا
کیا خاک دلنشین ہو مرا حرف مدعا — اک عمر مدعی کا ترے دل مین گہر رہا
کیا کیا نہ زخم دل پہ چہڑکتا رہا نمک — غافل مرے علاج سی کب چارہ گر رہا

ناکامی نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدای روضۂ خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہہ جلوہ نما کو دیکھا — اس سہی دیکھا ہی تمہین اس سی خدا کو دیکھا
شعلہ انگیز نشان کف پا کو دیکھا — شوخ کیا کیا نہ ترے رنگ حنا کو دیکھا
وحشت انگیز تری زلف دوتا کو دیکھا — تنگ چلتے ترے کوچین صبا کو دیکھا
چشم بدمست مین انداز حیا کو دیکھا — مست وہشیار اسی ہوش ربا کو دیکھا
اونکے آنے کی خوشی تہی مری مرنیکی نوید — شاد کیا کیا نہ دل اہل عزا کو دیکھا
خود بخود دل مری سینی سی کہچا جاتا ہے — دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکھا
پڑگئی کیا دل پرکین کی گرہ بہی ایسی — کبہی کہلتے نہ تری بند قبا کو دیکھا
فیصلہ پاک کیا تیغ نگہہ سے تمنے — بیوفا کو نہ کسی اہل وفا کو دیکھا
ہمت حوصلہ فرسا نے اوبہرنے نہ دیا — نہ گریبان سے جدا دست دعا کو دیکھا
کچہہ نہ کی اوس بت سفاک کی دل مین تاثیر — آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکھا
اور بنجائیگی دشوار کہان کی فریاد — اہل محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکھا
ہای کافر نے اوڑائی ہین تمہاری جانین — ناز کرتے ہوے کیا کیا نہ قضا کو دیکھا

کیا ملا عشقِ مجازی مین ظہیرؔ ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

زنگ الفت نہ حجاب رخِ جانان نکلا
شعلۂ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا
تجھ سے کچھ کام نہ ای گردشِ دوران نکلا

وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا
کہ مرا سایہ بھی کچھ مجھ سے گریزان نکلا

آئینہ تھا جو ترا خلوتیِ محفلِ خاص
وہ بھی مجھ سا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

جس کو توقع یہ کیسے نامۂ اعمال سیاہ
وا ی قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا

چارہ گر ہم سے نے اسی جان سے پھر کہا آئے
دم نکل جائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا

زندگی مین ترے ملنے کی امیدین کا خور
جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا

اور روان برہمی دل نے بڑھائی اوجھا
جو سخن منہ سے نکلا وہ پریشان نکلا

یان توقع نہ بندھی تھی کہ ابھی ٹوٹ گیا
کچھ ترے خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا

دھجیان دامن صحرا کی اڑینگی ای خضر
پانو اپنا جو کبھی سوی بیابان نکلا

دیکھنا وسعتِ رحمت کہ پس حشر ظہیرؔ
دل سے ناکردہ گناہون کا نہ ارمان نکلا

دستِ نازک مین اگر خنجر بران ہوگا
کون ہوگا جسے مرنے کا نہ ارمان ہوگا

ہجر سے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
دم نہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا

خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا
تم نہ ہوگے تو غمِ ہجر ہی مہمان ہوگا

درد آخر کو دوا ہی تب ہجران ہوگا
سر نہ ہوگا تو نہ فکرِ سر و سامان ہوگا

داغ دینے سے تو خود ہی مرے دل مین جا ہو
تمسے بہتر نہ تمہارا غمِ ہجران ہوگا

نہ رہونگا نہ رہونگا شب غم مین تنہا
تم نہ ہوگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا

تیغ کیا ہاتھ مین لیتے ہو مرا دل ہی لو
کہ تمہارا تو کرم بہی ستم جان ہوگا

شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو
اوس ستمگر کو ابہی جور کا ارمان ہوگا

آج ملنا ہے تو دل کھول کے مل لو ہم سے
پہر کہین حشر کو ملنا شب ہجران ہوگا

کچھہ طبیعت بہی نگہہ ہی کہ بدل جائیگی
ناصحو دل بہی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا

کیا کرون شکوۂ بیداد تغافل اوس سے
اور وعدی سے وہ بدعہد پشیمان ہوگا

غیر کے سر کی قسم آپ کو کھانی ہوگی
پہر نئے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا

خوگر لذت آزار ہون راحت کیسی
مجھپہ بیداد بہی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

یہ رنگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھہ خدائی مین کم نہوتا
کسی پہ کوئی نہ جان دیتا کسی پہ جور و ستم نہوتا

عدو جو شایان ظلم ہوتے تو لطف درد الم نہوتا
فریب محبت کی کون لیتا جو مین قتیل ستم نہوتا

اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھہ عداوت سی کم نہوتا
جو یہ نہوتی تو کیا نہ ہوتا جفا نہوتی ستم نہوتا

غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی کو ہر طرح موت آتی
اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرط شادی سے دم نہوتا

کسیکے کہنے پہ حصر کیا ہی کہ خود محبت ہی اک بلا ہے
جو طبع نازک مین شک نہوتا تو دلمین انداز رم نہوتا

سپہر کیا تہا کہ تیری در سے اوٹہا کی فتنہ مجھے اوٹہاتا
زمین بہی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا گر اسمین تیرا قدم نہوتا

یہ کبھی اپنا ہی جی نہ چاہا وگرنہ خوف رقیب کیا تہا
کہ آپ آتے تو اوٹھ کے آتے زمین پہ نقش قدم نہوتا

جو انکے وعدے کی اصل ہوتی تو تہا امید وصل حق
شب جدائی مین ہم نہ مرتے جو رنج روز الم نہ ہوتا

غلط ہی سب شورش قیامت سو ہی دوزخ سے سوز الفت
دگرنہ جان حزین پہ اتنا کبھی عذاب الم نہ ہوتا

تبنگ اتنی ہین زندگی سے کہ مانگتی غیر گر خوشی سے
تو سر کی دینے مین عذر ہمکو تمہاری سر کی قسم نہ ہوتا

نہ وہ زبان ہی نہ وہ عبارت نہ وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خط غیر گر نہ لکھتی تو خط مین کیا کچھہ رقم نہ ہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سی ابرو مین خم نہوتا

یہ سخت جانی بڑہا رہی ہی وگرنہ خنجر مین دم کہان تہا
روان نہوتا گلو پہ ہرگز جو اپنے سینہ مین دم نہ ہوتا

بجا ہی انکار وصل دشمن گواہ صادق ہی شرمساری
اگر نہوتی خجالت اتنی حیا سی گردن مین خم نہ ہوتا

ظہیر ملتی نہ راہ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یاد خدا نہ ہوتی جو درد ہجر صنم نہ ہوتا

دل مرا یارب ہدف ہوتا کِ دلدار کا
چوم لون ہر زخم کے مونہہ سی میں سوفار کا

روز و شب ہین گردشین سی کی دشین میری لیے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنی اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرح سوز غم اگر نامہ مین لکھہ کر باندہ دون
جلکے خاکستر ہو بازو مرغ آتشخوار کا

کہو دیا دونو جہان سے اضطراب گرد نے
خون ہے گردن پہ اپنی حسرت دیدار کا

لن ترانی مانع نظارۂ جانان نہین
امتحان حوصلہ ہے طالب دیدار کا

تاب نظارہ کسی حسن تجلی ریز کی
صاعقہ پردہ ہی ترے شعلۂ رخسار کا

ہان جگا دو ٹہوکر دن سی خفتگان مرگ کو
ہان دکہا دو ڈہنگ کچھہ رفتار مین گفتار کا

ضعف سے گر گر پڑا تیرا مریض ناتوان
پڑ گیا گر دور سے سایہ کسی دیوار کا

وہ نگاہ شرمگین کچہہ اس ادا سے پہر گئی
آگیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکہہ لی تاثیر سوز نالہ ہای گرم کی
پک گیا ہی سنتے سنتے دل مرے غمخوار کا

ہے شکست شیشۂ می مین صدای دلخراش
محتسب دہوکی مین توڑا دل کسی میخوار کا

پاسبانِ کوئے جانان بخت دشمن کچھ نہ تھا / اوڑ گیا کیون خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیر پارسا شہرہ ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچھتا تھا خانۂ خمّار کا

عہدِ نخست ہمسے بھلایا نہ جائیگا / ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہ جائیگا
چھپنے سے رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا / یہ پردہ وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا
دل سے نہ جا کہین کہ پھر آیا نہ جائیگا / نکلی شمیمِ گل تو سمایا نہ جائے گا
کس کس کے در پہ سر کا جھکایا نہ جائیگا / یہ ناز وہ نہین کہ اوٹھایا نہ جائیگا
دیکھو برا ہے شوق ستم کا مآلِ کار / تمسے کبھی عدو کو ستایا نہ جائیگا
آشنا نہ مونہہ لگا کے بدآموز کیجیے / ہمسے بڑھا کے ربط گھٹایا نہ جائیگا
مانا کہ تمسے دل نہین ملتا نہین سہی / کیا مجھسے خاک مین بھی ملایا نہ جائیگا
ظالم شبِ وصال ہے مجھسے نہ مونہہ چھپا / آخر تو کل عدو کو دکھایا نہ جائیگا
ہے اپنی سرنوشت مین مضمون خط ظہیر / تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائیگا
لکھ لون جواب خط بھی تسلی کیواسطے / پیغامبر سے جا کے پھر آیا نہ جائیگا
ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار / کچھ داغِ دل نہین کہ دکھایا نہ جائیگا
آنسو بھی گر بہینگی مری آرزوئے شوق / دل سے نکل کے آنکھ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

مر گئے ہم وہ جو کچھ چیتون بدل کر رہ گیا / چل گئی تیغِ ادا گر کھینچکے خنجر رہ گیا
دستِ نازک مین روانی سے جو خنجر رہ گیا / نیم کشتہ شوق کشتن مین تڑپکر رہ گیا

بوالہوس نے اوسپہ امید وفا مین جان دی / باوفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا
ملتی جلتی ہین بتون سی آسمان کی شوخیان / غیر کی جانب سی کیا کروٹ بدلکر رہ گیا
جھانکنا کیسا کہلی اک اور بہی چشم رقیب / دیکھتا صورت کو اوسکی روزن در رہ گیا
پارسائی کا ہماری آج ہی تہا فیصلہ / لوٹ کر توبہ سے پہلے دور ساغر رہ گیا
مین ادہر ٹہرا کیا حسرت سے اور دشمن ادہر / ہاتہ میرے قتل پر جب وہ اوٹہا کر رہ گیا
وصل کی شب یاد آیا وعدۂ دشمن اوسے / عطر ملنے کے بہانے ہاتہ ملکر رہ گیا

کچھہ بہی رونا رہا یان زندگی بہر ای ظہیر
اک بلا شب بہر رہی اک حشر دن بہر رہ گیا

خونبہا سے عاشق ناشاد کیا / دلبرون کی داد کیا فریاد کیا
دل کو چاہا جس طرح سمجہا لیا / غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا
کہتے کہتے حال دشمن رک گیا / دل مین سمجہا وہ ستم ایجاد کیا
نامرادی جسکی ٹھہری ہو مراد / وہ دل ناشاد ہو پہر شاد کیا
ہو مقابل کیا نگاہ ناز سے / برق کیا اور برق کی بنیاد کیا
ہم کہان جائین گے چھٹ کر دام سے / چھوڑکر ہمکو کرے صیاد کیا
گہہ ادا پر مر مٹے گہہ ناز پر / زندگی اپنی ہوئی برباد کیا
ہو رہے ہے جسکے جہان مین ہو رہے / مر مٹے جب شکوۂ بیداد کیا
حضرت دل چاہ کر بیٹھے تو ہین / دیکھیے اسکی پڑے افتاد کیا
بند الفت سے رہائی ہی محال / ہم اسیرون کا بہلا آزاد کیا
ہو گیے برباد لاکھون عشق مین / اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودای محبت مین جو سر جاے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جاے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
پانی یہ اگر سر سے گذر جاے تو اچھا

آتا ہے تو آجلد کہین او وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مرجائے تو اچھا

بدمستی و رندی مین یہان عمر گذاری
باقی جو رہی یونہین گذر جاے تو اچھا

قاصد ترے جانیسے وہ آئی ہین آئین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جاے تو اچھا

بجتے نہین او چشم قدح خوار کے مخمور
یہ نشا اگر دل سے اوتر جاے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہو سودای محبت
اس درد سے پہلے ہی جو مر جائی تو اچھا

رونا ہے تو دل کھول کر رو لو نہ ظہیر آج
دامن کہین اشک سے بھر جاے تو اچھا

ہر ایک زخم یہ ہے قصد لوٹ جانیکا
کہ فکر ہے مجھے قاتل کے دل بڑہانیکا

ہزار قصد کیا درد دل سنانے کا
ہوا نہ ضعف سے یارا زبان ہلانیکا

گلہ نہین ہے فقط تمسے مونہہ چھپانیکا
ہمین تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

برنگ غنچۂ تصویر باغ ہستی مین
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانیکا

وہ بے نصیب اسیران ہین کہ بجلیان ہین
جو مونہہ سے نام لیا آشیان بنانیکا

وہ پہلی ہاتھ مجھی پر لگائین بسم اللہ
جو حوصلہ ہے اونہین تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مرمٹے ہم تو
دل و دماغ کہان اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفای وعدہ تو معلوم
بہانہ اور ہوا اونکو مونہہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم وعظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھسے زاہد ماجرا نہ ہد ریائی کا ‏ ‏ تماشا بتکدہ مین دیکھتا ہون مین خدائی کا
رہی باہم کشاکش دم بسمل جان مضطر مین ‏ ‏ جہانتک حوصلہ تھا تاب و طاقت آزمائی کا
خدایا دی ہی الفت تو نے گر شاہد پرستون کو ‏ ‏ بتون کو دی دل درد آشنا صدقہ خدائی کا
بس اب رہنے دو وعظ حوران بہشتی کو ‏ ‏ وگرنہ ہو حیا اٹکڑے گریبان پارسائی کا
ستمگر اسقدر نازان نہ ہو حسن دو روزہ پر ‏ ‏ بہت جلدی نکل جاتا ہی موسم کج ادائی کا
مغان رند یو پیر گر گئی ہی ہنے تو بہ توڑی ‏ ‏ سیا ہے چاک سو سو بار دلق پارسائی کا

ظہیر اس مشغلہ مین روز محشر خوب گذریگا
فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

نگہ سے پہلی ہی کردو نہ فیصلہ دل کا ‏ ‏ کہ دلکا دل ہی مین ہی جائے سب گلہ دلکا
ابہی ہی خوب ہے ہوجائے فیصلہ دلکا ‏ ‏ بھلے برے سے پڑیگا معاملہ دل کا
الٰہی خیر سے ہوجائے فیصلہ دلکا ‏ ‏ کسی سے اب نہ کرینگے معاملہ دل کا
بری بہی اوسنے ہوی دلگی دادہی تری ملی ‏ ‏ یہ جانتے تو نہ کرتے کبھی گلہ دل کا
وہ بات بات پہ لیتے ہین چٹکیان دلمین ‏ ‏ وہ چھیڑ دیتے ہین نشتر سے آبلہ دل کا
بری جگہہ ہی پہنسا دل برون سی کام پڑا ‏ ‏ خدا ہی ہو کہ جو اوسنے ہو فیصلہ دل کا
بھری ہوی ہین بہت سی گلو نکی دلمین بخار ‏ ‏ پہپک رہا ہے بہت دن سی آبلہ دل کا
یہ ناتوان ہے وہ نازک وہ شوخ یہ بیتاب ‏ ‏ نگاہ ناز سے کرلو مقابلہ دل کا
ابہی تو دن ہین تمہارے ستم دکھانیکے ‏ ‏ ابہی سے توڑ دیا تمنے سلسلہ دلکا
نگہہ نگہہ سے پڑا کام جان مضطر کو ‏ ‏ ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دلکا
مچل مچل کے رہے دلمین حسرت و ارمان ‏ ‏ اوبھر اوبھر کے دبا دلمین ولولہ دلکا

شباب آنے نہ پایا تھا کہ موت آئی
مٹا ہے عین جوانی مین ولولہ دلکا

الہی آئے اجل گر کسی پہ دل آئے
رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دلکا

رہی سہی بھی گلے کر کی بات کہو بیٹھے
الہی خاک مین مل جائے ولولہ دلکا

نہین تو ہمسے عداوت نبھائی جاتی تھی
نہ توڑنا تھا مری جان سلسلہ دل کا

تڑپ تڑپ کی کٹا دن پھڑک پھڑک کر رات
یہی ہے ابتو شب و روز مشغلہ دل کا

متاعِ صبر لٹی ہی دھڑی دھڑی کر کر
نگاہِ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دلکا

ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ
عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دلکا

بلائین وہ مجھے گھر اپنے یا اجل آئے
بلا سے طی ہو کسی طرح مرحلہ دلکا

تمہین تو صحبت اغیار سے نہین فرصت
نکال لین گے کہین ہم بھی مشغلہ دلکا

ظہیر فائدہ کیا ہو لیا جو ہونا تھا
خدا کو مان کہین چھوڑ بھی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا
کچھ نگاہون سے برستا ہے چرانا دلکا

ہمسے پوچھے کوئی پوچھے تو حقیقت دلکی
تمسے سیکھے کوئی سیکھے تو ستانا دل کا

حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی
زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا

ہائے دل اور دلِ زار کے ہمسے برتاؤ
اور پھر تمسے دل آزار پہ آنا دل کا

شمع سے زینت محفل ہے نہ پروانے سے
تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا

ناصحو زلف سے کے اوجھاؤ بڑے ہوتے ہین
کچھ ہنسی کھیل سمجھتے ہو چھڑانا دل کا

ابتو یہ دل مین ٹھنی ہے کہ کہے جائین کچھ کچھ
وہ سنین یا نہ سنین حال سنانا دل کا

مفت بدنام ہوئے رنج اوٹھائے بے سود
تمنے ابتک بھی تو کچھ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تھی سر آسیمگی دل کچھ کچھ
سوجھتا تھا ہمین پہلی ہی سے جانا دلکا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلانیوالے
سہل ہے کھیل ہے ٹھٹھا ہی جلانا دلکا

پھر ڈہا دیے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

نہین شرمندۂ یکتار بھی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تہ گردن اپنا

رخت تن بھی ہی بُری حال مین دشمن اپنا
نہو آتا رِ نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی یہ گنبد چرخ
کون سنتا ہے بس اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حرمان زدۂ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانہ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پہلے ہی گری برقِ بلا
لب تک آیا نہ کبھی دانۂ خرمن اپنا

چرخ بیمہر نے ایسا ہمین برباد کیا
کہ رہا دوش صبا پر ہی نشیمن اپنا

سر پہ احسان رہا بے سر و سامانی کا
خار صحرا سے نہ اولجھا کبھی دامن اپنا

عمر بھر مجھسے طلبگار خور و پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہاہی ہوئی جاتی تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چھڑانی لگی دامن اپنا

رخت عریانیِ تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقۂ گرد ہوا ہے پیرہن تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے بُرے وقت کسی کا دمساز
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

چاک دوزی سے نہین ایک گھڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہم فن اپنا

کاش ہو جائے وہی پوشش عریانیِ تن
آب گریہ ہی چڑھے تا سر و گردن اپنا

ہین بہم دوختہ اسطرح قبا کے ٹکڑے	تنِ رنجور ہے گویا پسِ چلون اپنا
آستین کا ہے بدن پر نہ گریبان کا نام	اب تو خس پوش نفس ہی قفسِ تن اپنا
آشناؤن نے دیا ہے ہمین دنیا مین جو آب	دیکھیے حال ہو کیا کچھ پسِ مردن اپنا
دہوپ دن کو ہے تو ہے شبکو اندہیرن تن	اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

ای ظہیر آؤ چلین سوے درِ خان حمید
وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگرو دل لگایا تو ہوتا	کبھی خنجرِ عشق کھایا تو ہوتا
رقیبون سے کھنچکر دکھایا تو ہوتا	ذرا جذبِ دل آزمایا تو ہوتا
ستمگر یہ دہبا مٹایا تو ہوتا	جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا
نہ آتا کہ آتا شکایت نہ رہتی	مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا
نہ مانونگا ناصح کہ دل پر ہی قابو	لگا کر کسی سے دکھایا تو ہوتا
یہ مانا عدو پر ہے میلانِ خاطر	کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا
مزے تلخکامی کے کیا جانی ناصح	کسی پر کبھی زہر کھایا تو ہوتا
ستم گو نہ کرتے ادای ستم سے	کبھی غیر کو آزمایا تو ہوتا
گلے ہم نہ کرتے تو خجل تم نہ ہوتے	عنایت کے بدلے ستایا تو ہوتا
نہ آتے تو خنجر ہی وہ بہیج دیتے	کبھی تمنے گلے سے لگایا تو ہوتا
غمِ یار تہا زہر قاتل نہین تہا	کبھی مدعی تو نے کھایا تو ہوتا
کمر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر	ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا
یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن	ہمین تو نے ظالم ستایا تو ہوتا

مزے اشکباری کی لینے تھے پیچھے ‌ ‌ ‌ مجھے تمنے پہلے ہنسایا تو ہوتا
یہ جو کی کہ خط میں شکایت نہ لکھی ‌ ‌ ‌ کہ دشمن سے نے اونکو سنایا تو ہوتا
مری سخت جانی کی شکوہ بجا ہے ‌ ‌ ‌ کبھی دستِ نازک اوٹھایا تو ہوتا
بہت جان دینے کو پھرتی ہیں دشمن ‌ ‌ ‌ ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا
دل آزاریوں کی تمہیں قدر ہوتی ‌ ‌ ‌ کبھی نازِ دشمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا ‌ ‌ ‌ یا دلِ رو سیاہ نے مارا
کیا وہ فردائی حشر ہے فردا ‌ ‌ ‌ وعدۂ صبحگاہ نے مارا
داورِ حشر کی حضوری ہے ‌ ‌ ‌ ہائی شرمِ گناہ نے مارا
انتہا حرص میں فقیر ہے ‌ ‌ ‌ خواہشِ عز و جاہ نے مارا
ہے نگہ پر کبھی مہر عتاب ‌ ‌ ‌ اور اس اشتباہ نے مارا
نہیں معلوم جب وہ مقصود ‌ ‌ ‌ اختلافاتِ راہ نے مارا
جس سے پوچھو جدا بتائیگا ‌ ‌ ‌ شہرۂ جلوہ گاہ نے مارا
کوئی پوچھیگا جب تو کہدینگے ‌ ‌ ‌ ہمکو اس رشکِ ماہ نے مارا
وہی قاتل وہی ہے فریاد ‌ ‌ ‌ اس دلِ دادخواہ نے مارا
مر گئے کیون نہ صبحِ وصل عدو ‌ ‌ ‌ ہائے روزِ سیاہ نے مارا
ہمکو مارا ہے رشکِ دشمن نے ‌ ‌ ‌ اور اسی تیری چاہ نے مارا
گرمجوشی ہے وان عدو سے ظہیر ‌ ‌ ‌ سرد مہری آہ نے مارا

تو دل مین سمجھتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
میرا یہ تقاضا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بیداد یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ جسکو گوارا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

اسبات پہ بھولا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
بس بس یہی اچھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل مجھی کر دو
اور اسکی دوا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

وعدے کا بھروسا ہے نہ کافر کی زبان کا
کہہ کہہ کی مکرتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی
لوگون مین یہ چرچا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

ہان دیکھہ تو دشمن مجھے کیا کچھہ نہین کہتے
تو کیا نہین سنتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا کچھہ نہین کہتا ہے وہ بدخو مجھی اور یہ
اک اک کو جتاتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شکوہ ترے طعنون کا نہ غیرون کی زبان کا
رونا مجھے اسکا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سنتا ہون تمہاری ہی رقیبونکی ہی سنکے
کیا جانے مجھی کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سی اور پھر
کہنے کو یہ کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

غیرون کا تو کیا مونہہ ہی کہ کچھہ مونہہ سی نکالین
یہ شعبدہ تیرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا پوچھتا ہے مجھسے مری وجہ خموشی
وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑکے پوچھو
نقصان یہ میرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

سننا یہی سننا ہے کہ سنتا ہون تمہاری
کہنا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پردہ ہی وگرنہ
کیا میری تمنا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

مین چپ ہون تو کہتا ہی کہ مطلب کی کہو کچھہ
کہتا ہون تو کہتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

یہ شکوہ کرون کیونکہ وہ کافر نہین سنتا
کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بہلا غیر تو سن لے
یہہ اسکو بھروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے زمانے مین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

بے شاہد و مے واعظ ضائع ہو شباب ایسا
در کار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تہے محبت مین ہوتی ہین بُرے جلسے
ہم یہ نسمجھتے تہے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہارِ تمنا پر آئینہ دکہاتے ہین
ہرگز نہ سُنا ہوگا معقول جواب ایسا

ڈہونڈو تو پتا اپنا پاؤ نہ عدم تک بہی
دشمن بہی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو ہی بتا زاہد موہوم امیدون پر
کہوتا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بہی یہ کہتے ہین کچھہ تجھکو نہین غیرت
کرتے ہین محبت مین ہین خانہ خراب ایسا

تہا چین نہ بن دیکہے اب شکل سے نفرت ہے
یا لطف و کرم اتنا یا قہر و عتاب ایسا

ہر گام پہ لغزش ہے ہر بات مین رنجش ہے
آتا ہے کہین سے وہ بدمستِ شراب ایسا

رفتار سے حشر اوٹہا دیکہا نہ نظر بہر کے
انداز مین یہ شوخی آنکھون مین حجاب ایسا

وہ عرض مطالب پر کہتے ہین پیامی سے
کیا دیکہہ کے اوٹہے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے روداد شبینہ سب
آنکھون مین سمایا ہے بیدید کی خواب ایسا

ای میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کہلے ہین گل
واللہ نہ سمجھے تہے ہم تمکو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے ٹہرایا نہین جاتا

ہین ہوش مین اور ہوش مین آیا نہین جاتا
دل راہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ درد معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

کچھہ ایسے گرا ہے بار ندامت ہین کہ جا ہے
اوٹھتا ہے قدم اور اوٹھایا نہین جاتا

کیا تاب کہ اک گام ہو طی مرحلۂ شوق
جبتک کہ اودہرہی سے بلایا نہین جاتا

جاتا ہے کہان سوںچہی ہی کسکی حضوری
موںہہ اپنے کو اپنا ہی دکہایا نہین جاتا

کیا کام ادہری اونہین پہونچی جو ادہر کو
آتی ہین ادہر کو تو پہر آیا نہین جاتا

بڑہتی ہین ادہرہی کو سرکتی ہین اگرچہ
دل خاک بڑہے پاون بڑہایا نہین جاتا

کیا کثرت پندار ہے کیا غفلت و نخوت
اپنے مین کچھہ اپنے سے سمایا نہین جاتا

یہ داغ معاصی نہین چہپتا نہین چہپتا
ہرچند چہپاتے ہین چہپایا نہین جاتا

افسوس ادہر پانو بڑہائی نہین بڑہتے
اور حوصلۂ جرم گہٹایا نہین جاتا

کہتی ہے ندامت کہ سما جائیے زمین مین
افسوس کہ خود مین بہی سمایا نہین جاتا

کیا روک لگا جان کو دنیای دنی کا
دل اور طرف ہائی لگایا نہین جاتا

سب بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف
ہیہات گیا وقت پہر آیا نہین جاتا

جاتے رہے دنیا سی ہی دنیا طلبی مین
کہوئی گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا

ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا سود
بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنے اوٹہاؤ گے کیا کیا
دکہایا ہے کیا کچھہ دکہاؤ گے کیا کیا

نگاہون سے اوڑ اوڑ کے جاؤگی کیا کیا
ابہی تو مجھے تم اوڑاؤ گے کیا کیا

وصال عدو اور عذر تجاہل
یہ نشتر پہ نشتر لگاؤ گے کیا کیا

یہ چھپ چھپ کے جلوی دکہاؤ گی کبتک
یہ ہر بار بن بن کے آؤ گے کیا کیا

نگہ مین حیا ہے حیا مین ہی شوخی
ستم پردے پردے مین ڈہاؤ گے کیا کیا

سبب مُہیوری نظرون کا کہی تو کہدون
ابہی سیدہی سیدہی سناؤ گے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہر تون کو
مٹا کر سب مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجھ سے وعدی نکیجے
نظر کی طرح جی چراؤ گے کیا کیا

نگاہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپانے کو سب مجھسے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمعِ محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گھر اندھیرے مین آؤ گی کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشارے ہوئے ہے
جتاؤ تو آنکھین جھکاؤ گے کیا کیا

یہی کھیل کھیلا کیے زندگی بھر
مری جان مجھے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تمکو حیلے بہت ہین
مجھے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بھی ہو گی تو کس کس کی ہو گی
مرے دل سہی ہے ہے مٹاؤ گی کیا کیا

برا کہہ چکے گالیان دے چکے تم
بس اب اور ہم کو سناؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے کے طعنے نہ چھیڑو
ستائے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رنگ جمنے نہ دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبھی ڈھنگ سے چلنے نہ دیا
اور ڈر کے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچھہ سہارا بھی ہمین روزِ ازل نے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوون نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبھلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ پیامی کو پتا دین تیرا
رشک نے نام ترا مونہہ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجھہ پہ مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو بڑھنے نہ دیا ہاتھہ کو چلنے نہ دیا

وہم تہا یہ خط تقدیر مٹاے کہین
بد گمان نے مجہے سر پانو سی ملنے نہ دیا

دل بیتاب یہ کیون دست حنائی رکہا
ہاتہہ دو ہاتہہ بہی سینی مین اوچہلنی نہ دیا

بد گمانی کا ٹہکانا ہے کہ اوس کافر نے
عطر کہیا سے مجہے ہاتہونکو بہی ملنے نہ دیا

ہاے رے گرمی ہنگامہ ستمگر تیری
رنگ محفل کبہی محفل مین بدلنے نہ دیا

ہمنشین برہمی طالع ناساز تو دیکہہ
دور گردونکو کبہی رنگ بدلنے نہ دیا

شمع رو مین نے کہا تہا مری ضد سی اوسے
شمع کو بزم مین اپنی کبہی جلنے نہ دیا

شکوی کیا گیا تہی مرے دلمین مگر خیر ہوی
تلخکامی سے نے مجہے زہر اوگلنے نہ دیا

کوچہ غیر مین ای رشک تجہی اگ لگی
مدعی تو نے ہمین ضد سی مچلنے نہ دیا

ناتوانی کا برے وقت مین احسان ہا
کہ گرا کر در جانان پہ سنبہلنے نہ دیا

تو نہو دل مین ستمگار ترا نام تو ہی
یہ سمجہہ کر ترے پیکان کو نکلنے نہ دیا

ہی وہ بیگانہ روش ہمت دشوار پسند
ساتہہ اپنی کبہی سایہ کو بہی چلنے نہ دیا

چاہتے تہے کہ لکہین کوئی غزل اور ظہیر
قافیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نے دل سی تصور کو نکلنے نہ دیا
گہر سے مہمان کو مہمان نے ٹلنے نہ دیا

جذبہ شوق نے ارمان نکلنے نہ دیا
پیترا ابہی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا

شاخ سے غنچہ گل غنچہ سے نکلی ہی شمیم
ای غم یار تجہے ہمنے نکلنے نہ دیا

جوش وحشت نے او بہار تو خرد نے روکا
ہر قدم باد بہاری نے سنبہلنے نہ دیا

بزم دشمن مین مجہے زیر نظر کیون رکہا
کوئی ارمان نہ تہا مین کہ نکلنے نہ دیا

لاکے ہستی سی عدم مین مجہے تنہا چہوڑا
دو قدم بہی تو مرا ساتہہ اجل نے نہ دیا

زور تم پر نہ چلا کچھ تو تمہارے بدلے
ہمنے گھر سے شب ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کوئی ایسا نہ چمن یان نظر آیا ہمکو
کہ جہان داغِ الم بہوت نے بہلنے نہ دیا

سرمہ گین چشم نی مارا مجھی کس لطف کی ساتھ
حرف تک بھی تو مری مونہہ سی نکلنے نہ دیا

وہ بہلا ساتھ جنازے کے چلیگا توبہ
جسنے خنجر بھی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سن چکا تھا جو مری حسرتِ پابوس کو وہ
نامۂ شوق مرا پانو سے ملنے نہ دیا

ضد تو مجھسے ہی تمہین وہ مرا ارمان تو نہ تہا
تمنے کیون غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرز مومن سے نہ آگاہ تھی جبتک کہ ظہیر
سچ تو یہ ہے کہ کبھی ننگ غزل نے نہ دیا

خوب ہوتا اگر خدا سے مین نہ الفت مانگتا
دل بتون کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک مین برگشتہ قسمت مانگتا
درہمِ داغِ جگر ملتے جو دولت مانگتا

حسب خواہش گر خدا دیتا تو انسانِ حریص
حشر تک ہر شے یونہین نوبت بنوبت مانگتا

حور جنت بھی اگر ملتی تو مین اللہ سے
تیرا کوچہ مانگتا تیری سی صورت مانگتا

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہین سب کاروبار
اس سے بہتر تہا کہ مین رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑہی اوتنی بڑہی حرص و ہوا
خوب تہا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیبِ زاہد سالوس مین
ان نصیبون پر ہے ظالم حور جنت مانگتا

گر کہین ملتی تو اپنے مہربان کیواسطے
کچھ مروت مانگتا مین کچھ محبت مانگتا

دیکھتا کیا کچھ نہین زاہد اگر مردِ خدا
حور جنت کے عوض چشمِ بصیرت مانگتا

سن چکا ہون عیش دنیا ہے عدو کیواسطے
پہر دلِ رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

بخت یاور یار ہمدم آسمان یار رقیب
اس سے بڑھ کر اور کیا خاکِ ذلت مانگتا

ای ظہیر اب کچہہ نہین خواہش مگر اسدہی
چشم بینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجہہ سے تکلف نہین کرتا
یہ کون ہے جو آگے توقف نہین کرتا

ای رشک قمر جسنے تجہے خواب مین دیکہا
وہ میل خریداری یوسف نہین کرتا

دوزخ مجہے منظور ہے اغیار کی ضد سے
جنت تراکوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا

تو وہ ہے ستا کر بہی پشیمان نہین ہوتا
مین وہ ہون کہ جلکر بہی کبہی اُف نہین کرتا

وہ پوچہتے ہین حال دل خون شدہ مجہسے
اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا

قاصد ہے پہر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے
کس طرح سے کہہ دون کہ تصرف نہین کرتا

آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو تو رحم
یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا

ڈرتا ہے کہ آجاے نہ آنکہون مین مروت
شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا

پہر کیون ہون خطاوار کہ جو آپ نی لکہا
مین اوس سی سر مو بہی تخالف نہین کرتا

جو مجہپہ گذرتی ہی وہی میرا بیان ہے
مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہی ظہیر اسمین جو فرمائی ارشاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچہہ شکوی گلے ہوتے کچہہ طیش سوا ہوتا
قسمت مین نہ ملنا تہا ملتے بہی تو کیا ہوتا

خطا اوسکو لکہا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا
ہوتا تو یونہین ہوتا قسمت کا لکہا ہوتا

دل کی تو نکل جاتی گو حق مین برا ہوتا
کچہہ تمنے کہا ہوتا کچہہ ہمسے سنا ہوتا

امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی
ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا

جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے
ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوون کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
کیا کچھہ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا

گر صلح ٹھہر جاتی سو فتنے اوٹھے ہوتے
اچھا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو برا ہوتا

کہتے بھی تو کیا کہتے ہم داور محشر سے
گر تیرا گلہ ہوتا تجھسے ہی کیا ہوتا

اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا قہر خدا ہوتا

ارمان رہا دل مین پامال تو ہونا تھا
جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا

یہ پاس تمہارا ہے اغیار و فلک کیسے
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا

ناکام تمنا مین اتنا بھی غنیمت ہے
جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا

گر یون ہی وفا ہوتی تھوڑی سی قیامت نہین
بیجا بھی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا

کہتا تھا بجا ناصح کیون تمسے برے ہوتے
سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے برا ہوتا

لکھا تھا مقدر مین اندوہ و الم ناصح
مین کیون نہ حسینون کا پامال جفا ہوتا

معلوم ہوا ضد سے کچھہ دل مین کدورت ہے
گر بند قبا کھلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا

بیدید ہوا جیسے ہو ہان قہر مروت تھی
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سی وفا ہوتا

تھوڑے سے بگڑتے نہین یان کام سنورتا تھا
تم مجھہ سے خفا ہوتے مین تم سے خفا ہوتا

ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلا تمہین
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا

ملتا تھا تمہین ضد سی گر مجھسے عداوت تھی
دشمن کو حسد مجھہ سے کچھہ اور سوا ہوتا

سونچو تو ظہیر آخر وہ جور تو کرتا ہے
مین اوس سے گلہ کر کے محروم جفا ہوتا

ظلم سہنا بڑا جدائی کا
ہے برا کام آشنائی کا

وعدہ اک اک سے رونمائی کا
اور دعوی ہے پارسائی کا

دست وحشت وہان اوبہنا تہا
تہا اگر شوق ہاتہا پائی کا

تہی سر راہ میکدہ مسجد
رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشک عاشق کو بوالہوس کو وصال
پوچہنا کیا تری خدائی کا

گر نہوا ایک روز روز جزا
کیا ٹہکانا شب جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک
ہاے انداز کج ادائی کا

ولولے تہے ہوای گل کی ساتہ
نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی ہجر
ہے مزہ موت مین رہائی کا

تہا اگر پاس نام و ننگ ظہیر
کیون لیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمائی کا
سامنا ہے شب جدائی کا

گر بناتا نہ دن جدائی کا
کیا بگڑتا تری خدائی کا

دل لگانیکی تہی خوشی کل تک
آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق
ہولیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ
صلح مین لطف ہی لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو
کیا ٹہکانا ہے بیوفائی کا

وہ دوراہے مین لاکے چہوڑ گئے
تہا گمان جن پہ رہنمائی کا

وان شکایت ہی بیقراری کی
کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل بہی پہلو سے خوف کرتا ہے
کیا برا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح
کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو عرف میرزائی کا

اوسکے گلے وہ کرتے ہین احسان گیا تو — رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا
کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا — مین جان سے گیا تری قربان تو ہو گیا
رہنے دے تکیہ مین نہ چھیڑ اے خدا پرست — جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا
فقرہ سہی فریب سہی وعدۂ وصال — ایمان کی تو یہ ہے کہ مین مان تو گیا
کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا — مجھکو لباسِ غیر مین پہچان تو گیا
ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا — حق تو یہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا
نفرا ہو یا دعا ہو ہمین اس سے مدعا — حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا
سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار — اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا
مرنا تھا ایک روز ہمین تم پہ مر مٹے — اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا
اسکا گلہ نہین مجھے اوسنے برا کہا — یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا
ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار — اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا
گو مجھکو کچھ کہا نہ حجاب رقیب سے — کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ تمنے ہاتھ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہے انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا — کسی کی کچھ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا
اگر چاہے تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا — مگر ہان صبر الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا
وہ خود اسکی طرح آئین دل بیتاب گر مانے — قیامت ہے کہ صبر اس مدعی سے ہو نہین سکتا

جفا ان پر وفا کرنی بڑی مردونکی باتین ہین ॥ نباہ ہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہین سکتا

تمہارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے ہمسے ॥ تمہین ہم چھوڑ دین یہ اپنی جی سی ہو نہین سکتا

مجہی کو ذبح کرنیکو بنے ہین سب نصیحت گر ॥ اوسے سمجھائیے جا کر یہ کسی سے ہو نہین سکتا

بسر کبتک کرے کوئی امیدون ہی امید نہین ॥ اگر ہو آدمی سے زندگی سے ہو نہین سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی دیکھ لو پھر کر ॥ کسی کا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

لیے قول و قسم اوس بیوفا سے اور پشیمان ہون ॥ وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی بات تو ہے اور ورنہ وہ کسی کا بھی ॥ وہ خوش ہے عاجزی سے بندگی سے ہو نہین سکتا

جتاتی سوز دل ہے شمع محفل بیزبانی پر ॥ فغان سے جو ہوا وہ کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

وہ ملجائین کہ دل پھر جائے یہ ممکن نہ وہ ممکن ॥ اونہین الزام کیا دون جب مجھی سے ہو نہین سکتا

مجھے دیتے ہین طعنے صبر پر وہ کس قیامت کے ॥ اوسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

وہ یون بیٹھے رہین بزم عدو مین اور مین دیکھون ॥ الٰہی کیا کرون کچھ بیکسی سے ہو نہین سکتا

زبان کھلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے ॥ تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہین سکتا

چھپائی سے چھپے راز محبت سخت مشکل ہے ॥ تری شوخی سے میری خامشی سے ہو نہین سکتا

مری بیتابیون پر وہ خفا ہو ہو کے کہتے ہین ॥ وہ کب ہونا ہے آگے جو ابھی سے ہو نہین سکتا

بھلا دلبر کسی کے کچھ کسی کا زور چلتا ہے ॥ نہ بولو تم تو دیکھین مدعی سے ہو نہین سکتا

ظہیر اوس بیوفا سے آج کر گذرون وہی کی سی
مگر مجبور ہون یہ عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا ॥ کہا حضور نے بندے کو اعتبار آیا

خدا کے سامنے جب وہ ستم شعار آیا ॥ پکارتا مجھے محشر سر مزار آیا

عجب ادا سے وہ آشوبِ روزگار آیا
کہ خفتگانِ لحد کو نہ پھر قرار آیا

کبھی خوشی سے نہ لیکر پیامِ یار آیا
قرار بنکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذر آیا
وہ آپ اپنی نبیڑینگی جبکا وار آیا

بس اب تو اے دلِ مضطر تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنۂ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سرِ مزار آیا

وہ مجھسے کہتے ہین کمبخت اب تو سونے دے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار بار پیار آیا

وہ تم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ مین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرۂ دستار
اولجھ کے گر مرے دامن مین کوئی خار آیا

رہی سہی بھی امیدین جواب دے بیٹھین
رقیب مجھسے سوا ہوکے شرمسار آیا

نفس نفس مین رہی یاس و آرزو کی خلش
امید دل سے گئی دردِ انتظار آیا

غرض تھی کیا اونہین آنسے میری تربت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا بھی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمہارے نام سے دشمن پہ مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کرکے وان روئے
کہین جو ذکر حریفانِ بادہ خوار آیا

اضطرابِ دل نے کیا سینہ مین خنجر رکھدیا
ہاتھ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر رکھدیا

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر رکھدیا
مین نے دل رکھنے کو اوسکی پاؤن پر سر رکھدیا

وا رے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر رکھدیا
ہاتھ سے بیدادگر نے ہای خنجر رکھ دیا

تمنے سنگِ آستان گھر مین اوٹھا کر رکھ دیا
بندگی سے باز مجھکو بندہ پرور رکھدیا

نامہ بر نے جب پڑہا خط کا لفافہ سربسر
ہاتھہ سے خطر رکھہ دیا کاندہے سے بستر رکھدیا

گرشبِ ہجران نہ کٹتی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ اک خنجر کسی نے زیرِ بستر رکھدیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے
قبر پر دہلیز کا اوسکے نہ پتھر رکھہ دیا

اللہ اللہ بدگمانی شکوہای غیر کی
حالِ دل کہنے نہ پایا ہاتھہ مونہہ پر رکھدیا

دیکھی تقدیر پہلے ہی جوابِ خط مجھے
بارہا خط اونکو لکھا اور لکھہ کر رکھہ دیا

ذلتین منظور تہین میری تو کوی غیر مین
کیون نہ اپنے آستان کا تمنے پتھر رکھدیا

نامۂ دشمن سے کچھہ اوٹھتی ہی دلمین گدگدی
کچھہ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑہکر رکھدیا

ایسے فقرے تو بہت سی تاکتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پھر گیا الزام مجھپر رکھہ دیا

وہ صفای رخ پہ غش ہین یان جلای لیئے ناز
آینہ سے آینہ ہمنے ملا کر رکھہ دیا

شب ظہیرِ خستہ کو کیا جانے کیا یاد آگیا
سر اوٹھایا اور بالین پر اوٹھا کر رکھہ دیا

دیکھنا ذوقِ اسیری بلبلِ ناشاد کا
آشیان مین خار و خس ہے خانۂ صیاد کا

واہ کیا کہنا ہے قاتل ناوکِ بیداد کا
ہے لبِ ہر زخم پر نغمہ مبارکباد کا

ہے زمین سے آسمان تک شور اک فریاد کا
سُننے والا کون ہے یارب مری روداد کا

دادخواہون کو مزہ آجائیگا فریاد کا
چھڑ گیا گر حشر مین قصہ تری بیداد کا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تہا فرہاد کا

داورِ محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بیجا ہے تمہین کیون شکوۂ بیداد کا

تم ذرا چل پھر کے کردو فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سے جھگڑا سرو سے شمشاد کا

تمکو بخشی تھی خدا نے گر نگاہِ رخنہ ساز
مجکو دینا تہا محبت مین جگر فولاد کا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے
دستِ نازک تھام لے کوئی مری جلاد کا

ہے ابھی آغازِ الفت اور دل بس مین نہین
دیکھیے انجام کیا ہو اس بُری اُفتاد کا

فصل گل اور تذکرہ گلچین کا پیش عندلیب
ہے نیا رنگِ ستم صیاد ظلم ایجاد کا

ہم نہین اپنے مین جبسی تم ہمارے دلمین ہو
خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان
اب قدم جمنا ہے مشکل صبر بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہین اور باندھنا مشکل نہین
کیا ثبات بے ثبات اس عہد بے بنیاد کا

زمرۂ اہل سخن مین کیا شمار اوسکا ظہیر
آپ بے بہرہ ہے جو پیرو نہین اوستاد کا

ناتوانی کھوئے دیتی ہے مزہ بیداد کا
دوست سے طالب ہون یا دشمن سے مین امداد کا

کشتۂ انداز ہون کس شوخ ظلم ایجاد کا
ولولہ اوٹھہ اوٹھہ کے رہ جاتا ہی کیون فریاد کا

ہی مزہ جوش قلق جب شکوۂ بیداد کا
خامشی مین رنگ پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجے جناب
ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوترنے سے نہ حاصل کچھہ سبکدوشی ہوی
بار احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

مل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سیر ہے
وہ قدم لیتا ہے میرا اور مین حداد کا

مجھکو صورت آشنا کہتے ہو صورت دیکھکر
حافظہ نسیان مین داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خار انکی کچھہ اور ہے
خون گردن پر رہا فرہاد کی فرہاد کا

گر نہین کٹتی شبِ یلدا ہی غم خنجر تو ہے
کاٹنا مشکل نہین اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہین اور ہم ستم سہتے رہین
وان اگر پتھر کا دل ہی یان جگر فولاد کا

کیون گریبان کیطرح سی اب نہ دل ہو چاک چاک
ہاتھہ مین دشمن کے دامن ہی مری فریاد کا

کہینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر دار | دیکہنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا
غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی | ہر گہڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا
دیکہنا جوشش قلق کیا کچہہ گوارا ہے مجہے | مدعی سے آج کل طالب ہون مین امداد کا
ہو چلین ہین اب بہت کچہہ رنجور صحبت رقیب | دیکہنا ہے اب تلون طبع ظلم ایجاد کا
خیر ہے کچہہ تمکو واعظ وقت کی باتین کرو | واہ اچہا ذکر چہیڑا گلشن شداد کا
کیا کیا تیرا برا ہو جذب شوق ناتمام | آپ چلتے چلتے رک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچہہ کچہہ فراہم آپ کے دلمین غبار
سے یہی مدفن ظہیر خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کرون بابخت سی امداد کا | ہاتہہ گردن پر مری اوچہا پڑا جلاد کا
سایۂ دنبال ہون کس غیرت شمشاد کا | آپ عاشق ہون مین اپنی خاطر آزاد کا
کون بنتا ہے مکین اس خانۂ برباد کا | یہ دل ویران نمونہ ہے جہان آباد کا
اس قدر دلجو کے آگے پوچہتا ہی کون ہے | رکہہ دیا سرو چمن ہے نام اک آزاد کا
مجہمین اور دشمن مین باہم روز و شب کا فرق ہے | ہے تمہین درپیش جہگڑا خسرو و فرہاد کا
جیتے جی تو اس بلا سے رستگاری ہی محال | نام ہے درد و الم انسان کے ہمزاد کا
پیچتاب سنبل تر آپ کے گیسو مین ہے | ہے مری خاطر مین عالم نکہت برباد کا
اک نگہ مین جان بلب ہی اک ادا مین شاد کام | شاد کرنا بات کیا ہے عاشق ناشاد کا
تلخکامی ہائے مرگ سخت جانی ہای ہای | آگیا ہے ناک مین دم خنجر فولاد کا
رونقون پر فصل گل ہی جوش پر دیوانگی | خوب لوہا تیز ہے کچہہ اندنون حداد کا
آسمان ہر سند ہی تم خوش ہو دشمن شاد کام | شیون اپنا زمزمہ ہے کچہہ مبارکباد کا

آج جانبازونکی پرسش ہے زبانِ تیغ سے
چارہ گر کیا پوچھتا ہے اوسکی مژگانکی خلش

آج موقع ہے رقیبونکی مبارکباد کا
ہے مری رگ رگ مین عالم نشترِ فصّاد کا

ہے جو یہہ حسنِ بیان میری سخن مین اے ظہیر
یہ مجھے فیضانِ صحبت ہے مرے اوستاد کا

برا انجام ہے سوزِ جگر کا
کسی دن فیصلہ ہونا ہی گھر کا

نہین کھلتا مآل اپنے سفر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا ہی نکلجائے شبِ ہجر
کہ دم کے ساتھہ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھینچنے لگے اور
برا ہو نالۂ حرمان اثر کا

ہم اپنے دشمنِ جان ہین کہ تم ہو
بتائین نام کس بیداد گر کا

ہمین پہونچین تو پہونچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیشِ نظر اور پھر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بھروسا ہے ہمین دامانِ تر کا

حجابِ چشم ہے جلبابِ پندار
یہ پردہ ہے رخِ رشکِ قمر کا

منور تمسے ہے کاشانہ اپنا
یہان کیا کام ہے نورِ سحر کا

نقاب اولٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لاوے جوابِ خط ہمارا
تو پایان پانو پوجین نامہ بر کا

گرا پڑتا ہے کیون کوچے مین اوسکے
دلِ بیمار کیا پردہ ہی در کا

جوابِ نامہ تو کافر نے لکھا
پتا خط پر لکھا دشمن کے گھر کا

روان ہے شوقین بیتاب قاصد
کوئی آنسو نہو یہ چشم تر کا
اوٹھادو غیر کا سر آستان سے
یہ پتھر ہے تمہاری رہگذر کا
ابھی ہو جائیگی راہ عدم طے
وہ خنجر بھیجدین اپنی کمر کا
پھٹا جاتا ہے سیتے سیتے پیوند
گریبان مین نہو ٹکڑا جگر کا
بتون سے قرب ہے حورون تک رسائی
ادہر کا ہی نہ یہ زاہد ادہر کا
مجھے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤن کے اثر کا
وہ کیون پہلو تہی کرتے عدو سے
کوئی اس خیر مین پہلو ہی شر کا
وہ کہتے ہین تری آنکھین بھی پھوٹین
ارادہ ہو اگر کچھ بد نظر کا

ظہیر روسیہ ہے پا شکستہ
الٰہی آسرا ہے تیرے در کا

جنون خار غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر پہ نشتر چبھوتا رہے گا
عبث تمنے دامن سے پونچھے ہین آنسو
بس اب عمر بھر غیر روتا رہیگا
پیالہ سے کہتی ہین کیون کان کہائے
وہ کمبخت ملکر ہی روتا رہے گا
کسی کا گلا کرکے ہم کیون برے ہون
کوئی منفعل آپ ہوتا رہے گا
گیا اس توقع پہ خرقہ سے آگین
کہ ابر کرم داغ دہوتا رہیگا
کبھی دیدۂ تر پہ تکیہ نکرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا
جسے خواب مین تم دکھادوگی صورت
توقع مین تا حشر سوتا رہے گا
مرا حال سن سن کے قاصد سے بولے
یونہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا
مرے بخت خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہمسے — یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا

نہ چھوٹیگا خونِ ظہیرِ پُر ارمان
وہ دامن تو دہوئے کو دہوتا رہیگا

دیکہنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا — حشر کے روز مرا ہاتہہ ہے دامن اونکا

ہای مرے دل مین ہون اور پہر اِن بدظن اونکا — ہو چکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا

ملنے دیگا اونہین کس سے دلِ بدظن اونکا — اونکے پہلو مین تو موجود ہے نہرن اونکا

کیا قیامت ہی قیامت مین یہ ای داورِ حشر — غیر کے ہاتہ مین ہے گوشۂ دامن اونکا

اب مین اونکی سی کہونگا کہ الٰہی اپنی — مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا

موت آتی مجہے ای کاش عدو کی بدلے — کیا خوشی تہی کہ سنون کان سے شیون اونکا

ہاتہہ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے — حشر مین تاکہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا

ہاتہہ وحشت مین ملی بہی ہین تو بیکار ملے — پاس ناصح کا گریبان ہے نہ دامن اونکا

ہای کیا غیر کو بالین سے سروکار رہا — رات بہر ہاتہہ رہا ہے تہِ گردن اونکا

طور کیون خاک ہوا برق گرائی کسنے — ایک یہ بہی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا

خوب ہین وہ جو رہے دل مین کدورت بنکر — کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا

کافرِ الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیر
کلمہ بہرتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا — آپ جس منہہ کو چہپاتے ہین دکہانا ہوگا

مژدۂ مرگ عدو کسکو گوارا ہوگا — اونکے شیون مین بہی اعجاز مسیحا ہوگا

وان بہی کچہہ جلوۂ دیدار کی امید نہین — وعدۂ حشر نہ کس کس سے تمہارا ہوگا

وصل مین بہی تو تہی حشر وقیامت ہوگی
ناز ہر بات پہ ہے ناز پہ مرنا ہوگا

اونکے انداز مین ایسی تو نہ تہی برق وشی
ہان اوڑایا دل بیتاب کسیکا ہوگا

طور پر طالب دیدار نے دیکہا کیا کچہہ
حشر کو حشر دم عرض تمنا ہوگا

شکوہ ہجر بتان کیون ہے ظہیر ناکام
کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہوگا

باعث نام آوری نقصان جان ہوجائیگا
بے نشانی سے مرا نام ونشان ہوجائیگا

ہین امیدین وصل کی نیرنگہای عشق سے
مہربان اک دن وہی نامہربان ہوجائیگا

کب گمان تہا چشم ساقی اسطرح پہر جائیگی
اور دور جام دور آسمان ہوجائیگا

دیکہہ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم
خود بخود اہل وفا کا امتحان ہوجائیگا

ای ظہیر ابہی نہین آتش رخون سے چہیڑ چہاڑ
اس ہنسی مین ایکدن جی کا زیان ہوجائیگا

بزم دشمن مین جاکے دیکہہ لیا
لے تجہے آزماکے دیکہہ لیا

تمنے مجہہ کو ستاکے دیکہہ لیا
ہر طرح آزماکے دیکہہ لیا

شمع کے بدلے جلتی ہین عاشق
تیری محفل مین آکے دیکہہ لیا

پند ناصح کا اعتبار نہ تہا
تم سے دل کو لگاکے دیکہہ لیا

اونکے دل کی کدورتین نہ مٹین
اپنی ہستی مٹاکے دیکہہ لیا

کچہہ نہین کچہہ نہین محبت مین
خوب جی کو جلاکے دیکہہ لیا

اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے
اونسے جب مسکراکے دیکہہ لیا

غیر الفت سے جی چورانے لگے
تمنے آنکہین چوراکے دیکہہ لیا

کچھہ نہین جز غبار کین و عناد — ہمنے دل مین سما کے دیکھہ لیا
اپنے جلوے کے آپ تھے مشتاق — خود ہی پردہ اوٹھا کے دیکھہ لیا
نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے — غیر کو بھی ملا کے دیکھہ لیا
بندگی کی نہین پذیرائی — بندہ پرور بنا کے دیکھہ لیا
درد کسطرح دل مین اوٹھتا ہے — تمنے پہلو سے جا کے دیکھہ لیا

کیا ملا نالہ و فغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھا کے دیکھہ لیا

بتون سے کہین دل بھرا ہے کسی کا — کہین تو بھی ناصح خدا ہے کسی کا
کسی سے نہ ملنا بھلا ہے کسی کا — بھلائی مین ہوتا بُرا ہے کسی کا
یہ اچھا ہے تو بھی تو اچھا نہین ہے — وفادار ہونا بُرا ہے کسی کا
نصیحت گرون کا یہ کہنا بجا ہے — ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا
ستم دیکھتے ہین مرے بعد دشمن — بُرا چاہنا بھی بُرا ہے کسی کا
مجھے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے — نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا
تمہاری نگہہ کی دورنگی نے مارا — بُرا ہے کسی کا بھلا ہے کسی کا
کہین وہ نہ آجاے ای اہل محشر — مجھے خوف روز جزا ہے کسی کا
گوارا ہے جو کچھہ گوارا نہین ہے — مجھے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا
وہ زانو پہ سر کیون جھکاے ہوے ہین — مگر خون سر پر چڑہا ہے کسیکا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہی خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسیکا

غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسیہ نرگس فتان کو کیا ہوا
آشفتہ کیون ہی زلف پریشانکو کیا ہوا

اوڑتی ہوائیان ہین رخ رشک ماہ پر
سیماب گون ہے مہر درخشان کو کیا ہوا

کسکی دعا تہی یہ کہ ستم کی سزا ملے
تم نازکش ہو غیر کے دوران کو کیا ہوا

میری طرح سے ہاتہہ ہی کیون دل لیا بربا
ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا

سایہ پڑا ہے کسکے دل چاک چاک کا
ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا

دست دعا بنے جو ستم پر دراز تہے
بیداد کینہ جوئیے ارمان کو کیا ہوا

کیا لب سے ہل گئے کوئی لعل نمکفشان
موج تبسم لب خندان کو کیا ہوا

کسکے قلق سے آج ہی جی پر بنی ہوی
ہے نالہ سنج کیون دل شادان کو کیا ہوا

کیون لوہی درد ہے دل ایذا پسند مین
جوش و خروش کاوش پنہان کو کیا ہوا

میری طرح سے کیا کہین دلکو پہنسا دیا
اب پیچ تاب سنبل پیچان کو کیا ہوا

کیا پیچ پڑ گیا کسی زلف دراز کا
بکہری ہوی ہے زلف پریشانکو کیا ہوا

ہے دشنہ ریز طعنہ پہر سوز بان خلق
بیمار خود ہے عیسی دوران کو کیا ہوا

کیا کام کر گئی مرے دلکی فسردگی
ہنستے تہے مجہپہ اب دل شادانکو کیا ہوا

طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی
کچہہ بیمزہ ہے شور نمکدان کو کیا ہوا

کس چشم نیمباز نے دل کو لبہا لیا
ہے اشکبار نرگس فتان کو کیا ہوا

کس خیرہ سر کے دہیان مین ہی سر جہکا ہوا
مٹی یہ کیون ہی سیب زنخدان کو کیا ہوا

مد نظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل
حیرت زدہ ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

کس دن ہوی تہی بار خدایا یہ آرزو
تاثیر آہ و زاری و افغان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیہ غرق نرگس ہی ہوے
سلک گہر ہے سوزن مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندہ دندان نما کا دہیان
اشکون سے تر ہی گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہی تصور وی عرق فشان
کیون ہی عرق عرق رخ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پہر کہین نہ سر سے حجاب ہے
زیب جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دلکو تصور سی ربط ہے
باہم ہے دشمنی لب و دندان کو کیا ہوا

کیا سوی در مری نگہ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے یہ طبع زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگ وفا ہے چشم تلون شعار مین
اب انقلاب گردش دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرش راہ
تصویر در ہے سرو خرامان کو کیا ہوا

کیا سن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبع خاطر شادان کو کیا ہوا

غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بر معشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بنہجیکہ کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دو بالا ہے تیرا
کہ بیمار الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محو تماشا ہے تیرا

ستم اوسپہ کیجو مری جان سمجہکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تو نے مسخر
غضب نقش تسخیر چلتا ہے تیرا

جہان اوسکی بس ہین وہ تیرے بس مین
ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا
ترے گھر مین ہے آج ساری خدائی
کہ خواہان ہوا وہ خود آرا ہے تیرا
خدا جانے کیا بات دیکھی ہے تجھمین
خدا جانے کیا ڈھنگ بہایا ہے تیرا
پسا تجھپہ وہ اوسنے پیسا جہان کو
زمانے مین اک حشر برپا ہے تیرا
کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم
بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا
مگر کچھ نہ کچھ چال کرتا ہے تجھپر
وہ دمبازیون دم جو بھرتا ہے تیرا
خدا بے نیازی دکھاتا ہے اپنی
کہ وہ نازنین ناز اوٹھاتا ہے تیرا

ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہے تجھپر
جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہے تیرا

کب تمہارا بسملِ تیغِ نظر اچھا ہوا
دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچھا ہوا
عشق مین جو کچھ ہوا سود و ضرر اچھا ہوا
جو ہوا میرے لیئے ہی فتنہ گر اچھا ہوا
جوشِ وحشت مین کہان تھی کاہشِ درد و الم
ہو گیا رنجور تر مین جسقدر اچھا ہوا
جز اجل ممکن نہ تھی بیمارِ الفت کو شفا
موت ہی آتی مجھے اے چارہ گر اچھا ہوا
سُن چکا قاصد کی منہہ سے جبکہ میرا حالِ زار
ہنس کے بولا وہ بتِ بیدادگر اچھا ہوا
جانتا ہون مجھسے کچھ بہتر کہیگا حالِ دل
مدعی اپنا ہوا پیغامبر اچھا ہوا

اور ہم واقف نہین حالِ ظہیرِ زار سے
ہان سنے گئے وقتون مین اک شوریدہ سر اچھا ہوا

گل افشانی کے دم بھرتی ہے چشمِ خونفشان کیا کیا
ہمارے جیب و دامن ہے بہارِ گلستان کیا کیا
ابھی سے آگئین نامِ خدا ہین شوخیان کیا کیا
میری تقدیر بن بن کر بدلتی ہے زبان کیا کیا

مجھے گردش مین رکھتی ہے نگاہ دلستان کیا کیا
مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیان کیا کیا

نگاہون مین حیا ہے اور حیا مین ہے نہان کیا کیا
طبیعت مین بسی ہین خیر سے رنگینیان کیا کیا

کشود مطلب عاشق کے ہین لب پر گمان کیا کیا
ادای خامشی مین بھر دیا رنگ بیان کیا کیا

فقط اک سادگی پر شوخیونکے ہین گمان کیا کیا
نگاہ شرمگین سی ہے نہان کیا کیا عیان کیا کیا

کبھی مسکن ہے کعبے مین کبھی دیر و کلیسا مین
دکھائین چشم شوخ و شنگ نے نیرنگیان کیا کیا

ادھر کچھ پانو رہتے ہین ادھر کچھ ہاتھ اوٹھتے ہین
جنون انگیز یون پر ہے ہوای گلستان کیا کیا

میری بیتابی دل کا تو مجھ سے پوچھنا ہی کیا
تمہین بیچین رکھتی ہین تمہاری شوخیان کیا کیا

مروت کا بھرم سا ہے تو کچھ ہو کا ہے تمکین کا
نگاہ شرمگین پر شوخیونکی ہین گمان کیا کیا

دل خون گشتہ حسرت نے کیا کیا گل کھلائے ہین
بہار آگین ہے کچھ آئی برس فصل خزان کیا کیا

شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
شگوفے چھوڑتا ہے بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا

ہزارون آرزوئین دلکی دل مین خون ہوی ہونگی
دکھائین چشم پرخون نے چمن پیرائیان کیا کیا

گذرنا وادی تسلیم سے کار نمایان ہے
قدم یان لڑکھڑا جاتے ہین وقت امتحان کیا کیا

جنون سے کم نہین ہے کچھ ہجوم شادمانی بھی
ہوای گل مین ہے جامہ سے باہر باغبان کیا کیا

نگاہین بدگمانی سے کہان جا جا کی لڑتی ہین
میری آنکھون مین ہین دشمن کی بزم آرائیان کیا کیا

سراپا بھر دیا ہے رنگ یاس و درد و غم آئین
مری گفتار سے ظاہر ہین رنگ آمیزیان کیا کیا

وفاداری کی اپنے سب دل آزارونمین چرچے ہین
ہمین بدنام کرتے ہین ہمارے رازدان کیا کیا

تصور مین وصال یار کی سامان ہوتے ہین
ہمین بھی یاد ہین حسرت کی بزم آرائیان کیا کیا

ابھی سے ہو گئی مشکل ابھی تو دور ہے منزل
مجھے رسوا کرینگی دیکھیے بیتابیان کیا کیا

نظر مین وان تلون ہے تو یان بیچینیان دل مین
تری شوخی سے ملتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

وہان شرم و حیا کیا کچھہ اونہین پردی لگاتی ہے
مجھے بدنام کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نرالے ڈھنگ ہین دنیا سے کچھہ حسن و محبت کے
طبیعت رنگ لاتی ہی یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اتراتی ہوی کچھہ کوی جانان سے
بسی ہے رشک کی بو مین نسیم بوستان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑ لڑ کر قیامت مجھپہ ڈھاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھپر بجلیان کیا کیا

قدم رکھتے نہین ہین وہ زمین پر بے نیازی سے
بڑہا جاتا ہے یان شوقِ سجودِ آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو رہتی ہے
لٹی ہی دور دور جا کر متاع کاروان کیا کیا

وہ جتنے دور کھنچتے ہین تعلق اور بڑہتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دلمین ہین عیان کیا کیا

ظہیر خستہ جان سچ ہے محبت کچھہ بری شی ہی
مجازی مین حقیقی کی ہوی ہین امتحان کیا کیا

جب زمین پر پانو دہرنے کا سہارا ہو گیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہو گیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہو گیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہو گیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو یارا ہو گیا
بوالہوس نخوت سے یہ اوچھلا کہ تارا ہو گیا

کیا کہین اس دل کی ہاتھون کیا گوارا ہو گیا
طعنۂ دشمن ہمین رفق و مدارا ہو گیا

اوس جفا جو کا بھروسا کیا ہی مثلِ روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہو گیا

ہو گئین اک جنبشِ لب مین امیدین کسقدر
کیا ہوا کیا کچھہ ہوا کتنا سہارا ہو گیا

مٹ گیے دنیا کے جھگڑے اک نگاہِ ناز مین
تم ہمارے ہو گیے عالم ہمارا ہو گیا

حشر مین چار و طرف سے انگلیان اوٹھنے لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھہ شہرہ ہمارا ہو گیا

ہو رہا وہ ہی تمہارا جس سے تمنے بات کی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہو گیا

ناگوارِ خاطرِ رشک آفرین کیا کچھہ نہ تھا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھہ گوارا ہو گیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھہ پئے الزامِ غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہو گیا

گفتگو مین دشمنون پر کچھ یہ ہمین غالب رہے
بول بالا سب سے بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقت نزل ہی دلِ دشمن پرست
اہل کا نا اہل کا جس مین گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیونکی کیون نہ قربان جائیے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر بن گئی
رنج سہتے سہتے دل بھی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس دار فانی مین گذر
دوست و دشمن مین خوش و ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن کے پہونچے ہم ظہیر
اوسکے کوچہ مین یونہین کچھ دن گذارا ہو گیا

ای بیحجاب یاد فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہین یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوی غیر مین تم ہوش نقش پا
غماز بن گیے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹھائے حشر تمہاری خرام نے
اوٹھہ اوٹھہ کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑدون فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑے ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو خلق کی نیچ گزرگاہ سے
رہبر بنے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوے ہین فتنے تری رہگزار کے
رہتا ہے حشر غاشیہ بردوش نقش پا

تم شب کہان رہے کہ مرے ساتھہ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوی غیر ہے
ہر گام پر ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوی عدو مین فتنہ پی فتنہ ہے روان
ہر نقش پا ہی غاشیہ بردوش نقش پا

چھپتی ہے کوی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوی ہین ادہر گوش نقش پا

سرگوشیان نہ کیجیے بلا کر رقیب سی
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو مین باز ہے آغوش نقش پا

دنبالہ رو ہے کوئی عدو مین پی سراغ
میرا اثر رنگ حال ہے کچھ جوش نقش پا

ہے کامیاب بوسہ گرانبار کیون نہو
بالیدہ ہے خوشی سے تن و توش نقش پا

کچھ منزل عدم مین نہ پایا کہین سراغ
یاران رفتگان ہین سبکدوش نقش پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھین لب خاموش نقش پا

میری نمود و بود سے ہے تصویر نقش پا
نقش فنا ہون صورت تحریر نقش پا

چلتا ہون دیکھ دیکھ کے تقدیر نقش پا
ہمدوش پای یار ہے تصویر نقش پا

کیا کہہ ہی ہے شوخی تحریر نقش پا
ابتک ہے کوئی غیر مین تقریر نقش پا

فیض قدم سے ہی ترے توقیر نقش پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیر نقش پا

نقش قدم کو بھی دل عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہین تصویر نقش پا

بڑھ کر فروتنی سے نہین کچھ جہان مین
سچ ہے بجا ہے اسکی ہی توقیر نقش پا

جس جا رکھا زمین پہ ہین جم گیا قدم
مین ناتوان ہون بستہ زنجیر نقش پا

مین اور سجود کوئی عدو واہ ری نصیب
کچھ آپ کی خطا ہی نہ تقصیر نقش پا

وہ نقش پای دوست ہی مین نقش خاک ہون
مجھسے کہین بلند ہے تقدیر نقش پا

ہر نقش پا کو دیکھ کے مین کوئی غیر مین
مٹ مٹ گیا ہون صورت تصویر نقش پا

ممکن نہین کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہی تدبیر نقش پا

تم اور تمھارے پای نگارین کی خاک راہ
شایان احترام ہے توقیر نقش پا

مٹ جائین ہم جہان سی تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیر نقش پا

تانک ہو کوئی غیر مین کیونکر گذر رہا
کیا لے اوڑی ہے شوخی تحریر نقش پا

تیرے قدم کے ساتھ ہین جانین لڑی ہوئین
بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی

دیکھین مٹا تو دی کوئی تصویر نقش پا
اللہ رے فتنہ گری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ردیف مین تو نی غزل ظہیر
کھینچی ہے زور طبع سے تصویر نقش پا

لہو ولعب مین عہد جوانی گذر گیا
جھوکا خزان کا تھا ادہر آیا ادہر گیا

شب اونکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا
نیچی نگاہ ہوگئی چہرہ اوتر گیا

اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا
جس جا دعا گئی نہ دعا کا اثر گیا

نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ
خط کیا گیا کہ مجھسے مرا نامہ بر گیا

لڑتے ہو مجھسے اور نہین لڑتی نگاہ قہر
معلوم ہوگیا مجھے غصہ اوتر گیا

اونکے تو یان نہ آنیکے شکوے دہرے رہے
میرا ہی اضطراب مرا کام کر گیا

آنکھین سی کھل گئین تری جلوونکو دیکھکر
گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا

کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا
مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا

ہوتا ہے لٹ لٹا کے تری کوچے تک گذر
نالہ بھی گر گیا ہے تو کھو کر اثر گیا

تو بھی ہے بیوفا ترا پیکان تیر بھی
کیا بے لگاؤ سینہ سے ظالم گذر گیا

ای شوق ضد دلا کے اوسی کیا ستم کیا
مین اوسکے گھر گیا تو وہ دشمن کے گھر گیا

اک اک کو اپنی اپنی بضاعت پہ ناز تھا
مین ساتھ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم پرورش ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کھلا
نسترن زار ہے چلون مین کھلا

واے قسمت مرا گلزار امید
غنچہ غنچہ دل دشمن مین کھلا

دست لگے عقدے رہے سب بند کے بند
اک شگوفہ بھی نہ خرمن مین کھلا

سب گل داغ کے ہین نشو و نما
کہین دل مین کہین گلشن مین کھلا

نہ کھلا تھا جو کبھی غنچۂ راز
وہ شگوفہ مرے شیون مین کھلا

جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج
اک نہ اک گل ہے نشیمن مین کھلا

آؤ دیکھو مرے گریہ کی بہار
طرفہ گلزار ہے دامن مین کھلا

نگہ ناز نے جادو ڈالا
سرمہ اوس چشم فسون فن مین کھلا

دست گستاخ نہین رہنے دو
یہ گلوبند ہے گردن مین کھلا

بل بے عکس رخ رنگین کی بہار
گلشن آئینۂ آہن مین کھلا

کسکی آنکھون سے لڑی آنکھ ظہیر
نرگسین باغ ہے روزن مین کھلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہین ہوتا
مقام دوست تک اپنا گذر نہین ہوتا

مزاج حسن جو شورش اثر نہین ہوتا
نشان سجدہ مرا دربدر نہین ہوتا

وہ جانتے ہین کہ ہے جادۂ دیدۂ شوق
گذر کبھی جو سر رہگذر نہین ہوتا

بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے
مجھے نصیب جو پیغامبر نہین ہوتا

مجال عرض تمناے دل کسے ہوتی
جو شوق جلوہ گری پردہ در نہین ہوتا

پیامبر مرا آتا نہ یون گریبان چاک
جواب نامہ جو وحشت اثر نہین ہوتا

ظہیر دیر و حرم کی بہت اڑائی خاک
مقام یار تک اپنا گذر نہین ہوتا

دیگر

جب کدورت سے صفا آئینہ دلکا ہو گیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہو گیا

دلکو تھا مون ہجر مین یا جانکو تسکین و دن
تم بغل سے کیا گیے اک حشر برپا ہو گیا

اونکے دلمین بھی ہماری آرزو کا رنگ ہے
غیر کا نقش وفا اپنی تمنا ہو گیا

ہا ہی ہم اور ترک پاس وضع اور پھر اسقدر
دل لگے ہاتھون کیا کہین کیا کچھہ گوارا ہو گیا

کیون ظہیر خستہ جان دیکھا محبت کا مزہ
دو ہی دن مین کیا سے کیا عالم تمہارا ہو گیا

ردیف بای عربی

باہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایون تک بھی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا اونہین بھی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق مین کرتی دعای مرگ
فرصت فغان سی ہمنے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بھڑکے شعلہ صفت شوق مین وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگرمی عدو نے مرا جی جلا دیا
دن بھر گلے ہین شکوہ سرائی تمام شب

دلکا برا ہو یون ہی گزری شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچھہ اور بھی وصال مین دونا ہوا قلق
باہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤن نالۂ دلگیر کہ بزم مین
بھولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجھے
اس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شب وعدہ وہ نہ آئے — اوس کوچہ کی ہوا بہی نہ آئی تمام شب

یان شوق جنگجو ہے تو وان شرم کینہ جو — رہتی ہے صلح مین بہی لڑائی تمام شب

یاد آیا اونکو وعدہ دشمن حنا کے بعد — ملتے رہے وہ دست حنائی تمام شب

افسوس بخت خفتہ نہ چونکے ذرا ظہیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تہا زندگی مین ہجر کی جو روز بد نصیب — ہے بعد مرگ بہی شب تار لحد نصیب

زاہد کو ہوگی سایۂ طوبی کی آرزو — یارب ہمین ہو وصل بت سرو قد نصیب

یہ جانتا ہون موت بہی مشکل سے آئیگی — کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب

برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین — اپنی سعی کر رہے ہین بہت شد و مد نصیب

دو ڈہنگ ہین وصال کی دونو محال ہین — یا آپ مجہپہ رحم کرین یا مدد نصیب

ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سے رقیب کی — ہمکو خوشی نصیب ہوا وسکو حسد نصیب

کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشم اشکبار — کیا کیا دکہا رہے ہین مجہے جذر و مد نصیب

قسمت سے ملگیا جو ترا سنگ آستان — سر پہوڑتے پہرینگے رقیب حسد نصیب

مصروف دلدہی نگہہ جانستان رہے
یارب ظہیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین پہرا کرتا ہون مین در در خراب — یون نہ کرنا تہا مری مٹی کو چشم تر خراب

اپنے ہاتہون کاٹئے اپنے گلے کو وقت ذبح — ایک تو نازک ہی قاتل دوسرے خنجر خراب

رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گہر کیا — جسقدر بستا گیا اتنا ہوا یہ گہر خراب

جو مرے دلمین مکین ہے اوس سے بہتر کون ہے — پہر کہون تو خانۂ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل بد کی ہی دلیل
گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب

مرمٹے آتش رخون پر کوئی کس اُمید پر
ہے بپای شمع پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

ردیف بای فارسی

بگڑ کر عدو سے دکہاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اُٹھے
کہین سنگ در سے اُٹھاتی ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اُڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا اب یہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے فقرون مین آتی ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مُسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانے لگے
یہ نقشے عدو کے جماتے ہین آپ

مین اس زود رنجی کے قربان ہون
کہ آنکہین عدو کو دکہاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے وٹہاتی ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچہہ لگاتے بجہاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بہلا مجہہ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع رکو جلاتے ہین آپ

نہ جہنجلاؤ اتنا جلے جائین گے
کہا تہا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیون خواب مین — مگر سوتے فتنے جگاتے ہین آپ

طبیعت ہے کس درجہ رنج آفرین — نئے سے نئے رنگ لاتے ہین آپ

مری حسرتون کو جلا دیجیے — کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہین آپ

بند ہے کیا کسی کو امید وصال — نظر سے نظر کب ملاتے ہین آپ

نظر آ گئے کیا کرشمے ظہیر
بتون پر جو ایمان لاتے ہین آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت — کچھ ہے تو ہمین اپنے مقدر کی شکایت

ہم اور قیامت مین تری ظلم کی فریاد — ہے تیرا گلہ داور محشر کی شکایت

تو اور نگاہ غلط انداز سوئے غیر — رگ رگ مین یہان کاوش نشتر کی شکایت

بیتابی و شوخی مین نہین فرق کچھ اتنا — کیون کرنے لگے وہ دل مضطر کی شکایت

درکار نہین ہے مجھے لطف ستم آمیز — بیجا ہے عدو کے دل مضطر کی شکایت

کج فہم ہے دشمن کہین ہنسنے نہ ہنس جائے — لازم ہے ہمین زلف معنبر کی شکایت

کچھ اس سے نہین دور کہ جی ہار کے بیٹھے — کرنی ہی پڑی غیر سے دلبر کی شکایت

تم آرزوئے دل کو مرے دل مین سمجھ لو — اچھا ہے رہے گھر مین اگر گھر کی شکایت

نیند آئے ہمین کیا کہ نہین خار سے کمتر — بیجا نہین تار رگ بستر کی شکایت

اب سنگ در یار ہے اور خاک در یار — تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت

ہین ہمکو اگر کچھ دل بیتاب کی شکوے — شوخی سے ہمین بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ روش ہین
اُس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

ردیف تای فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایانِ نبوت
اے نور خدا تجھسے بڑہی شان نبوت

دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے
آغاز وہی اور وہی پایانِ نبوت

سلطانِ زمن ختمِ رسل سرورِ کونین
گلچین بہارِ چمنستانِ نبوت

یان مہر نبوت سے ہی وان فخر نگین ہے
سلطان سلیمان ہے سلیمانِ نبوت

ہے عالمِ اجساد سے تا بزمگہِ قدس
اک روشنی شمع شبستانِ نبوت

مین کیا ہون کہ ہی خود چمن آرائی دو عالم
شیدای قد سرو خرامانِ نبوت

پڑتی ہے نظر حد ادب سی ہی گذر کر
ہین دور بہت رتبہ شناسانِ نبوت

حضرت نے یتیمی مین سہے جورِ اقارب
بچپن مین مہیا ہوے سامانِ نبوت

موقوف رسالت پہ ہی اظہار خدائی
لازم ہوی وحدت کے لئی شانِ نبوت

یا سید عالم ہین ترے شوق لقا مین
محوِ ارنی زمزمہ سنجانِ نبوت

وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تھے
باقی تھے نبوت مین جو ارکانِ نبوت

کیا عشق زلیخا کو حقیقی سی ہی نسبت
ہے شاہدِ وحدت مہ کنعانِ نبوت

کیا خوف ظہیر آتش دوزخ سی ہی تجھکو
ہے سر پہ ترے سایۂ دامانِ نبوت

بڑھے ہے کاش نامہربانی کی صورت
کسی طور ہو زندگانی کی صورت

نہ ہو لینگے دنیای فانی کی صورت
کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت

گمان ہے فقط زندگانی کی صورت
مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ ناز و نزاکت سی چین بر جبین ہین
خدا ساز ہے سر گرانی کی صورت

وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین
کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت

وہ مین لوح دنیا پہ حرفِ غلط ہون
کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت

نہ آغاز سوجھے نہ انجام ہے ہے
ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت

جہان کا مرقع بہی عکسِ عدم ہے
کہ صورت مین ہے بے نشانیکی صورت

اوسیکا ہے جلوہ جدہر دیکہتا ہون
نظر مین ہے کس یار جانی کی صورت

دلِ غیر سے کیونکر اون کو نکالون
وہ چہپتے ہین رازِ نہانی کی صورت

تصور مین بہی کچہہ سراسیمگی ہے
رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت

وہ آیے تو کیا ذبح کرنیکو آیے
کہ اک آفتِ ناگہانی کی صورت

وہان رازِ دل ہے محبت عدو کی
نہین اب کوئی رازدانی کی صورت

تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین
وہ کچہہ اور ہے مہربانی کی صورت

نگاہون مین پہرتی ہے جی ڈہونڈہتا ہے
کسی برق وش کی جوانی کی صورت

جو دیکہو تو سب صورتین ہین اسی مین
وہ صورت ہے انسان فانی کیصورت

مری ناتوانی ہے اوس حد کو پہونچی
کہ صورت مین ہے سخت جانیکی صورت

مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود
وہ آئین پیامِ زبانی کی صورت

ہمین ذوق شوق آزما دیکہنا ہے
کہان تک ہے یہ لن ترانی کیصورت

ہمارے مانی مین کیا کچہہ نہین ہے
مگر اک نہین قدردانی کی صورت

یہ نازِ تبختر ہین اہلِ نظر سے
ہمین تک ہے یہ لن ترانی کیصورت

نگہہ وہ کچہہ آفت ادا یہ بلا ہے
سراپا ہین وہ جانستانیکی صورت

ظہیر جگر خستہ تیری فغان بہی
بہت دور رس ہے فغان کی صورت

جلوہ رخ سے نمایان ہے قمر کی صورت
اب گرے اب گری ہم پردہ در کی صورت

ہم دکھا دینگے دعا مین بہی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑکر مری گہر کی صورت

لطف شبہای بلاخیز عدو کیا جانے
اسنے دیکھی ہی نہین شام و سحر کی صورت

ایک جا چین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گہر مین سفر کی صورت

[illegible] ہے اگر اونسے تعارف کی سبیل
کچہہ بدل جاے ابہی شام و سحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کی صدقے
مل گئی چاک گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون تعلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کی صورت

پردہ آخر رخ مطلب سے اوٹہاتی ہی بنی
نہ چہپایے سے چہپی زخم جگر کی صورت

آؤ تم بہی تو مری خانہ خرابی دیکہو
ہے تماشاگہہ عالم مرے گہر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
ہین سراپا نگہہ یاس اثر کی صورت

منہ دکہاتے ہی بنی پردہ اوٹہاتی ہی بنی
دیکہہ لے جذب دل شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹہو آؤ ظہیر
اب نکالین گے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عز و شان کو ہی دوست
ای خوشا پامالی افتادگان کو ہی دوست

ڈہونڈہتے ہین کہو کے اپنی کو نشان کو ہی دوست
دور ہین خود رفتگی مین رفتگان کو ہی دوست

کیا زبان سے ہو بیان عز و شان کو ہی دوست
دلمین جو سمجہے ہوے ہین رتبہ دان کو ہی دوست

مل گیے ہین خاک مین اور آسمان پر ہین دماغ ‌‌ عالم بالا پہ ہین افتادگان کوی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو ‌‌ خضر راہ مدعی ہین رہروان کوی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچھہ رشک و حسد ‌‌ چین سے ہین بعد میرے ساکنان کوی دوست

کیا عجب ہے روضۂ رضوان اسی سی ہو مراد ‌‌ پند گو دیتا تو ہے کچھہ کچھہ نشان کوی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما ‌‌ کو بہی دشمن سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبہی گردش نہین ‌‌ یا الٰہی اور ہے کیا آسمان کوی دوست

تہام لیتا ہے کلیجہ مونہہ سے کچھہ کہتا نہین ‌‌ نامہ بر سے پوچھتا ہون جب نشان کوی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین ‌‌ مہربان ہے آج مجھہ پر پاسبان کوی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر ‌‌ سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوی دوست

ادا ہین یاد جو آئین مجھی تمہاری رات ‌‌ برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد رہا جوشش بیقراری رات ‌‌ تڑپ تڑپ کے سر شام سے گذاری رات

غضب مین آ گیے احباب لا مین ہمسائے ‌‌ کہ دنکو نالہ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم یہ تو بتا دے کہ صبح کیا ہوگا ‌‌ اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی ‌‌ زیادہ تر ہے گرانجانیون سی بہاری رات

گہڑی گہڑی مجھی گن گن کے صبح ہوتی ہے ‌‌ شروع شام سے ہوتی ہی دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑھکر ہے ‌‌ کہ دن ہے کوہ گران اور دن سی بہاری رات

وصال غیر مین ہے ہے دراز تر نکلی ‌‌ ہمارے رنج و مصیبت سی کچھہ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر فگار نہ ہو ‌‌ تڑپ تڑپ کے جو کرتا تہا آہ و زاری رات

خاک سرسبز ہو ہماری بات
موںہہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات

تم پہ مرنے کی ہی یہ ساری بات
کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات

نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی
لاکھہ بگڑی ہوئی سنواری بات

ہون تو ہون خوش ادا نہ مائین
ہے تمہارے لیے تمہاری بات

رو دیے دیتا ہون ہر سخن کی ساتھہ
ہو گئی اب تو آہ و زاری بات

تمنے کیا کیا سنائین صلواتین
مین نے آدہی کہی نہ ساری بات

پک گئے ہین دل و جگر دونون
ہمسے پوچھے کوئی تمہاری بات

یہ زبان ہے کہ تیغ بران ہے
دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

اے ظہیر اس زمین مین لطف ہی یہ
بحر آدہی ہے اور ساری بات

ردیف تای ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ
اُف رے ظالم غضب لگائی چوٹ

عمر بہر دل لگی میر کہائی چوٹ
اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ

جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ
وہ زبان نے تری لگائی چوٹ

کہکے اوسکی نگہہ لگاتی ہے
ہان سنبہل بیخبر وہ آئی چوٹ

تہی نظر سے نظر کی جنگ و جدل
مفت مین جان و دل نے کہائی چوٹ

غیر سے وان لگاوہ لڑتی تہی
ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ

تُہوہی ترچہی کوئی پڑتی ہے نگاہ
دل سے کرتی ہی کج ادائی چوٹ

ساتہہ دل سے نے دیا لگا ہون کا
کون کہاتا ہے یون پرائی چوٹ

ستیاناس جاے الفت کا
ہر گھڑی تازہ دل یہ کھائی چوٹ

جانتا ہون بڑے پہنکیت ہو تم
کس کو تاکا کدھر لگائی چوٹ

ہاے وہ پوچھنا تجاہل سے
سچ بتاؤ کہان یہ کھائی چوٹ

چھوڑ بیٹھے تھے ہم تو اونکو ظہیر
غیر کی ضد پہ دل نے کھائی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

دل کے دینے پہ ہی ناصح مجھی الزام عبث
کہ سمجھکر نہین کرتا ہے کوئی کام عبث

کچھہ تو رسوای الفت مین مزہ ہی ورنہ
کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث

تھا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص
مجھہ کو بدنام کیا او بتِ خود کام عبث

کیون نہ مین بوسہ بہ پیغام سمجھکر خوش ہون
نامہ بر کو نہین دیتے ہین وہ دشنام عبث

آہ و زاری کے لیے رات پڑی ہی ساری
مضطرب شام سے ہی تو دلِ ناکام عبث

دلمین بٹھلائی ہے جو مجھسے بلا کر کہدو
واسطہ ہیچ ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہو لیا جو کہ ہوا روز نخستین مین ظہیر
گلۂ بخت غلط شکوۂ ایام عبث

ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھہ کے دشمن کو ادھر آج
ہم خوب سمجھتے ہین جو ہے مد نظر آج

تم کیا کہ زمانہ مین ہے کچھہ رنگ دگر آج
دل کیا نہین ملتا نہین ملتی ہے نظر آج

تم پہلوے دشمن مین ہو یا ہو مرے گھر آج
بیٹھے ہو کہان دل ہی کہان دھیان کدھر آج

تم پھر گیے مجھسے کہ نگاہین طرفِ غیر
بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگِ نظر آج

ہوتی نہین کیون صبح شب وصل عدو مین
تم چھپتے ہو مجھسے کہ خجالت سے سحر آج

دم سہے کہ غم ہجر ہے جیتا ہی کہ مرنا
تم کیا نہین پہلو مین نہ دل ہی نہ جگر آج

ناکام ہے مجھہ سا ہی شب وصل عدو مین
شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعاؤن سی اثر آج

کچھہ سوچ کے بیٹھے ہین تری راہگذر مین
یہ جان کیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج

منظور ہے منظور ہے کچھہ سرزنش غیر
مین بہی تو کہون دل ہین وہ کیون آئی ادہر آج

تہی دلکو کچھہ افسردگی یاس سے تسکین
وہ آگ لگانیکو ہین آیے مرے گھر آج

ہم وصل پہ اوبچے ہین اودہر غیر ہی برہم
ہے دونو طرف ضد مین ادہر آج اودہر آج

شوخی ہے طبیعت کی کہ حال دل بیمار
کل اور تھے کچھہ اور ہین انداز نظر آج

کہتا ہون برا غیر کو تم سنتے ہو خاموش
کیا بیخبری ہے کہ نہین کچھہ بہی خبر آج

بشاش کچھہ ایسے ہین وہ پیغام عدو سے
گویا کہ سنی ہے مرے مرنے کی خبر آج

ہے روز مصیبت کو نہ آغاز نہ پایان
یہ طرفہ قیامت ہے کہ شب ہی نہ سحر آج

ہم کوچۂ دشمن مین بچھا دینگے نگاہین
دیکہین گے کہ جاتے ہین وہ بچ بچ کی کدہر آج

پہر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے
پہر تمنے مرے قتل پہ باندہی ہی کمر آج

کیون کر نہ کہون تجکو نہ تہے غیر کے گھر مین
تم شام کو آتے ہوے آیے ہو سحر آج

کیا کیا ہین ظہیر اہل خرابات مین چرچے
ایک ایک سے کہتا ہے کہ ہین آپ کدہر آج

جاتی ہی سوی در جو نظر بار بار آج
کیون کر کہون عدو کا نہین انتظار آج

دیتا پیام وصل ہے کچھہ اضطراب شوق
تہمتا نہین بغل مین دل بیقرار آج

مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیون اوٹہائین
وعدے کی شب ہی اور سہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھہ نہ کچھہ تو رقیبونکی سرکشی
بیٹھے ہین سر جھکایے ہوے شرمسار آج

دونا ہوا تلاسفِ درد و الم سے رنج
رونے لگے وہ سنکے مرا حالِ زار آج

کچھہ کم نہین صعوبتِ ہجران بہی حشر سے
ہوجایے کاش پرسشِ روزِ شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اے اہلِ میکدہ
بیٹھا ہے بنکے زاہدِ شب زندہ دار آج

ردیف جیم فارسی

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ
منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گلرنگ خطا ہی کیا کی
دیکھہ چٹکی مین ستمگر لبِ سوفار نہ کھینچ

اے پریشانیِ غم ساتھہ نبھا کر دل کا
کلفتِ برہمیِ گیسوے خمدار نہ کھینچ

طالبِ بوسہ ہے اتنا ترش ابرو کیون ہے
لبِ جانبخش سے بیمار پہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہین روزِ الم کے اندھیر
دور اپنے کو سیاہی مین شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو پھر حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا
تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو عدو زہر ہی کہا کر مرجا
زحمتِ جانکنی مردنِ دشوار نہ کھینچ

جذبۂ شوقِ محبت کو تری آگ سی لگے
مجھہ کو اے دل طرفِ کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ رہین کشمکشِ شوق ہون
جذبِ الفت طرفِ کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان
کاروان کو ہوسِ گرمیِ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہریِ گردون سے جلے بیٹھے ہین
تو مشقتِ عبث اے آہِ شرربار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گرِ کوے خرابات ہون مین
مجھہ کو اے کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہون قید مذاہب سے ہون آزاد ظہیر
مجھہ کو ہرگز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

ردیف حای حطی

ملا ہے مجہہ کو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے موںہہ پہ کہے تو بُرا حسینون کو
خدا سنا ئے نہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سی توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجہہ پہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بہی رقیبون سی ہمزبان ناصح

ہم اور کوی بتان اور جادہ فرسائی
پہرےگا ساتہہ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گہر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند رکہہ زبان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بہی اوس پریوش سے
تری طرف سی مجہی ہین بُری گمان ناصح

تری زبان نی مجہے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہ یہین دل ترا بہی آجاے
ظہیر راز سے تو بہی ہو ہم فغان ناصح

ردیف خای معجمہ

وہ اور بہبوکا ہوے جب عکس پڑا سرخ
کیا نامِ خدا رخ پہ دوپٹہ ہے کہلا سرخ

تلوؤن سے ملا آپنے کسکا دلِ پرخون
ایسا تو نہ کیا تہا کبہی رنگِ حنا سرخ

کیا حسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی ہے رنگت گلِ احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہوے جب کفِ پا سرخ

کچہہ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکہین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑہا پیار بگڑ نی سی بنی بات
چہرہ کا کہلا حسن جو غصے مین ہوا سرخ

ہے ہے نرہا وصل مین کچہہ خوفِ محبت — بوسون سے کیے اونکے لب روح فزا سرخ
گلگونہ رخسار ہوی شعلہ مزاجی — کچہہ آج نقاب رخ روشن ہی سوا سرخ

ہے مد نظر قتلِ ظہیر جگر افگار
اوس کافر سفاک نے نامہ ہے لکہا سرخ

ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمدؐ — مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمدؐ
ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمدؐ — اللہ کا طالب ہے شناسای محمدؐ
بچتا جو نگاہون سے تو سایہ نظر آتا — ہے چشم ملائک مین مگر جای محمدؐ
پیراہنِ یوسف کو ہے جس بو مین بسایا — تہی نکہتِ گیسوی سمن سای محمدؐ
اوس نور مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ — ہے شکلِ الف قامتِ رعنای محمدؐ
سایے کے نہ ہونے سے کہلا سر نہانی — یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمدؐ
ہے موجِ تبسم مین عجب روح فزائی — قربانِ لبِ لعل مسیحای محمدؐ
ہے خلوت و جلوت مین وہ اللہ سے شامل — کونین مین ہے نقش کف پای محمدؐ
حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا شناسا — ہے چشم محمدؐ مین مگر جا سے محمدؐ
کٹتی ہے اسی دہیان مین عاشق کی شب ہجر — اے صل علی زلفِ دل آرای محمدؐ
مجبور شریعت سے ہون کچہہ کہہ نہین سکتا — ہے دل مین جو کچہہ جوش تولای محمدؐ
ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گرِ عالم — آشوب جہان نرگسِ شہلای محمدؐ
اپنے کو جو تہی مدِ نظر اپنی نمایش — خود حسن ہوا محو تماشای محمدؐ

یان روز نخستین یهی هے فرد اس فردا — کچهه اوس سے بهی اول هے تجلای محمدؐ
موسی کو هے حسن بس حق تجلی سے غش آیا — وه نور دل افروز هے شیدای محمدؐ
کیا حسن نمک بیز هے الله رے الله — کونین مین هے شورش و غوغای محمدؐ
دیکهو تو ذرا حسن دوئی سوز کے جلوے — هر رنگ مین هے رنگ تجلای محمدؐ
رحمت کے اشارے هین شفاعت کی کرشمے — هے جان جهان نرگس شهلای محمدؐ
مطلوب جهان هے مرے مطلوب کا طالب — اے عشق خوشا طالع شیدای محمدؐ
اس عجز نوازی پہ تصدق هے دل و جان — امت کی تمنا هے تمنای محمدؐ

کیون سر بگریبان هے ظهیر جگر افگار
وا فر هے بهت دامن پهنای محمدؐ

کهون کیا شوکت و شان محمدؐ — بهت اونچا هے ایوان محمدؐ
محمدؐ اور یہ سامان محمدؐ — زهے شوکت زهے شان محمدؐ
دو عالم هین سبهی سامان محمدؐ — که یان تن هے تو وان جان محمدؐ
فروغ لمعۂ انوار حق سے — فروزان هے شبستان محمدؐ
ازل کیا هے ابد کهتی هین کس کو — یهی آغاز و پایان محمدؐ
چمن پیرائے گلزار جهان هے — بهار روی خندان محمدؐ
سبق آموز عقل اولین هے — مگر طفل دبستان محمدؐ
صباحت زار روز کن فکان هے — دم صبح گریبان محمدؐ
گل شاداب رحمت سی هی هے — سراسر جیب و دامان محمدؐ
بس اب ممکن نهی قرب خاص باری — که هاتهه آیا هے دامان محمدؐ

فرشتے ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو
وہی تو ہین غلامانِ محمد

فرازِ عرش سی گذرا ہوا ہے
عروجِ خاک بیزانِ محمد

کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی
کہ مشکل تر ہے آسانِ محمد

ادہر امت ادہر عشقِ حقیقی
کہین دل ہے کہین جانِ محمد

کلیم اور انتہای شوق اور طور
فرازِ عرش وجولانِ محمد

اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکھو
نہین آغاز و پایانِ محمد

محمد آبیارِ باغِ کن ہے
بہارِ کن ہے بستانِ محمد

زبانِ حق محمد کی زبان ہے
خدا کا حکم فرمانِ محمد

درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار
کہ اب آتا ہے فرمانِ محمد

مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے
کمندِ زلفِ پیچانِ محمد

دبا جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر
وہ ہے سروِ خرامانِ محمد

نہ کیون ہون نرگسین آنکھونکی قربان
کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمد

وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ
دلِ عالم ہے قربانِ محمد

نہ ہونگے حشر تک جس سی سبکدوش
وہ کچھ ہے بارِ احسانِ محمد

نمایش حق کو تہی منظور اپنی
کھلا اب رازِ پنہانِ محمد

فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا
خدا ہے خود نگہبانِ محمد

ہوای شوق مین پہونچے کہان ہین
رہے ہشیار مستانِ محمد

ظہیر اور اسقدر گستاخ دستی
بھلا تو اور دامانِ محمد

ہے جلوۂ حق آئینۂ روے محمد ۔۔۔ کیون چشم خدا بین نہ اوٹھی سوی محمد

قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروی محمد ۔۔۔ سر طاعت خالق مین ہی دل سوی محمد

گرنے نہ دیا حور و ملائک نے زمین پر ۔۔۔ آنکھون مین لیا سایۂ گیسوی محمد

ہو نکہت فردوس سے کس طرح نہ برہم ۔۔۔ جس سر مین ہو سودای سر کوی محمد

دیکھینگے ترے گلشن فردوس کو رضوان ۔۔۔ آتے ہین مقیمان در کوے محمد

ہے سلسلۂ صورت آزادی محشر ۔۔۔ دلبستگی حلقۂ گیسوے محمد

دیکھین تو چلی آئین کہان تک ہین گنہگار ۔۔۔ وہ عرصۂ محشر ہے تو یہ کوے محمد

ڈرتا ہون کسی وقت نہ کچھ منہ سے نکلجاے ۔۔۔ اللہ سے ملتی ہے بہت خوی محمد

کھینچے کو کھینچے طول یہ ہنگامۂ محشر ۔۔۔ کافی ہے بس اک جنبش ابروی محمد

ایک ایک سے ہوتی ہین شفاعت کے اشارے ۔۔۔ طرار ہے کیا چشم سخنگوے محمد

محشر مین گنہگارون سے اللہ کہے کیا ۔۔۔ رحمت کا ادھر ہاں ادھر روی محمد

سایہ کے عوض ساتھ ہے انبوہ گنہگار ۔۔۔ صدقے ترے ای قامت دلجوی محمد

اب ہم پہ کھلے معنی ایمای ید اللہ ۔۔۔ ہے دست خدا قوت بازوی محمد

یارب ہو وہ دن بھی کہ ظہیر جگر افگار
آنکھون سے ملے خاک سر کوی محمد

آنکھ اپنی شب غم نہ ہوی تا بسحر بند ۔۔۔ دشمن مری آنکھون مین رہا شب کو نظر بند

وان روزن در بند ہین یان دیدۂ تر بند ۔۔۔ وہ وان ہین نظر بند تو ہم یان ہین نظر بند

دو چار گھڑی باز رہے تا در امید ۔۔۔ دربان در دلدار ابھی سے تو نہ کر بند

کچھ دور نہین ہمارۂ خوننابہ فشانی ۔۔۔ یا زخم جگر بند ہو یا دیدۂ تر بند

تو سوز نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ — مر جاؤن گا مین ہونگے اگر زخم جگر بند

اوس بزم مین مین سوی فلک یون نگران ہون — صیاد کو جس طرح تکے طائر پر بند

تہا موت کو بہی ہائے اسیوقت پہ آنا — وہ آئیے ادہر آنکہہ ہوی ہای اودہر بند

اب در ہے مجہے جذبۂ دل پردہ دری کا — سنتا ہون کیے غیر نے وان روزن در بند

دیکہو تو ذرا عشرت دشمن کے تکلف — دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانئین ظہیر اب کی ہے کس خواب گران مین
یون آنکہہ نہ رہتی تہی کبہی آٹہہ پہر بند

تیرے بلاکشون کی اگر ہو فغان بلند — ہو جائے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم بہی نالۂ آتش فشان بلند — دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو ہی گئی جو آہ دل ناتوان بلند — پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فراز دہر — ہے ایک دوسرے سے کہین آسمان بلند

ہے لطف سوز جب کہ شکایت نہ لب تک آئی — وہ آگ دل مین ہو نہ جس سے دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین — کچہہ دور آسمان ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دست دعا مرا مری ہمت سے پست تر — اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوج طالع مسعود مدعی — ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے — اتنی تو شاخ گل نہین ای باغبان بلند

وقعت حوادث فلکی ہین بلند قدر — گرتی ہے تاک تاک کی برق آشیان بلند

ہمراہ قافلہ ہون جو ہے شکستہ پا — ہرگز نہو غبار پس کاروان بلند

ہے دہوم عرش تک تری فریاد کی ظہیر — ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

ردیف ذال

پڑھنے لگتا ہون اوٹھا کر جو زمین کا کاغذ
ہے یہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھون
نامہ بر لائے گر اوس پردہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکھے کا کوئی اور علاج
کہ بہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان کے کرتے ہین وہ پرزے پرزے
لائے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویز وہ دلکش عنوان
نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دمبدم چھیڑ رہے یہ گھر سے اوٹھانیکے لیے
لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

ای ظہیر اوسکو اگر بھیجتے ہو نامۂ شوق
ہو لفافہ یہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر
صد شکر کہ گھر ہی مین رہے گھر سے نکلکر

آوارہ و برباد پھرا گھر سے نکلکر
چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دم بسمل
دم آگیا مجھ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا
ہے قدر مگر لعل کی پتھر سے نکلکر

سر پھوڑتی پھرتی ہے مری قبر سے حسرت
ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹھکانا
کمبخت کہان جائے مری گھر سے نکلکر

چھپتے ہو کدھر تم دل عاشق تو نہین ہے
جاوئے گے کدھر عرصۂ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین
جائین تو کہان جائین ترے گھر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین
دم آگیا مجھہ مین تری ٹھوکر سے نکلکر

اسد رے اسد رے آشفتہ مزاجی
سودا بھی پریشان ہے مری سر سے نکلکر

اس پیچمین آیے کبھی اوس پیچمین آیے
جائین گے کہان زلف کی چکر سے نکلکر

آہ دل پر درد ہو یا جان ہو میری
جاتے ہو کہان تم دل مضطر سے نکلکر

پابندی ہستی ہے ظہیر آہ عجب قید
جا سکتے نہین گنبد بے در سے نکلکر

طرز نگہہ نرگس مستانہ سمجھہ کر
ہم پی گیے شکوے تری پیمانہ سمجھکر

ہر سنگ کو سنگ در جانانہ سمجھکر
سو بار گیے کعبے کو بتخانہ سمجھہ کر

ساغر کو ترے نرگس مستانہ سمجھکر
سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر

باتون مین اوڑایا کیے دیوانہ سمجھکر
سمجھے نہ یگانے مجھے بیگانہ سمجھکر

جان باختہ گیسوی جانانہ سمجھہ کر
اوبجھے دل صد چاک سی ہم شانہ سمجھکر

طول شب غم ہے نہ سیہ ذری ہجران
گیسوے اوبجھتا دل دیوانہ سمجھہ کر

عاشق کی بھی کچھہ برہمی لگا رہی دہیان
مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھہ کر

جلوی یہ نہین حصر جو صورت نظر آیے
بیہوش ہوے طلعت جانانہ سمجھکر

روداد الم کیا مرے غمخوار سی سن لی
وہ دل مین جو آتے نہین غمخانہ سمجھکر

اوس بزم مین گھسنے نہ دیا رشک و قلق نے
اپنون نی نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر

اس گھر کا مکین اور ہے ای حسرت و ارمان
تم دلکو بنانا مرے غمخانہ سمجھکر

بدمستی و ہشیاری میخوار تو دیکھو
پیمان وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر

اک گل پہ نوا سنج نہین ذوق مین بلبل
اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان
ای دستِ جنون ہمتِ مردانہ سمجھکر

مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو
آئے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر

تشخیصِ نگاہِ بتِ خودکامہ نے مارا
دیوانہ بنایا ہے مجھے فرزانہ سمجھکر

عاشق سے بھی ہوتی ہے کہین شکوہ سرائی
بلبل نہ سمجھنا مجھے پروانہ سمجھکر

زاہد نے کیا کیا ہے نہ پی مے نہ دیا دل
توڑا کبھی توبہ کو نہ پیمانہ سمجھکر

سر تیرے قدم پر ہے کبھی پاے مغان پر
گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر

پھر کچھ ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات
پڑھتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر

دلکش ہے غضب نرگسِ مستانۂ ساقی
میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر

پوچھین تو غرض کیا ہے نہ پوچھین تو یہان کیا
وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر

کچھ اپنی طرف دیکھیے کچھ ظرفِ قدح خوار
دیتے ہو تو دینا مجھے پیمانہ سمجھکر

ممکن ہے کہ دربانِ درِ ساقیِ کوثر
ٹوکے نہ گداے درِ میخانہ سمجھکر

کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہی مجھسے
رہنے دے مجھے سبزۂ بیگانہ سمجھکر

قطعہ

اللہ وہ دن بھی ہو کہ خاکِ رہِ یثرب
ہم سر پہ رکھین تاجِ ملوکانہ سمجھکر

مین خاک نشین درِ قوسین نشین ہون
اسکے چرخ سمجھا مسندِ شاہانہ سمجھکر

مجھکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے
دھوکے مین نہ آ دلق گدایانہ سمجھکر

اوس در کا ثناخوان ہون کہ جس در پہ فرشتے
رک جاتے ہین دربار امیرانہ سمجھکر

ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر
ہم وان بھی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجران دیکھکر
کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھکر

آگئے دھوکے مین ہم روے فروزان دیکھکر
دل دیا اک نامسلمان کو مسلمان دیکھکر

آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی
کیا کہین آیا ہے واعظ کوی جانان دیکھکر

ہو چلا ہے کفر میرا رہنماے راہِ دین
خلد مجھکو یاد آیا کوی جانان دیکھکر

پنجۂ وحشت سے پیراہن جگر تک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح کا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہو گئین رخسارِ تابان دیکھکر

مجھہ سے زاہد ماجراے بت پرستی کچھہ نہ پوچھہ
ہوش میرے اوڑ گیے تصویرِ جانان دیکھکر

جوشِ وحشت سے نہین ٹکتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھہ کر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھہ اوسیکو فکر ہے
ہم ہوے ہین معتکف کچھہ کنجِ زندان دیکھکر

وہ نگاہِ شرم آگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضعِ دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شامِ غم سے صبحِ وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نا منفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقتِ شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حالِ پریشان دیکھکر

کیون نہ مر جاؤن مین ایسے پر کہ ہنگامِ وداع
لے لیا موںہہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھہ کر

دعوی رنگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایانِ چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر درد جدائی وصال پر
موقوف زندگی ہے امیدِ وصال پر

دھڑکا شبِ وصال مین ہے صبحِ ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفورِ شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہاے جدائی وصال پر

انجامِ عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشتِ دل ہے کمال پر

میکشو رحمتِ باری ہے گنہگارون پر
بجلیان کوندتی ہین باغ کی دیوارون پر

وار پر وار سپاہی ہین دلِ افگارون پر
رکھہ لیا ہے نگہہ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ وا خوب شبِ وعدہ لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یاالہی کہین عاشق ہون نصیحتگر بھی
بیگناہون کا پڑے صبر ستمگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کی اقرارون پر

آج سی ہم بہی سہی چاہنے والے اونکے
کچھہ تو ہے بات کہ گرتی ہو ہوسکارون پر

دل شکستہ ہین قفس توڑکی جائین کیا خاک
بجلیان ٹوٹ پڑین تازہ گرفتارون پر

اپنے سینے مین ہی وہ آہ شرربار ظہیر
برق بہی لوٹتی ہے رشک سی انگارون پر

ناز معشوق کی ہوتی ہین طلبگارون پر
برق بہی تاک کی گرتی ہی وفادارون پر

حسن کی گرم ہے بازار الہی تو بہ
آگ سی آگ برستی ہے خریدارون پر

رشک کی جا ہے ستمگر کہ گوارا ہے تجہی
ناتوانی کے ستم ہون تری بیمارون پر

تہوڑی دولت پہ تنکظرف اچہل پڑتے ہین
دیکہہ لو کرکی نظر غور سے فوارون پر

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی معلوم
ہای گرتی نہین بجلی ہی بلامارون پر

حوصلے جرم کے کچھہ اور بڑہا دیتی ہو
تم کچھہ اس ڈہب سی بگڑتی ہو خطاوارون پر

کہنہ بیٹہین کہین کچھہ مونہہ سی لب زخم جگر
مونہہ نہ کہلواؤ خفا ہوکی دل افگارون پر

سر کے بل جادۂ تسلیم کرو قطع ظہیر
کہ قدم رکہتے ہین اس راہ مین تلوارون پر

شان حسن کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر
صورت معنی نما ہین شمع و گل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے یہ بحر کا کیا پوچھنا
کیسے کیسے دلربا ہین شمع و گل شمس و قمر

اوسکو دیکہا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے
یہ تو مانا بے بقا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک کی ہوکر نہین رہتے جہان مین خوبرو
ایک عالم آشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسن عالم آرا ایک کون
ایک شان کبریا ہین شمع و گل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا
آشنا ناآشنا ہین شمع و گل شمس و قمر

اب سے کہلے ہین معنی لولاک ہمپر ای ظہیر
کسکے جلوے کی ضیا ہین شمع و گل شمس و قمر

گدگدایا جو اونہین نام کسی کا لیکر
مسکرا دینے لگے وہ مونہہ پہ دوپٹہ لیکر

خوش تو ہین آپ ہمارا دل شیدا لیکر
کہین سودا ہی محبت ہو نہ سودا لیکر

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا
کیا کرے کوئی تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوی کوئی کہین ہو بدنام
ذکر لے دوڑے تہو نام ہمارا لیکر

انجے دل وے تمہین کوئی توکس امید پہ دے
تم بہر بیٹھتے ہو مال پرایا لے کر

پوچھ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریداروں سے
آئے کیا لیکے ہو اور جاوگے کیا کیا لے کر

تیرہ روز دن کی ستائی کو بڑہی ہے کیا کیا
تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر

لب تک آآکے جو رک جاتے ہوای نالۂ زار
یا تو پہیلانے لگے تم بہی سہارا لے کر

کیون یہین سے دل بیمار گرے پڑتی ہو
اوٹہہ کہڑے ہو نہ چلو نام خدا کا لے کر

غیر کو ساتہہ ہے وہ بہر عیادت لایا
لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر

اک نہ اک فتنۂ نوخیز لگا لاتے ہو
تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر

اب تو حسرت ہے یہی وصل کی بدلی ہو صبا
دم نکل جایے کہین دل کی تمنا لے کر

کل اوٹہا لیے گیے اوس بزم سے سنتی ہین ظہیر
مفت معتوب ہوے نام ہمارا لے کر

شب کو وہ شوخ رہا گہر سے مقرر باہر
آج اغیار رہین کچھ جامہ سے باہر باہر

دل مین خندان ہین گل داغ گل تر باہر
ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر

جہانک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آکر باہر
دور ہی سے مجھے کہتے ہین کہ باہر باہر

ناصحو ہے یہی سکن کہ جہان جی لگ جائے
گہر مین جنگل نظر آتا ہے مجھے گہر باہر

سب خبر ہے مجھے جیب کو جہان جاتی ہے
ڈاک رہتی ہے دل و چشم کے اندر باہر

مین گدای در میخانہ ہون بہر دے ساقی
ٹوٹا پہوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہر

شمع سان پردہ مین بے پردہ نظر آتے ہین
جلوۂ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر

ان دمون مین ہی نئی رات کہ کون آتا ہے
دیکہنا گہر سے نکلکر دل مضطر باہر

بیخودی شوق ہون کیا مجہسے گلے کرتی ہو
میرے قابو سے ہے میرا دل مضطر باہر

جنبش بادہ بہاری نہ ہمین چہیڑ کہ ہم
چل کہڑے ہونگے ابہی گہر سے نکلکر باہر

کیون کہا اونسے کہ دشمن ہی کسی اور کا گہر
اب وہ گہبراے ہوے پہرتے ہین اندر باہر

چین دیتی نہین تربت مین بہی شوریدہ سری
کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر

واہ کیا بات ہے ای شوق ملاقات رقیب
کہ وہ گہبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گھر سے نکلتے ہین وہ جب
دیکھنا جم کے نہ بیٹھا ہو وہ پتھر باہر

پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے
ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر

مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالو گے مجھے
بیٹھہ جاؤنگا ابھی در پہ مچل کر باہر

مین نہ مانونگا نہین اُلفتِ اغیار ظہیر
کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

ردیف راے ہندی

ذکر عدو وصال مین اے بدگمان نہ چھیڑ
ظالم خدا کو مان کے یہ داستان نہ چھیڑ

ہوتی بری ہے آہِ دلِ دردناک کی
ہمکو نہ چھیڑ بہر خدا آسمان نہ چھیڑ

دشمن زبون و بخت معین دوست مہربان
ڈر ہے نکالے اور کوئی آسمان نہ چھیڑ

دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ رو کو دل
بے وجہ بے قصور مجھے بدگمان نہ چھیڑ

کہدونگا سب عدو سے تری بیوفائیان
مجھہ سے حدیث مہر و وفا بدزبان نہ چھیڑ

کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشم نیمباز
فتنے کو خواب ناز مین تو اے فغان نہ چھیڑ

زخم کہن یہ اب نہ دگا زخمِ نو ظہیر
غربت مین داستانِ وطن ہر زمان نہ چھیڑ

ردیف زاے منقوطہ

لُٹ لُٹا کر ہے سلامت دلِ صد چاک ہنوز
کوئی ایسا نہوا لاکھہ کا گھر خاک ہنوز

وہی ہنگامہ وہی غیر ہین بیباک ہنوز
اوڑ رہی ہے تری کوچے مین وہی خاک ہنوز

ہم بھی کیا ہین کہ تڑپتے ہین تہِ خاک ہنوز
ان جفاؤن پہ نہین شکوہ افلاک ہنوز

روح کے ساتھہ ہے کیا جانیے کیا نکلا یا
کہنہ چین سے یہ مشتِ کفِ خاک ہنوز

مین تو مضمون رگِ گل لکھہ کے پشیمان ہوا
کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز

غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا
ہم لیے بیٹھے ہین بر مین دلِ صد چاک ہنوز

قطع امید بھی قطع تعلق معلوم
کہ سلامت ہے بغل مین دلِ بیباک ہنوز

وہ جفاؤن سے پشیمان ہوے بھی تو کیا
جنگجو ناز ہین انداز ہین سفاک ہنوز

ہم ہین وہ رندِ می آشام بسے تو یہ بھی
محتسب کو ہے خرابات مین ہے دہاک ہنوز

سر خجالت سی گریبان مین جھکا جاتا ہے / شوخ چشمی سے نظر ہے وہی بیباک ہنوز
تم تو شوخی سے نہ باز آئی تھین کیا پروا / کوئی بیچین تڑپتا ہے تہ خاک ہنوز
ان قوافی مین لکھوا ایک غزل اور ظہیر / توسن طبع روانی مین ہی چالاک ہنوز

مے سے تائب بہی ہوی پر ہین ہوسناک ہنوز / تاک رہتی ہے نگاہون کی تہ خاک ہنوز
زندہ درگور ہین غم سے تری غمناک ہنوز / مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوی خاک ہنوز
کوئی آسودہ نہین غم سے تہ خاک ہنوز / ہین گریبان کیطرح جیب کفن چاک ہنوز
جانتا ہون کہ رقیبون سے ہوی ہے ان بن / ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز
وہ بگڑ کر بہی لگاوٹ کی لیے جاتی ہین / ہم گیے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز
صورت یاس برستی ہے جواب خط سے / چشم قاصد دم گفتار ہے نمناک ہنوز
کیا ہوا ناصح نادان ذرا گر قید کیا / خاک اڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز
ہم چمن مین بہی رہے برگ خزان دیدہ نمط / کہ اڑی پہرتے ہین شکل خس و خاشاک ہنوز
کیونکر اوس منزل بیحد پہ رسائی ہو ظہیر / کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قول نخست ہمنے بہلایا نہین ہنوز / ہر جا سر نیاز جھکایا نہین ہنوز
اچھا ہے لطف جور جو پایا نہین ہنوز / دست ہوس عدو نے بڑہایا نہین ہنوز
دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تہا / بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز
دار و رسن کی فکر ہے ارباب دین / جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز
رہنے دے ذکر آتش دوزخ کو پند گو / کیا سوز غم نے دلکو جلایا نہین ہنوز
یارب ابہی سے کیون دل مضطر کو یاس ہے / قاصد تو کوئی یار سے آیا نہین ہنوز
افسانہائے طور و تجلی سنا کرو / پردہ سے اوسنے جلوہ دکہایا نہین ہنوز
دشمن آگاہ لطف سے خرسند ہو تو ہو / بارے نظر مین اونکے سمایا نہین ہنوز
ہے جی مین اب کے حضرت ناصح کو بہیجیے / قاصد جواب خط کوئی لایا نہین ہنوز
اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھ نہ دکہا دیا / اپنی نظر مین کوئی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بہی کتنا غیور تہا — جبسے گیا بگڑ کے پہر آیا نہین ہنوز

مدعی ایک نہین محرم اسرار ہنوز — سُبحۂ شیخ مین ہے رشتۂ زنار ہنوز

عام ہے صیتِ کرم پہر گنہگار ہنوز — باب توبہ ہے درِ خانۂ خمار ہنوز

آستانِ حرم و دیر سے یہ دو نہ اوٹہا — سر ٹپکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز

چشم حق بین ہین نہ ہین گوش حقیقت آگاہ — کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز

اس پہ مرتے ہین کہ غم دلمین ہی جانکی سا تہہ — زندگی یہ ہے کہ ہین جان سی بیزار ہنوز

بہول جاوٴگے در صومعہ کو حضرتِ شیخ — تمنے دیکہا ہی نہین خانۂ خمار ہنوز

اونکو جو دیکہنے آتے ہین مجہی دیکہتے ہین — ہے تماشا ہی تماشائے دیدار ہنوز

ذرہ ذرہ سے فروزان ہی تجلای جمال — کوئی اوٹہا ہی نہین طالب دیدار ہنوز

حیرتِ حسن سے یارای نظر ہی نہوا — پاس رہ کر بہی رہے تشنۂ دیدار ہنوز

کم نہین یہ بہی تفاخر کہ ظہیر خستہ — ہے دعاگوی درِ دولت سرکار ہنوز

زندگی کا ہی سبب خواہشِ آزار ہنوز — ہم تمنای عیادت مین ہین بیمار ہنوز

کچہہ نہوسنے پہ تو یہ کچہہ ہے سروکار ہنوز — کہ رہے وا شدگی پر بہی گرفتار ہنوز

اونکے انداز نزاکت نی نہین قتل کیا — ہاتہہ مین خیر سے تہمتی نہین تلوار ہنوز

حشر مین پوچہتے پہرتے ہین یہ غوغا کیا ہے — دل مین پہرتی ہے وہی شوخیِ رفتار ہنوز

کیا مزہ تہا کہ ہمین ہجر مین جلتے دیتی تہی — پہر یہ مرنا ہے کہ جینی سے ہین بیزار ہنوز

حشر کہتے ہو جسے آؤ دکہا دین تمکو — ایسے فتنے تو پڑے ہین پسِ دیوار ہنوز

ناتوان سے نے لبِ نازک کی اوٹہائی طعنے — تم سے بڑہکر ہے توانا دلِ بیمار ہنوز

خاک ہوکر بہی غبارِ دلِ نازک ہی رہے — ہم سبکسار بہی ہوکر ہین گرانبار ہنوز

لطف ہی لطف دمِ عرض تمنا ہی جمال — کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز

صبح ہوتی ہے تو ہو جای تہین کیا ڈر ہے — کہ مرے بخت سیہ کی ہے شبِ تار ہنوز

دل سے شکوے کی عوض شکر ستم ہی نکلا
آرزو سے ہے سوا لذتِ آزار ہنوز

اسقدر محو فسون ریزی گفتار رہے
کہ رہی دل مین وہی حسرت دیدار ہنوز

دام سو بار کھلا اور رہائی نہ ہوئی
دل مرا ہے خم گیسو مین گرفتار ہنوز

اور تو ہم نہین واقف ہین کہ ہے کون ظہیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پس دیوار ہنوز

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز
داغ بن بن کے مرے دل مین نہ آنا ہرگز

شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز
آگ فتنے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز

ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز
زخم نہ داغ کہین پر نہ لگانا ہرگز

یہ ہمین تھے کہ پڑے خاک مین خوش خوش آکر
تو گرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز

گرد گلگشت سے تہ خاک دبی بیٹھے ہین
چھیڑ کر ہمکو قیامت نہ اوٹھانا ہرگز

پھوٹ جائینگے نیے سر ہی پہ بیداد دوست
ٹھیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز

ہم تو بھولے ہوئے بیٹھے ہین کہانی اپنی
پھر کہین فتنۂ خفتہ نہ جگانا ہرگز

ہم سراپا دل مجروح بنے بیٹھے ہین
اور کچھ چھیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز

اور ہین گلگلے جہان کے ترانے بلبل
سرگذشتِ دلِ محزون نہ سنانا ہرگز

اے فلک اب نہ نبیگا نہ نبیگا تجھ سے
کوئی صورت کدہ ایسا نہ مٹانا ہرگز

کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بلبل
اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز

شرم آلودہ نگاہون مین نہان ہے شوخی
کسی پُرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز

آگ لگ جائے ترے شوق مین اے حب وطن
مجھ کو نقشہ مری دلی کا نہ دکھانا ہرگز

ہوشمندی ہی زمانے مین بلا ہے جان کی
بیخودی سی کبھی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر مین اور بہت رنگ ستم ہین گلچین | داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بچ گے اس دامِ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی دمساز کے فقرون مین نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھے غیر و پاسبان کس روز | برون کی جان پہ ٹوٹا نہ آسمان کس روز
رقیب آج ہوا ہے سپہرِ کل دشمن | ہمارے حال پہ تھے آپ مہربان کس روز
تم اپنی شرم سے سوا ہوئین خموشی سے | وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازدان کس روز
مسافرانہ کبھی ہوش مین ہین آجاتے | ہم اپنے گھر مین نہین آپ میہمان کس روز
قتیل خنجر بیداد و قہر کیون ہوتے | رقیب مجھ سے سوا تھے فراجدان کس روز
ترے ستم مین بھی کافر کبھی مزہ نہ ملا | نگاہِ قہر و غضب تھی نہ دلستان کس روز
گلے عدو کے ہین مجھسے مرے جلانیکو | وگرنہ غیر نہ تھے اونکے رازدان کس روز
مری فغان ہی گری مجھ پہ برق بن بن کر | ہوا نصیب گلستان مین آشیان کس روز
شکایتِ ستمِ روزگار کیا کیجے | ترا شریک نگہہ تھا نہ آسمان کس روز
ہزار لطف نہان ہین تری خموشی مین | نگہہ نگہہ سے نہین پرسشِ نہان کس روز

ظہیر کفر مین ایمان سب تجھے خدا شرمائی
نہ صحنِ کعبہ رہا کوچۂ بتان کس روز

ردیف سین

موت آ کے پھر گئی مرے بیت الحزن کی پاس | بجلی گری ہے برق پہ صحنِ چمن کے پاس
کیا جا کے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس | جز داغ کیا دھرا ہے گل و یاسمن کے پاس

کچھ تحفہ لیکے جائیے اہلِ وطن کی پاس
اک زخم تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
پھرتی ہے آرزوئے تکلم دہن کے پاس

ظالم نے سر کو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آہ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیبِ دریدہ بھی کوئی رکھدی کفن کی پاس

کیا جانئے کس طرف کو پڑی وہ نگاہِ ناز
خود دلکو پھینک دون بتِ ناوک فگن کی پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین سی چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نہ کٹ سکی
تیشے کئی ہزار سہی کوہکن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگالو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوضِ بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بددہن کی پاس

کیا روؤن بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہی رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کی پاس

اللہ رے بدگمانی بوسہ دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کی پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جائیگا
آنے نہ دو اونہین میری گور و کفن کی پاس

ای جذبِ شوق وان ہی جو صرفہ نگاہ کا
لیچل مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون ای شیخ تو سہی
چلکر تو دیکھہ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جب سے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون بھول کے صحنِ چمن کی پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کی آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دل کے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل مین پہرے دلکے آس پاس
گمگردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑہ کر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

اوچہے پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پہرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

ای حسرتِ تپش دلِ مضطر کو تہامنا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تنِ بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کی آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ ننگ خانمان نہو محفل کے آس پاس

مین سوز رشک سی بہی ہون شاد ان کہ مدعی
پہرتے ہین تمسے شعلہ شمائل کے آس پاس

پہر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردۂ محمل کی آس پاس

گل ہے چراغ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچہہ ہے تو انجام ہے بخیر
ڈوبا ہون بحرِ عشق مین ساحل کی آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے اضطراب مین
پہرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندہتی ہی برق نشیمن کے آس پاس
ایمن سے کے متصل ہون نہ گلشن کے آس پاس

رشکِ وصال غیر مین کچہہ سوجہتا نہین
شب بہر پہرا ہون کوچۂ دشمن کی آس پاس

پردیمین بہی جمال سے تابِ نظر نہین
پہرتی نگاہِ شوق ہے چلون کی آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھہ سے زیادہ کچھہ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کھینچ کے مین آہِ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختہ آتشِ فراق
ہون دفن بھی تو وادیِ ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزای رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

پای ادب بڑہائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بچھا ہے دامِ زلف بھی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور تو ہم بڑہا دیا
جا جا کے دستِ شوق ذی دامن کے آس پاس

دونون سے ای ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

ردیف شین منقوطہ

مجھے غش یہ ہر دم نہ کیون آئے ای
ترا دہیان ہے کار فرمائے غش

جسے حالِ عاشق سے آجائے غش
بھلا اس نزاکت کو کیا پائے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خود رفتگی
وہ آئے ادہر اور ادہر آئے غش

مجھے غش مین گیسو سونگھاتے ہین وہ
سوا غش سے ہے کچھہ مداوائے غش

نقاہت سے بڑہ کر ہے کچھہ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمائے غش

ذرا سامنے رکھہ تو لو آینہ
نظر آئے میرا تماشائے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجائے غش

نہ آئے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آئے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین / مجھے نیند کے بدلے آجای غش
مرے سرکو زانو پہ رکھ لیجیے / رہے عمر بہر تا تمنای غش
اگر مر بہی جاؤن نہو وہ خبر / بہلا ایسے خودبین کو پروای غش
مجھے غش کے بدلے اجل آگئی / کسی نے نہ دیکہا تماشای غش
مری بیخودی سے ہو واقف اگر / مسیحا کو خود ہو تمنای غش
جو بسمل کو ٹہوکر لگا کر چلے / کہان اوس ستمگر کو پروای غش
مری داستان کا اوسے کب دماغ / جسے نکہت گل سے آجای غش
ذرا آکے صورت دکہا جاؤ تم / مجھے صبر کے بدلے آجای غش
سونگہا دیجیے گیسوے مشکبار / کہ پہر عمر بہر مونہہ نہ دکہلاے غش
وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے / مجھے غش پہ سو بار گر آئے غش
غشی سے مری جسکا اوڑجاے رنگ / کہان اوس پری وش کو پروای غش
ترے جلوے کی تاب دیدن نہین / کہان تک اوٹہاؤن ستمہای غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے
کہ زاہد بہی دیکہے تو ہو جاے غش

بارے اتنے تو رہے وعدۂ دیدار کی ہوش / رنگ بن بن کے ہین اوڑتے ترے بیمار کی ہوش
خود بخود صبر نمط پاؤن اوٹہے جاتے ہین / نہ رہے کوچۂ دلدار مین رفتار کے ہوش
حال میرا مرے احباب سے دیکہا نہ گیا / ہے مرا رنگ پریدہ مری غمخوار کے ہوش
شکوے بن بن کے نکلنے لگے ارمان دلکے / کاش ہوتے نہ مجہی نزع مین گفتار کے ہوش
جہک گئین اور حیا سے وہ خماری آنکہین / دیکہنا عالم مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھہ سا / مجھہ سے پہلے ہی اوڑے ہین مرے غمخوار کے ہوش

دم بھی نکلا ہے تو آنکھون مین اٹک کر نکلا / آخرین دم بھی رہے حسرت دیدار کے ہوش

لطف تھوڑا سا ادھر بھی نگہہ ہوش ربا / دیکھنے ہین ابھی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہون آزاد ظہیر
سبحہ کی فکر ہے وحشت مین نہ زنار کے ہوش

ردیف صاد مہملہ

دشمن جان ہین وہی تھے جو سراپا اخلاص / سچ تو یون ہے کہ ہمین راس نہ آیا اخلاص

تمنے ضد سے مری دشمن سے بڑھایا اخلاص / اب تو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھہ گردن مین مری ورد زبان نام رقیب / ہے تمہارا بھی زمانے سے نرالا اخلاص

بزم دشمن مین بلاتے ہو جلانے کے لیے / واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرم جوشی بھی تو ہین گرم ادائین دلسوز / اجی ہتو جائے جہنم مین تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکھنے کو ہین وصف عدو کی چھیڑین / ہمنے دیکھا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھہ سے اور غیر کہے قصۂ جانسوز اپنا / ہے غرض جبکے جلانے سے کہان کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچھہ سوچ سمجھہ کر مجھہ سے / یہ پئے سرزنش غیر ہے اونکا اخلاص

چھیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانے کے لیے / ورنہ اوس دشمن جانی کو کہان کا اخلاص

مہربان بھی وہ ہوئے ہین تو جفا سے تھک کر / دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

عرض مطلب یہ سناتی ہین چلو ہوش مین آؤ / مجھہ کو بھاتا نہین اتنا بھی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تمسا تو ملے تمسے ظہیر / مہربان عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض
اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوۂ شور و فغان سی کیا غرض
جب غرض مجہہ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

درپیٔ ایذا ہو کیونکر دشمنِ جانی نہین
ناصحو تمکو مرے آرامِ جان سی کیا غرض

دیکہنے تہے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر
مدعی سے بحث کیا تہی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست
مجہہ سے ملجا آکے عذرِ امتحانسے کیا غرض

شکوہای بیقراری سُنکے وہ کہنے لگے
تم تو ایذا دوست ہو آرام جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا
مجہسے مطلب ہی تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

ای صبا کیا کم ہے اوس زلفِ دوتا کی بو ہی
اب تجہے میرے غبارِ ناتوان سی کیا غرض

ابتو شک بڑہنے لگا ناصح مجہی کچہہ اور ہی
تجہہ کو اوسکی پرسش نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دلِ دشمن مری فریاد سے
ورنہ اونکو شکوۂ سوزِ نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجانِ چمن کو ہو مبارک فصلِ گل
ہم اسیرانِ قفس کو آشیان سی کیا غرض

ہمنے مانا عشق مین نقصانِ جان بہی ہی ظہیر
دیچکے جب دل تو پہر سود و زیان سی کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط
لو مجہہ سی رنجشین ہین مری رازدان سی ربط

رکہنا پڑا تمہارے لیے اک جہانسے ربط
دشمن سے دوستی ہی نہ کچہہ پاسبان سی ربط

ہم بہی کہین گے ہمکو زبان و دہان ملے
لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط اسقدر ہی مری داستانِ شوق
مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق
اس کاروان سے ضد ہے نہ دس کاروانسی ربط

دل مین مرے رہے مری آنکھون مین تم رہے
پیدا کیا رقیب نے ہے ہے کہانسے ربط

کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین
اک تمسے دوستی ہے کہ ہی اک جہانسی ربط

اک تم ہو بیوفا کہ نہین مجھسے کچھہ لگاؤ
بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سی ربط

کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال
بے ربطیِ بیان کو نہین کچھہ بیان سے ربط

تیرے گلے جو غیر کے موہنہ سے سُنے نہین
کانون ہی کو نہین مری اس داستانسے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح ظہیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھہ آسمان سی ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط
الفت کو دل سے دلکو نہو دلستانسے ربط

جس دل مین سوزِ عشق ہو جلجایے یا خدا
شکوے کو لب سی لب کو نہو کچھہ فغان سی ربط

الفت مین ان بتون کی نہ سودائی عشق ہو
وحشت کو سر سے سر کو نہو آستان سی ربط

بجلی گرے فلک سے مگر جذبِ شوق پر
دل سے کشش کشش کو نہو کاروانسے ربط

وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرف آرزو
لب کو نہو زبان سے زبان کو بیانسے ربط

وہ چشم کور ہو جسے ذوق نگاہ ہو
اور ہو نگاہ شوق کو حسنِ بتان سے ربط

وہ ذوق کیون ہو دلمین کہ جسکے سبب سے ہو
دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سی ربط

پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق
پھوٹے وہ کان ہو جسے اس داستانسے ربط

دل سے پسند ہے مجھے یہہ مصرعہ ظہیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

ردیف ظای معجمہ

زہد وطاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ
ہم سیہ رو ہین ہمارا بھی خدا ہے واعظ

صفتِ خالقِ علام ہین ستار عیوب
مین نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ

کفر وایمان سے نہ کچھہ دوزخ وجنت سے غرض
یان فقط مدّنظر اوسکی رضا ہے واعظ

یان وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتاد ودو ملت مین نہین
سب سے کچھہ مشربِ رندانہ جدا ہی واعظ

ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو
گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ

خوش ہون دوزخ سے اگر پرسش اعمال نہو
کہ ندامت مجھے عصیان سے سوا ہے واعظ

اوسکی قدرت کے تماشے نظر آجائین تجھے
دیکھہ تو چل کے خرابات مین کیا ہے واعظ

کیا جہنم ترے بس مین ہے عیاذاً باللہ
کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ

خلد مین جائینگے کہتے ہوے ساقی ساقی
وان بھی مذکور مے ناب سُنا ہے واعظ

بخدا اگر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر
کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے واعظ

ردیف عین

مین ہون گداز وسوز مین ہمداستان شمع
سوزان برنگ شعلہ وگریان بسانِ شمع

اس جبر پر دراز ہے کتنی زبانِ شمع
سنتے جو اختیار مین ہوتی فغانِ شمع

ایک ایک اہل بزم سے ہے رازدانِ شمع
کیا بیزبانیون پہ ہے روشن بیانِ شمع

روشن ہے اہل بزم پہ سوز نہانِ شمع
پروانہ گر نہین تو نہو رازدانِ شمع

جلتا ہون اپنی روشنی طبع دیکھکر
آتش زبان ہون دہر مین لیکن بسانِ شمع

کیا تنگنا ہی دہر مین امکانِ دم زدن
ہوتی ہے قطع شکوے سے پہلے زبانِ شمع

دیکھین وہ گُل ہو پہلے کہ آجای ہمکو موت
صبحِ شبِ وصال مین ہے امتحانِ شمع

جز سوزِ سینہ کون ہی دلسوزِ اہلِ سوز — گرتے ہین پای شمع پہ اشکِ روانِ شمع

قربان جان نثار ہی دشمن ہین دل گداز — پروانے ہین نثار سرِ کشتگانِ شمع

اللہ رے شوقِ سوزِ جگر تفتگانِ عشق — خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبانِ شمع

آسان نہین ہے خواہشِ آزارِ جان نثار — پروانے کے شریک یہان ہی زیانِ شمع

دنیا مین اہلِ درد ہین جلنے کے واسطے — سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جانِ شمع

نیرنگِ سازِ عشق کے دیکھو تو سوز و ساز — پروانے کی ہے خاک سے اوٹھتا دخانِ شمع

ظاہر مین گو کہ کرتی ہے شغل فروزیان — ای شمع رو نثار ہے تجھ پر سے جانِ شمع

اوس شعلہ خو سے بڑھ کی ہون مین بی تنک مزاج — جلتا ہون اپنی آگ مین ہر دم بسانِ شمع

ہر چند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب — ہے پردہ در مگر دمِ آتش فشانِ شمع

راہِ رضا مین اُف بہی نہ کرنا کبھی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبانِ شمع

ولہ

شاہدِ پروانہ ہو یا زینتِ کاشانہ شمع — تم وہ شمعِ انجمن ہو تم پہ ہے پروانہ شمع

رات کٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے — مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانہ شمع

یہ ہے گریان وہ ہے سوزان وہ گریبان چاک ہے — سب عزادارانِ عاشق ہین گل و پروانہ شمع

کیا خوشی اسکی کہ ہم بہی کامیابِ جلوہ ہین — ہی تو بزمِ غیر مین ہے جلوۂ جانانہ شمع

ایک حیلہ ہے حجابِ برقعِ فانوس کا — مونہہ دکہاے خاکِ پیشِ عارضِ جانانہ شمع

ہو مبارک تجھکو لطفِ عشرتِ بزمِ رقیب — مین ہون اور میرے لیے بس ہی دمِ غمخانہ شمع

جس سے روشن ہے تمہاری بزم وہ ہم لوگ ہین — ہے برای نام یون تو زینتِ کاشانہ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہین ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی بھی مری ممکن نہین ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گرمیِ ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل مین صاحبخانہ شمع

جمع ہین بزمِ عدو مین سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندتی ہین بجلیان وقتِ خرام
دیکھ اوس خورشید وش کی لغزشِ مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والون کا ہجوم
میزبان تم ہو کہ ہے اس گھر مین صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچھ جذبِ دلِ پروانہ مین
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوا دورِ جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بھی خالی نہین
دفعتاً کیسی بھڑک اوٹھتی ہے بیتابانہ شمع

جان کھو دیتے ہین ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکھ لے پروانہ سی اندازِ معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بھی عاشقِ دلدادہ ہے
رات بھر جلتی ہے میرے ساتھ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجھا دیجے خدا کیواسطے
ہے تو بہر صحبتِ خلوت مین اک بیگانہ شمع

اب اوٹھا دو بزم مین تم بھی ذرا رخ سی نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پر غم ظہیر
رات بھر روتی رہی سُنکر ترا افسانہ شمع

ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر مین نہین اب سوائی داغ
اک داغ کی جگہ مین ہین سو سو سمائی داغ

باز آئیے اِس طلب سی تھوڑی اوٹھائی داغ
دیکھے ستم ستم یہ ہین داغون پہ کھائی داغ

یا آنکہ موردِ نگہہِ التفات ہے — پوچھو دلِ رقیب ہی سے ماجرای داغ

کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے — آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ

ہوتا دوا ہے داغ بھی انجام کار درد — یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ

مال بخیل سے ہے امید بھی عبث — کچھہ کیسۂ فلک مین نہین ہی سوای داغ

چھڑکا ہے پندگو نے عجب زخم پر نمک — ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بھر سوزِ رشک ہے سینہ برای داغ

ردیف فا

کفر مین بھی ہم رہے قسمت ہی ایمان کیطرف — شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوی جانان کیطرف

ہمتو کافر تھے ہوا دل بھی نہ ایمان کیطرف — جسکو دیکھو ہے وہی اوس دشمنِ جان کیطرف

کچھہ اسیرانِ قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین — بوی گل پھر پھر گئی اولٹی گلستان کیطرف

حسن گر اس ہی کھنچا جاتا ہے کچھہ جامِ شراب — موج مے کو جنبشین ہین لعلِ خندان کیطرف

دیکھتے مر کر کسی پر لطفِ عمرِ جاودان — کیون گئے خضر و سکندر آبحیوان کیطرف

دستِ وحشت سے گریبان اب جگر تک چاک ہی — ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف

بعد مردن بھی رہی دیر و حرم مین کشمکش — مونھہ سو کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف

دیکھیے کیا گل کھلاے فصلِ گل آئی تو ہے — ہاتھہ ابھی سے دوڑتے ہین جیب و دامان کیطرف

حق تو یون ہے گر مرا انصاف میری ہاتھہ ہو — مین بھی ہو جاؤن اوسی غارتگرِ جان کیطرف

بیٹھکر اوٹھتے ہین جلسے کوئی پابندِ وفا — آنکھہ تک اوٹھتی نہین دیوارِ زندان کیطرف

حشر ٹوٹے کس طرف دیکھین کہ ہر بجلی گری
جہانکتے جاتے ہین غمزے چشم فتان کیطرف

رشک کہتا ہی کہ پونچہی ہونگے اس سے اشک غیر
ہاتہہ اوٹھکر رہگیا سو بار دامان کیطرف

وعدۂ دشمن نہو یارب دم پیغام وصل
کچہہ جہکی جاتی ہین آنکہین وان گریبان کیطرف

ہین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ یہ پیغام غیر
کیا مخاطب ہون مری وہ شور و افغان کیطرف

وان سراسر عفو ہین اور یان خطائین اے ظہیر
وان ترحم پر نظر یان جرم و عصیان کیطرف

دل دوڑتا ہے کیون نگہہ یار کیطرف
جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف

اوس چشم میگسار سے دلکو خدا بچائے
بدمست دشنہ ریز ہے ہشیار کی طرف

اک شوخ کفر کیش نے ایمان سے کہو دیا
گردن جہکی ہے حلقۂ زنار کیطرف

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے
اوٹھتے ہین پانو وادی پرخار کیطرف

لطف وصال خاک مین تمنے ملا دیا
ہے دمبدم نگہہ در و دیوار کیطرف

کیا ہو دم اخیر جو کعبے ادہر نہو
مونہہ پہر گیا تہا کوچۂ دلدار کیطرف

دیکھے نگاہ بہر کے ادہر غیر کیا مجال
آنکہین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر خستہ دل و زار کیطرف

ردیف قاف

نہ پوچھہ مجھسے مری جان ماجرای فراق
خدا دکہائے نہ دشمن کو صدمہای فراق

عذاب حشر سے بڑہ کر ہی کچہہ جفای فراق
وہ شام غم کی درازی وہ صدمہ ہای فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلای فراق | کہ ابتدای محبت ہے انتہای فراق
مزے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے | تمام عمر ہوا جو نہ آشنای فراق
فسانہ شب ہجران مین دن تمام ہوا | ہوئی جو شام تو سر پر ہے پھر بلای فراق
تمھارے ہجر مین ماتم سرا ہے کاشانہ | بلند ہے در و دیوار سے صدای فراق
سلام روز جزا کو ہے بند گوا اپنا | ملے گناہ محبت پہ گر سزای فراق
بجز وصال غریبی وصال یار کہان | سوای حسرت حرمان نہین دوای فراق
دہ گونہ گونہ تو ہم وہ رنگ رنگ کی شک | نہ پوچھ کچھ شب ہجران مین شغلہای فراق
نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یاور و غمخوار | ورای گوشۂ عزلت بجز بلای فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان
ملول و مضطر و ناکام و مبتلای فراق

ردیف کاف عربی

سوز غم گل کھلائے گا کبتک | داغ آنکھین دکھائیگا کبتک
سب کرشمے مری نظر مین ہین | تو نگاہین چرائے گا کبتک
حشر ہون مین نہ فتنۂ قامت | کوئی در سے اوٹھائیگا کبتک
کیا تصور ترا ہے پردہ نشین | دل مین آخر نہ آئے گا کبتک
غیر کا وعدۂ وصال نہین | مجھسے مونہہ تو چھپائیگا کبتک
آہ وہی ہے آرزو دل مین | خاک مین تو ملائے گا کبتک
غم ہجران نہین نصیحت گر | تو مری جان کھائیگا کبتک

ذکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرز مومن اڑائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیٔ حیا کب تک
دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک

مرگ ناکامی قضا کبتک
درد ہو درد کی دوا کبتک

شوخیٔ صبر آزما کب تک
ای تغافل منش حیا کبتک

کیا مرے بخت کی نحوست ہے
گردش چشم فتنہ زا کبتک

وان پہونچنا ہے اور پہونچنا ہے
شکوہ بخت نارسا کبتک

تم ملو غیر سے نہ مانونگا
ہے بہروسا مزاج کا کبتک

وعدۂ حشر اور ترا وعدہ
صبر اور صبر کی وفا کبتک

جانتی ہین ہون مجکو مرنی دے
مژدۂ وصل جانفزا کبتک

حیلۂ امتحان دل تاکی
وعدۂ صبر جان گزا کبتک

بتکدہ کچہہ در قبول نہین
یاس ناکامی دعا کبتک

درد اور درد بہی جدائی کا
ایسے بیمار کی دوا کبتک

تم سے نازک ہے کچہہ تمہاری خو
عہد کبتک کرے وفا کبتک

دیکہہ جاتے دے مجہکو غیر نہ دلا
طعنۂ آہ نارسا کبتک

ایک مین کیا عدو بہی ترے ہین
نگہہ لطف آشنا کبتک

کچہہ تعلق بہی ترا تصور ہے
لب تک آئیے نہ مدعا کبتک

دل مین جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بہی کہان تک
یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک

یہین ہوا اور نہین ملتا نشان تک
مکان سے ڈہونڈہ آیے لامکان تک

رسائی ہے محال اوس آستان تک
اوڑالین خاک اوڑانی ہو جہان تک

رسا ہون بخت بد اور پہر کہانتک
بہت دشواریان ہین یان سے وان تک

ذرا حرفِ طلب آیے زبان تک
مکان کیا ہم تو پہونچین لامکان تک

امیدِ کامرانی ہے فغان تک
فغان کی انتہا آخر کہان تک

جہان سے لے زیان ہو سود کیسا
امید سود ہوتی ہے زیان تک

زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی
سخن پر دے چکے ہم تو زبان تک

بلند آوازہ ہین وہ راز مخفی
نہ آیے جو زبانِ رازدان تک

تمنا اور پہر کسکی تمنا
کہ ہون بے ربطیان جسکی بیان تک

رہے یہہ زیرِ مشق شوق بیداد
نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک

ترے کوچے مین کیا سر پہوڑنا ہے
یہی کچہہ ہے زمین سے آسمان تک

پیامی سے ادا ہوگا نہ مطلب
اگر لیجایے وہ میری زبان تک

نہین کچہہ انتہای نامرادی
کہانتک آرزومندی کہانتک

نہین معلوم کچہہ آغاز و انجام
کہانسے آیے ہین جائین کہانتک

لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل
اوٹہے جاتے ہین پای ساربان تک

نہین اقرار کا بہی اب بہروسا
دہن مین لیچکے اونکی زبانتک

مآلِ امتحان کی کیا توقع
توقع کی ہے غایت امتحان تک

بہلا تم دیکہہ لو اقرار کرکے
نہ آیے گا نہ آیے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو
کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک

بس اب جینے مین ہے گھٹ کے مرنا
ہوای گلستان تھی گلستان تک

تری باتون سے ناصح پک گیا دل
سُنے جا بے کوئی کبتک کہان تک

یہ تم کیا ٹن رہے ہو مونہہ سے بولو
یہ سب کیا کہہ رہے ہین یان سے وان تک

اونہین در پر قدم رکھنا ہے دشوار
ہجومِ سجدہ ریزی ہے یہان تک

بھلا باندہا تو ہے ہاتھون کو ناصح
اوڑا دونگا قبا کی دھجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کھلکر رہیگا
ظہیر آخر چھپوگے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہوتے تک
موت کو لا کہہ بہانے ہین شفا ہوتے تک

باز ہے اپنی حقیقت کیطرف چشمِ حباب
نگران صورتِ دریا ہے فنا ہونے تک

کیا نہو جائینگے ہم ظلم و ستم کے عادی
چاہیے عمر اونہین مشقِ جفا ہوتے تک

نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کر لو مونہہ سے
کیا جیے جائین گے ہم وعدہ وفا ہونے تک

اللہ اللہ رے نیرنگِ جمالِ جانان
نگہہ شوق رہی باز فنا ہوتے تک

مہندی ملتے ہو نہین خونِ شہیدان کا خیال
دیکھنا رنگِ جہان رنگِ حنا ہوتے تک

صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع
زندگی بزم کی ہے تمسے جدا ہوتے تک

دیکھہ ای شوق تماشا نہ جھپک جای پلک
جلوۂ یار کہان چشم کے وا ہوتے تک

اوسکے کشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے
روز لو حشر نیا روزِ جزا ہوتے تک

ایک ہین چشمِ بصیرت مین حباب و دریا
ہے دوئی عالمِ وحدت مین فنا ہونے تک

مشکل آرام ہے بی ترکِ سخن رنگ ظہیر
فکرِ رسوائی ہے انگشت نما ہوتے تک

ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ور کی آگ
آگ اور اُلفتِ بشر کی آگ

شعلہ زن دل مین ہی جگر کی آگ
گہر مین اپنے لگی ہے گہر کی آگ

جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز
ہے وہ کافر تری نظر کی آگ

شوخیون سے تری زمانے مین
پہونک رکہی ہے شور و شر کی آگ

ہای رے تیری گرمیِ رفتار
خاک تک بہی ہے رہگذر کی آگ

لو شبِ وصل بہی تمام ہوئی
آسمان کو لگی سحر کی آگ

اور سوزِ جگر نے بہڑکائی
گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ

گرم جوشی تری معاذ اللہ
ہے بشر کے لیے سقر کی آگ

عشق کیا شے ہے حُسن ہی کیا چیز
کچھہ اِدہر کی ہے کچھہ اودہر کی آگ

کیون نہین ان بتون مین سوز و گداز
سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ

طورِ سینا بنا دیا دل کو
اُف رے کافر تری نظر کی آگ

لاکہہ کے گہر کو خاک کرتی ہے
ہے بُری عشقِ کینہ ور کی آگ

جس سے روشن ہے وادیِ ایمن
ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ

لب تک آتے ہین نالۂ پرسوز
اب خبر لے گی بام و در کی آگ

حُسن اور حُسن بہی شرارت خیز
آگ اور عشقِ فتنہ گر کی آگ

ہے بُری چیز عشقِ خانہ خراب
جابجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالے بچاۓ اس سے ظہیر
قہر ہے اُلفتِ بشر کی آگ

ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل
کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل
ای کاش دل ہی دل مین رہی مدعای دل

ہوتا نہین ہے کوئی بری وقت مین شریک
گر کچھ بٹائیے درد تو شاید بٹائیے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دلکو تہام کے مین ہای ہای دل

شغل شب فراق یہی ہے کہ رات بہر
کہتا ہون دلکے سامنے مین ماجرای دل

منقار عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین
یکبار دل کی ساتھہ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیواسطے
کافی ہین بہر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تونے کیا اوستم شعار
شایان جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری اب وہ بہی کہتے ہین
یارب یہ دلخراش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پہ لگکے کلیجے نکل پڑین
شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے
غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو
برعکس مدعا ہے مرا مدعای دل

مرتے ہین دردمند کی مرنے پہ اہل سوز
پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلاے
اپنی خوشی کسی پہ اگر آپڑے آپڑے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان سی کام ہے
ہے لب پہ وای وای جگر ہای ہای دل

ای شمع لطف سوز درون کچھہ اور ہے
پروانہ عمر بہر نہوا آشنای دل

ہم اور راہ منزل تسلیم یا نصیب
دیکھین گے دل کے ہاتھہ سے کچھہ دکھای دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق
مین اور سنگ و سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن اکیبار تو قصہ تمام ہو
ٹل جائیے کاش جان حزین پر بلای دل

اس تنگنای دہر مین فرصت قلیل ہے
شرح جفای دوست لکھون یا وفای دل

آئی ہے بوی سوز سخن سے تری ظہیر
مضمون جانگداز ہین سب نالہای دل

ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم
زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم

اوبجھے ہین کسکی زلف سی نادانیون مین ہم
خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم

کیون بہگیئے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم
ڈوبے رہے سہے بہی تن آسانیون مین ہم

بہرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان
برق طپان ہین شوق کی جولانیون مین ہم

تم محو دید آینہ آئینہ محو حسن
آئینہ سے بڑہے ہوے حیرانیون مین ہم

بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹھے شب فراق
ایسے پہنسے ہوی ہین گرانجانیون مین ہم

خود رفتگی ہے ذوق تصور مین رات دن
کہوئیے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم

محو تصور رخ دشمن ہمین تو ہین
حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم

وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا
اوبہرے کبہی نہ شوق کی جولانیون مین ہم

دل دیکے ای ظہیر کہین کے نہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اوبجہینگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم
بڑہ کر ہین گیسوؤن سے پریشانیون مین ہم

کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم
پونہچے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم

دیکہا مآل کار تماشای آینہ
حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم

شکوونسے وہ خجل ہین تو ہم پاس وضع سے
اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شبِ وصال
اس اضطراب پر نہین جولانیون مین ہم

انکھون سے دیکھتے ہین بدآموزی رقیب
گستاخ کیون ہوے تہی ادا او نہیونمین ہم

طولِ شبِ فراق مساوات ہوگیا
کتنے بڑے ہوے ہین گرانجانیونمین ہم

پائی کہین نجات نہ قیدِ حیات سے
آزاد ہوکے بہی رہے زندانیون مین ہم

اک اک سی انجمن مین جو پڑی پڑہی نگاہ
رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم

زیرِ نگاہ بہی ہین نظر سے گرے ہوے
مہمانیون مین اور ہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے ای ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
دیکھتے دلکش نہین گلشن مین ہم

ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم

گہر بنانا کوئی ہم سے سیکہہ جائے
خار ہین چشم و دلِ دشمن مین ہم

جب ہوے دنبالِ رو مثلِ غبار
اوڑ گیے اک جنبشِ دامن مین ہم

اپنے آنکھون مین کھٹکتے آپ ہین
خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم

زندگانی ہوگیین ناکامیان
مر رہے ہین حسرتِ مردن مین ہم

ہی بجھا جاتا ہے شامِ وصل مین
ہین چراغِ صبح کچہہ دامن مین ہم

سحر سے بڑہ کر ہے افسونِ جنون
کہپ گیے اوس چشمِ جادو فن مین ہم

نعشِ دشمن پر وہ آے اشکبار
نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم

جہانکنا کیسا وہین کے ہو رہے
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم

ہوش سے پہلے کسی پر غش ہوے
گہر مین ہین یا وادیِ ایمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے | جان پر کھیلا کیے بچپن مین ہم
دیکھتے ہین ہم تمہین تم اور کو | آئینہ ہین کیا کف دشمن مین ہم
کیا نہین کنج قفس مین فصل گل | خاک اوڑانے جائین کیون گلشن مین ہم
ہم جہان ہین اوس سی کوسون دور ہین | ہین مسافر کی طرح مسکن مین ہم
روشنی لیکر چراغ طور کی | کسکو ڈھونڈھے ہین وادی ایمن مین ہم
ضد سے تم آتے نہین تو ایکدن | مر رہین گے کوچۂ دشمن مین ہم
نقش پای غیر ہے یان خضر راہ | ہین تلاش جادۂ رہزن مین ہم
آتش گل سے بہڑکتے اور ہین | گنگکدہ مین ہین کہ ہین گلخن مین ہم

کیا بنا ہے طرز مومن ای ظہیر
طاق ہین لاریب اپنے فن مین ہم

گیسو سے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم | مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم
رکھتی ہے دلمین لاگ صبا اور صبا سے ہم | چلتی ہے ہم سے اوڑ کے ہوا اور ہوا سے ہم
رکھتے ہین دل مین بل خم ابروی یار سے | کیا سر پہ کھیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم
رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جھوک | رکھتی ہے چھیڑ چھاڑ بلا اور بلا سے ہم
تھوڑا علاج درد دل زار کر چکے | مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم
شوخی سے ایک جا تجھے دم بہر نہین قرار | بیچین تجہ سے تیری ادا اور ادا سے ہم
بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو | وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم
آرائشون سے کشتن عاشق مراد ہے | ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم
ایسے وصال مین بہی ہوسے وہ نہ بیحجاب | لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شبِ فراق نہ بالین کے متصل
بیزار کس قدر ہے قضا او رقضا سے ہم

کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے
تنگ آ گئی ہے تمسے حیا او رحیا سے ہم

یارب مآلِ رنجش باہم بخیر ہو
بیٹھے ہوے ہین وہ بھی خفا او رخفا سی ہم

ہے تنگیِ دہن یہ تکلم بھی شگفتہ
ہے کامیاب لب سے صدا او رصدا سی ہم

یہہ سب ستم کیے ہین تمہارے حجاب نے
جلتی ہے ہمسے بچ کے حیا او رحیا سی ہم

کس مونہہ سے ہاتہہ اوٹھائین فلک کیطرف ظہیر
مایوس ہے اثر سے دعا او ردعا سے ہم

کرتے ہین کیسی رشک کی باتین صبا سی ہم
لڑتے ہین ہجر یار مین جلتی ہوا سے ہم

ملتے ہین اس جفا پہ جو اوس بیوفا سی ہم
مجبور ہو گیے ہین دلِ مبتلا سے ہم

مایوس وصل یار کی ہون کیون دعا سی ہم
بندون سے مانگتے ہین نہ مانگین خدا سی ہم

کس درجہ صاف دل ہین کہ رشک رقیب سے
کرتے ہین شکوہ اوس بتِ ناآشنا سے ہم

سُننی پڑی ہین گو کہانی رقیب کی
کہنے گئے تھے حالِ دل اوس بیوفا سے ہم

اُلفت ہے تمسے اور رقابت جہان سے
ناآشنای محض ہین ہر آشنا سے ہم

کن کن مصیبتون سے بسر کی شبِ فراق
لڑتے ہین ہجر یار مین کشتی قضا سی ہم

دیکھین نہ بیٹھتے اوسے دشمن کی گود مین
مل جائین کاش خاک مین یارب بلا سی ہم

دو چار شب تو صبح نہونے دے ای فلک
لاتے ہین اونکو دام مین کس التجا سے ہم

بولو خدا کو مان کے بس ہولیا حجاب
گھٹ گھٹ کے مرنہ جائین تمہاری حیا سی ہم

دنیا مین گر وصال نہوگا تو حشر مین
مانگینگے بدلے جور کے تمکو خدا سے ہم

کسنے ظہیر آج سنا دی وصال کی
باہر ہین کچہہ نشاط مین اپنی قبا سی ہم

ردیف النون

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کہ نلنی حق ستاتی ہین
اوسیکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین

اوٹھائی چشم ظاہر بین نگاہ حق نگر دیکہ
اوسے اعلےٰ بناتے ہین جسے جلوے دکہاتی ہین

یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی ناچیز مٹی کو
فلک سے جو نہین اوٹھتا اوسے انسان اوٹھاتی ہین

کوئی پائی تو کیا پایے نشانِ منزلِ مقصد
جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسے رستہ بتاتی ہین

ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہِ لطف ہوتی ہے
سر تسلیم مقتل مین وہی پہلے جہکاتے ہین

ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کی ہو رہین شاید
درِ دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین

تماشے سے تماشی ہین نمایشگاہ حیرت مین
زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتی ہین

اونہین دیکھے تو دیکھے اور کسکو دیکہہ سکتا ہے
نگاہین چہین لیتے ہین نظر جس سے ملاتی ہین

اونہین مدِ نظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے
وہ جلوے جب دکہاتی ہین تو سودے اوٹھاتی ہین

یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سے کچھہ مطلب
کسی در کا نہین رکہتی وہ جب در پر بلاتے ہین

جداگانہ مزہ ہے کچھہ جراحت سے جراحت کا
دہان زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین

متاعِ درد و غم لی ہے بہت کچھہ جان کہو کہو کر
حلاوت زندگانی کی ترے رنجور پاتے ہین

تمہارے سوز الفت نے عجب الماس ریزی کی
جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر بہر اشک آنکھون مین آتی ہین

غرض کیا دوست دشمن سے کہ وان نگہہ نوازی ہے
اسی در سے اوٹھاتی ہین اوسی گہر سے بلاتی ہین

وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا
وہین ہے طور ایمن وہ جہان جلوہ دکہاتی ہین

ہماری سعی لا حاصل ہماری جستجو باطل
ادہر کچھہ ہٹتے آتے ہین قدم جتنے بڑہاتی ہین

بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے
اودہر سے لو لگاتے ہین ادہر سے دل اوٹہاتی ہین

یہان غفلت شعاری ہے وہان آمرزگاری ہے
وہ ہمکو یاد رکہتے ہین ہم اونکو بہول جاتی ہین

اسے دیکھین اوسے دیکھین ادہر دیکھین اودہر دیکھین
وہ سو سو بہیس مین چہپ چہپ کے اپنے کو دکہاتی ہین

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا
یہ تہوڑا ہے تڑپکر خاک پر خون مین نہاتی ہین

گوارا کب ہی کوئی دوست مین دشمن بہی ساتہہ آئے
برنگِ نقشِ پا ہم نقشِ ہستی کو مٹاتے ہین

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے
ہم اپنے کو نہین پاتے جب اونکو دیکہہ پاتے ہین

بہت دن خاک اوڑائی زہد کی مسجد مین ہم ابتو
خدا کا نام لیکر جامِ مے مونہہ سی لگاتے ہین

بڑے کچہہ ظرف رکہتے ہین یہ رندانِ خراباتی
کہ زاہد بے مے و شاہد یونہین ہو حق مچاتے ہین

اگر گوشِ نظر ہو تو یہین دیکہو یہین سن لو
یہ غنچے مسکراتے ہین یہ بلبل چہچہاتے ہین

ظہیر ایسے ہوے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اوڑاتے ہین

برتر اس آستان سے کوئی آستان نہین
یہ سرزمین ہے وہ کہ جہان آسمان نہین

ٹوٹے ہین پای شوق تو کیون جان بروان نہین
اس راہ مین تو جان سی جانبازیان نہین

سمسا تو راز حق کا کوئی راز دان نہین
تم وان جلیس ہو کہ فرشتہ جہان نہین

اوس آستان کی ناصیہ سائی محال ہے
قدسی نگاہبان ہین اگر پاسبان نہین

روح القدس بہی زمزمہ پرداز نعت ہین
کیونکر کہون کہ وہ مرے ہمداستان نہین

دروازہ بہشت یہ کیون ڈہونڈہنے کو جائین
کیا قاسم بہشت کا یان آستان نہین

مجہہ سے بہی تو سوال کرینگے بہلا نکیر
بہر جواب کیا مرے مونہہ مین زبان نہین

رنجور دردِ ہجر ترا ہون زہے نصیب
ناشادمان ہون وہ کہ کوئی شادمان نہین

سب قافلون کے قافلہ سالار ہین حضور
اس کاروان کے بعد کوئی کاروان نہین

اس قرب اختصاص پہ یہ کچہہ فروتنی
وان تک رسا ہو تم کہ مکین ہی مکان نہین

یثرب کے دیکھو عیش محل جناب خضر
کچھہ تمکو لطف زندگی جاودان نہین

اولٹا ہوا ہے روی دل آرا سے اب نقاب
ای ہیچمدان شوق کہان ہو کہان نہین

تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہہ خیال ہے
شایان جلوہ گاہ مکین یہہ مکان نہین

تمنے رہِ خدا مین کیے نذر نور عین
اس سے سوا جہان مین کوئی ارمغان نہین

مجھہ سے سیاہ کار کو مہانیے بہشت
تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین

حضرت کی نعتِ پاک لکہی بہی تو کیا لکہی
یہ تو بیان حق ہے ہمارا بیان نہین

مین اور ثنا طراز ترا ہون غلط غلط
یہ تو لسانِ غیب ہے میری زبان نہین

کیا کہہ رہے ہین یہ فتدلی کے رمز سے
الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہی وہان نہین

اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار
رحمت کے بحر مین لب گوہر فشان نہین

اس خاکدان سے تا بسراپردۂ جلال
حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہی کہان نہین

ای شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتہہ ساتہہ
ہمراہ کیا مرے مری حسرت روان نہین

مولا بس اپنے پاس بُلا لو ظہیر کو
شایانِ درد ہجر دلِ ناتوان نہین

راحت پسند شوخی دور زمان نہین
تم مہربان ہوے تو فلک مہربان نہین

خاطر مین کچھہ نشیب و فراز جہان نہین
اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین

ادنی ستم ہی درخور ایثار جان نہین
ایسے پہ جان جایے تو اپنا زیان نہین

کس مونہہ سے یہ کہون کہ تری شوخیان نہین
اتنا تو دشمنی مین نہین آسمان نہین

مشکل ہے ای فلک مری نالونکی روک تہام
نے کی نوا نہین ہے جرس کی فغان نہین

بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمن وصال
ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین

آتے مرے اونہین ہی سوال و جواب کے
قاصد کے مونہہ مین ہا ہی ہماری زبان نہین

امید رسے تند خو تری نازک مزاجیان
دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

راہِ وفا مین غیر نے رکھے نہین قدم
کوچے مین اوسکے ایک بہی ثابت نشان نہین

مجہہ کو بہی اب تو غیر سے ہین بدگمانیان
یہ کیا ہوا کہ تجہہ کو سر امتحان نہین

طعنون مین وصل غیر کے اب کچہہ مزہ نہین
بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی نے نہ دیا وقت بد مین ساتہہ
قاصد کے ساتہہ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچہہ گلۂ دوستی کرون
مین دیکہتا ہون غیر بہی کچہہ شادمان نہین

آزاد ہو کے دام سے جائین کہان اسیر
اتنے رہے ہین دور کہ یاد آشیان نہین

بیمہرئ فلک سے ہراسان ہے کیون ظہیر
کیا اسکا نے فضل خدائی جہان نہین

حال آنکہ حال غیر کسی پر نہان نہین
اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین
مین بدگمانیون سے جہان ہون وہان نہین

یا وہ نہین کہ حال عدو کچہہ نہان نہین
آخر تو رازدان بہی کوئی غیب دان نہین

ہوتی ہے قدر نعمتِ راحت بقدرِ رنج
الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجہسے ہی کیون نہ پوچہیے میری برائیان
مجہہ سے سوا تو غیر مرا رازدان نہین

ہم بہی خلاف وضع گوارا کرین اگر
کچہہ ہم مین اور غیر مین تشخیص دان نہین

پیشِ رقیب حال ہمارا نہ پوچہنا
دیکہو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب
جب ہم نہین ہماری طرف سے جہان نہین

کچہہ ناگوار خاطر دشمن نہین ہے اب
ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے اوسی کو بیٹہے کچہہ کچہہ برا بہلا
کمبخت زود رنج بہی تو رازدان نہین

اونکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک
ایک ہم نہین تو کچہہ بہی نزاعِ جہان نہین

اندازۂ غرور و ستم ہے بقدرِ شوق
یان ولولے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین رشک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تیری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بہی ابتو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بہی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون شکایت مین ذکر جور
پہر تم کہوگے مجہہ سے کہ مین بدگمان نہین

عاشق نہ کم شکیب نہ غماز رازدان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پہر کچہہ نہان نہین

کیا کچہہ نہین ہے اس لب جادو نواز مین
اک وعدۂ وصال یہ دہن مین زبان نہین

ناکامئ فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکہنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے شک کے الزام بند گو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے حسن وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا بس امتحان نہین

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مرنیوالے بہی کہین مرکے جیا کرتے ہین

شکوۂ جور سے کچہہ شرم سوا کرتے ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بہی جفا کرتے ہین

مجہہ سے بہری دشمن کے گلے ہین اونکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین

مین وہ بیدرد ہی خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے یہ پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجہے اوٹہنا دشوار
کہ اوٹہانے کو مری حشر اوٹہا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہوکر
مدعی بہی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

نازنین ہو تمہین کب کشتن عاشق کا دماغ
جو ستم تمسے نہو نازو ادا کرتے ہین

صبر بنکر کہین بیٹہے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بہی آتے ہین عدو کی ہمراہ
بدگمانی کیطرح دل مین پہرا کرتے ہین

پہرتے رہتے ہین جو دلمین تری قد کی فتنے
اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹہا کرتے ہین

لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی ظہیر
ہمنے دیکہا تو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ دکہا بہی سکون
مجہہ سے چہپتے ہین وہ اتنا کہ چہپا بہی نسکون

دل کو آزار لگا وہ کہ چہپا بہی نہ سکون
پردہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک
بات بہی کیا غم دل ہے کہ سنا بہی نسکون

زخم کیا تیغ زبان کے ہی ہین تلوار کے گہاؤ
دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کہا بہی نسکون

سب بے جگہ آنکہہ لڑی دیکہیے کیا ہوتا ہے
آپ جا بہی نہ سکون اون کو بلا بہی نسکون

پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج
چارہ گر رہا تہہ اوڑا دے کہ لگا بہی نہ سکون

غیر بہی ساتہہ تمہارے ہین نظر مین پہرتے
رشک ہے یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

دل پہ کچہہ ایسی بنی ہی نہین بنتی کچہہ بہی
سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹہا بہی نسکون

وہ دم نزع مرے پہر عیادت آئیے
حال کب پوچہتے ہین جبکہ سُنا بہی نہ سکون

نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے
یاد ہین یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون

کاش آجاے مجہے موت کہ جہگڑا ہی مٹے
تم بُلا بہی نہ سکو اور مین آ بہی نہ سکون

ناصحو فرض کیا وان ہے رسائی دشوار
کیا مرے ہاتہہ مین دل بہی کہ لگا بہی نسکون

کچہہ مزہ تہا غم پنہان مین سو وہ بہی نہ رہا
زہر ہے زہر غم رشک کہ کہا بہی نہ سکون

دو قدم کے لیے اے ضعف ذرا یا تو نہ توڑ
سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹہا بہی نہ سکون

یاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی
درد کیا شکوہ ہی اونکا کہ سنا بہی نہ سکون

زندگی بہی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین
موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بہی نہ سکون

آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکہین مجہہ کو
مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بہی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے جان مین لاؤن کیونکر — کب وہ آئے کہ اونہین ہاتھ لگا بھی نسکون
مجھہ کو ظالم تری بے حوصلگی نے مارا — زخم کچھہ درد نہین ہے کہ کہا بھی نسکون

شرم عصیان نے جھکایا مری گردن کو ظہیر — بوجھہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی نسکون

دل ہی کہین لگائی کیون دم پہ بنی بنائی کیون — تاب ستم اگر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون
لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی پہ جائی کیون — اپنی پہ اپنا بس نہین اور کے سر لگایے کیون
دشمن جان ادا سہی ناز نہین جفا سہی — ہم ہی نہون جو باوفا کوئی ہمین ستائی کیون
حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے — جان پہ جب آبنی سر پہ ستم اوٹھائی کیون
پردہ سہی خود نمائیان خلق سے لن ترانیان — سامنے آنہ جایے کیون شوق کوئی بڑھائی کیون
مجھہ کو گمان بھی ہان وہ خرام ناز ہے — گھر سے قاعدہ بڑھائی کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون
پھر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا — شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے مونھہ چھپائی کیون
حسن و ادا ای آدمی حور نہین پری نہین — تم ہی کہو کہ پھر کہین دل ہی تو ہے نہ آئی کیون
لطف وصال اور ہم خواب ہی یا خیال ہے — اپنے پہ آپ دمبدم شک مجھی نہ آئی کیون
راز کھلا حجاب سے پردہ اوٹھا نقاب سے — جسکو خدا نہ شرم دے شرم سے مونھہ چھپائی کیون
تمسے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین پُرجفا — چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین ستائی کیون
کاوش زخم دلکشا تلخی مرگ جانفزا — درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کھایے کیون
یہ تو شب وصال ہے ہائے کدھر خیال ہے — مین بھی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون
طرز سخن مین ہے سخن تیغ نہین سنان نہین — تاب جواب گر نہو کوئی ہمین ستایے کیون
ای وہ بیان حال غیر وصف نہین گلہ سہی — ہم ہین کہان کے رازدان کوئی ہمین سنائی کیون
سمجھے ہوی ہین آپ کو ہم ہی کچھہ اپنے زعم مین — اوسکو کہان کی دوستی اور ہمین بلایے کیون
ضد مین ملے جو غیر سے اوسکو وفا سے بحث کیا — ہو جو مجھی سے دشمنی غیر کو آزمایے کیون

مجھکو سر گلہ نہ تھا ذکر گذشتہ کیون کیا	یاس زبان جیسی نہو بات زبان پہ لائی کیون
واہ یہ کسر عز و شان اور ظہیر با صفات	جسکو ہو پاس آبرو بزم مین اوسکی جائی کیون
ہم نہین ہین رند قدح خوار بھی نہین	مل جائے مفت کی تو مجھے انکار بھی نہین
تقوی اگر نہین ہے تو اظہار بھی نہین	زاہد تری طرح سے ریاکار بھی نہین
سو بات کا جواب ہے وان ایک خامشی	انکار گر نہین ہے تو اقرار بھی نہین
کیا کیا ہین خار دشت تھے کیسے ہوے	دست جنون سے جسم پہ یان تار بھی نہین
واعظ عبا مری جو می آلودہ ہے تو ہو	آخر کسیکا جبہ و دستار بھی نہین
ہے بیخودی مری مرے ایمان کی راہبر	کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بھی نہین
آتا ہے گر تو شوق سے آجا وہی حجاب	آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بھی نہین
ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے	یان جیب و آستین مین رہا تار بھی نہین
اللہ رے بیکسی مرے بالین کے متصل	وہ کیا نہین کہ سایۂ دیوار بھی نہین
یان دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایک سو	یعنی مرے وہ درپے آزار بھی نہین
چاک دل حزین کو سیئے خاک چارہ گر	تن پر مرے کفن کے لیے تار بھی نہین
ضد ہے اگر وفا سے تو اچھا جفا سہی	دلدار کیا کہ تم تو دل آزار بھی نہین
ابتک بھی آپکو ہین وہی بدگمانیان	یان شکوہ کیا کہ طاقت گفتار بھی نہین
اچھی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان	موسی نہین کہ جلوۂ دیدار بھی نہین
نالون سے ادعای جگرداری رقیب	ایسے تو آپ کے در و دیوار بھی نہین
کیا کیا سبک کیا دل بیتاب نے مجھے	اتنا تو بار خاطر اغیار بھی نہین
ہر چند تمسے قطع تعلق بعید ہے	کیا سر کے واسطے مری تلوار بھی نہین
ہین مشرب ریا سے بہت دور ہون ظہیر	تسبیح گر نہین ہے تو زنار بھی نہین
نہ سہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین	غیر کا ہاتھ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذتِ جوشِ جنون کچھہ تنِ عریان مین نہین
خار دامان مین نہین چاک گریبان نہین

مجھہ سے ناکام تمنا نہین دوران مین نہین
گل تو گل خار بھی اوبھا مری دامان مین نہین

چین جو ہجر مین ہے پہلوئے جانان مین نہین
کہ نہین صبح کا دھڑکا شبِ ہجران مین نہین

بل ہین وہ بل ترے دلمین کہ عیاذاً باللہ
خمِ ابرو مین نہین کاکلِ پیچان مین نہین

یا خدا اور بھی عمرِ شبِ ہجران ہو دراز
بیم اندوہ سحر کچھہ دلِ نالان مین نہین

اشک بن بن کے دل خون شدہ نکلا شاید
اپنے پہلو مین نہین آپ کے پیکان مین نہین

اوس جفاجو کے لیے صبح کہان سے لائین
دل پرکین مین نہین نرگسِ فتان مین نہین

مدعا یہہ ہے کہ اسکو بھی ستایے جائین
چھیڑ کچھہ اسکے سوا کاوشِ پنہان مین نہین

چشمِ دربان کے لیے خواب کہانسے لاؤن
نیند کا ذکر بھی اپنی شبِ ہجران مین نہین

دل سے اونے چھوڑی نہین دشمن کیلیے کوئی خلش
نوکِ مژگان مین نہین آپ کی پیکان مین نہین

جو نہ دیکھا ہو وہ آئینۂ دل مین دیکھو
کون سی شی ہے جو اس منزلِ ویران مین نہین

رخنہ گر ہین مرے سینہ مین عدو کی چھڑین
دل مین وہ تیر لگے جو تری مژگان مین نہین

چشمِ بیدار جو دونون کو ملی تھی تو کیون
بختِ خوابیدہ مرا قسمتِ دربان مین نہین

جنس وہ ہون کہ جو آنکھون سے گرا ہون سبکے
قطرۂ اشک ہون اور دامنِ مژگان مین نہین

دل کے ٹکڑے چلے آتے ہین کھنچے تیر کے ساتھہ
پھر کھوسے گی کہ کشش ناوکِ مژگان مین نہین

نہ نبھیگی نہ نبھیگی کہ کہین رنگِ وفا
غیر کے دل مین نہین آپکی پیمان مین نہین

مظہرِ ذات بھی اصنام کو سمجھے ہو ظہیر
اور کہتے ہو خلل پھر مرے ایمان مین نہین

حال دل مین نہین اور دل تنِ بیجان مین نہین
تم نہین پاس تو کچھہ بھی شبِ ہجران مین نہین

جو تماشا مری دل مین ہے گلستان مین نہین
پھول جو اپنی نظر مین ہین وہ دامان مین نہین

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگِ جان مین نہین
ایک کانٹا بھی کھٹکنے کو بیابان مین نہین

گریہ کسطرح سے کہہ دون مری نقصان مین نہین
خاک تک ڈالنے کو چشمِ نگہبان مین نہین

دل و جان کچھہ ہی نہین تم جو دل و جان مین نہین
پھول گلدان مین نہین شمع شبستان مین نہین

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پریشان کتنے
کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگس فتان نے دکھائے
ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دورانمین نہین

نہ ملا کچھہ نہ ملا لطف جگر کاوی کا
ایک بھی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لب زخم جگر مین موجود
جو تبسم کہ تمہارے لب خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک ہین ہم ہیچ ہے سب بود و نمود
آپ پہلو مین نہین جان تن بیجان مین نہین

ہے مرا فکر اسیری اوسے ہون جسکا اسیر
مجکو زندان مین ہے جو چین گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی ہے تری رنجش آمیز
نیش نشتر ہے تبسم لب خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچھہ بھی لگاو
دیکھہ لین تا کفن کو بھی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دل عاشق کے لیے
یون تو کیا کچھہ ترے لعل لب خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسو [illegible]
فرق اب تک تو مرے حال پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان تجھہ سا
اور کچھہ غیر کو حاصل مری نقصان مین نہین

واہی تقدیر ترے بند قبا مین پڑ جائے
وہ گرہ جو کہ ترے کاکل پیچان مین نہین

ہٹ گئی غیر کی جانب سے نگہ [illegible]
ورنہ کیون لذت کاوش تری پیکان مین نہین

[illegible] تری خو مین ہے زبان مین لرزش
بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال
ہون مین اسطرح کہ ہونا مرا امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبل شیراز ظہیر
دہوم کیا اسکی فصیحان صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہماری پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین
برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہمرنگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین
رہے دنیا مین نادان سبکو دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین بنکر ترے کوچے سے ہم نکلے
مرادین دلکی بر آئین تمنا اسکو کہتے ہین

کہے جاؤن سنے جاؤ حیا تمکو نہ کچھ مجھکو
تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

گلے مل مل کے عاشق سے جلا دو حسرت مردہ
زبان خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین

بھلی لگتی ہے کچھ جسکو تمھاری کج ادائی جا
برے ہوکر بھی تم اچھے ہو اچھا اسکو کہتے ہین

بشر کی مرگ و پیدایش کے بھی دو دن معین ہین
مگر اہل فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین

وہ آئینہ کو تکتے ہین ادہین تصویر آئینہ
تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

پڑے ہین حسن کے پرتو جو کچھ سینے پہ عاشق کے
تجلی اسکو اور برق تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جاے خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جانسپاری نہین
ہمین زندگی اپنی بھاری نہین

ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین
نہ کہنا کہ الفت تمھاری نہین

چمن کیا فلک تک اوڑا دی ہوین
دم سرد باد بہاری نہین

وہان یاس و حرمان سے کام آپڑا
پذیرائی آہ و زاری نہین

مجھے بس ہے اے شیخ تردامنی
نہین لاف پرہیزگاری نہین

رہے غیر بھی اوسنے ناکام وصل
بس اب لطف امیدواری نہین

ہمین اپنے گریے سے نادم ہوے
تمہین غیر سے شرمساری نہین

خلشگر رہے دل مین خار الم
ہمین ذوق امیدواری نہین

نگاہون نے کیا دلمین گھر کر لیا
کہ پہلی سی اب بیقراری نہین

بھلا تم تو اپنی ہنسی روک لو
مرے بس مین تو اشکباری نہین

گرانجانیون کے ہین دن کاٹنے | یہ کچھہ نزع کی دم شماری نہین
گلی سے تمہاری اوٹہا لیچلے | مری نعش غیرون پہ بہاری نہین
مرا جذب دل ہے تغافل اثر | نگہہ کا کوئی زخم کاری نہین
تمہین اس کدورت پہ اتنا غرور | مجہے نازش خاکساری نہین
گلے لب پہ آتے ہین بیساختہ | یہ باتین مری اختیاری نہین
چھپانے لگا مونہہ وہ پردہ نشین | بس اب کچھہ ہمین پردہ داری نہین
دل مضطرب نذر کاہش ہوا | وہ اگلی سی اب بیقراری نہین
نگاہین محبت کی خونریز ہین | تری دوستی دوستداری نہین
ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو | تری کون سی بات پیاری نہین

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوے
بس اب طاقت دینداری نہین

داغ ہون درد ہون حسرت ہون تمنا ہون مین | ہون مین جس رنگ مین اوس ڈہنگ مین اچہا ہون مین
کب کسی اور کی آنکہ مین سماتا ہون مین | اپنے دلمین بہی ہون تو داغ تمنا ہون مین
سر پہ آتی ہے شب ہجر قیامت کرتی | اے اجل تو ہی چلی آ کہ اکیلا ہون مین
وہ نہ آئین تو نہ آئین یہ نہ ہوگا مجہہ سے | ایک شب کے لیے ممنون قضا کا ہون مین
کچھہ شب قبر سے بدتر ہے عذاب ہجران | زندہ در گور ہون مرتا ہون نہ جیتا ہون مین
سو بہلائی کی بہلائی ہے برائی میری | لاکہہ اچہون کا ہون اچہا کہ تمہارا ہون مین

کل تو آیے سے تہے ظہیر آپ خدا کے گہر مین
آج کہتے ہو کہ پہر دیر کو جاتا ہون مین

تعلق سے وارستہ انسان نہین
گلوگیر کسکا گریبان نہین

کسے دل لگانے کا ارمان نہین
مگر عاشقی کار طفلان نہین

بہت دور پہنچا ہے دست جنون
گریبان ہے دامان جو دامان نہین

جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق
جہان پرسش کفر و ایمان نہین

ترا گرم ہے جب سے بازار حسن
کہین شہرۂ ماہ کنعان نہین

فلک کو پسند آئے یہ تفرقے
ملے کوئی انسان سے انسان نہین

تمہین تم ہو دل مین ہمارے سوا
کوئی میزبان کوئی مہمان نہین

خدا کی خدائی مین سب چیز ہے
مگر داد خون شہیدان نہین

نہین کون سا درد درمان پذیر
مرا درد محتاج درمان نہین

کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر
بجز حسرت و یاس و حرمان نہین

ہزار آفرین تیری جرأت کو دل
پریشان ہے جتنا پشیمان نہین

کرون سر فدائی رہ دوستان
مگر لذت سنگ طفلان نہین

مری تیرہ بختی نے مارا مجھے
خطاوار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور فکر غزل
جز ایمائی داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن و عشق کی آثار ہوتے ہین
نگہ سے پردہ پردہ جلوۂ دیدار ہوتے ہین

کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھ بار ہوتے ہین
ہمارے مدعا سہل ہی دشوار ہوتے ہین

یہ شوخی ہے کہ ہر ہر بات پر انکار ہوتے ہین
مگر انکار کے پردے مین کچھ اقرار ہوتے ہین

یہ عذر بیدہانی کیون دم گفتار ہوتے ہین
کہ پیدا مطلب عاشق کے اب اقرار ہوتے ہین

تبسم ریز کچھہ کچھہ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہہ سے جانب اغیار ہوتی ہین

وفای عہد پر کس مونہہ سے اب انکار ہوتے ہین
لب راحت فزا اب کیون جراحت بار ہوتی ہین

غضب کچھہ انقلاب کافر و دیندار ہوتے ہین
یہ کیسے شعبدے اس نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابہی انکار ہوتے ہین ابہی اقرار ہوتی ہین

بنے ہین مدعای دل خدنگ دلنشین اونکے
کہ دل ہی دل مین کچھہ گویا لب سوفار ہوتی ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹھوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی پردے مین دشمن پر
نگہہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتی ہین

وصال اونسے اگر ہوتا تو درد ہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہی دردور ہی قسمت
مسیحا پر بہی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

دم رفتار تم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادہر مجروح ہوتے ہین اودہر افگار ہوتی ہین

نگہہ سے تا نگہہ حائل حیا کی لاکہہ پردے ہین
وہ پیش چشم بہی آکر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سمجھے ہو کہ اپنا مونہہ چھپاتی ہو
ستم بہی کیا تمہاری جلوۂ دیدار ہوتی ہین

نگہہ سے ہر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم پر کیا ستم اس نرگس میخوار ہوتی ہین

ترا تمکین سے کہنچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بہی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سہی کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتی ہین

ستمگار ونکی دلجوئی بہی عیار ونکی گہاتین ہین
یہ کسکے دست نبتی ہین یہ کسکے یار ہوتی ہین

نقاب اوٹھی تو کیا دیکہین نہ اوٹھی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھہ حلقۂ آغوش سے ان کو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمہارے عہد بن بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتی ہین

قیامت مین بہی کیا بجلی گریگی بے نصیبون پر	یہان ایک ایک سی جو وعدہ دیدار ہوتی ہین
عجب کیا ہی اگر مرتی ہین تم پر اور نہین مرتے	کہ اکثر کارہای سہل بہی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتی ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین	سب جیتے جی دل کی کدورت مین دبا دیتے ہین
اونکے آنے کی جو احباب سنا دیتے ہین	ہم تری جان کو ای چرخ دعا دیتے ہین
تلخ شکوے لب شیرین سے مزہ دیتے ہین	گہولکر شہد مین وہ زہر ملا دیتے ہین
مژدہ وصل کے بدلے مجہے ہر شب احباب	شام سے سورہ یسین سنا دیتے ہین
یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار	اور کچہہ لوگ بہی دیوانہ بنا دیتے ہین
اوس پریوش سے ملا دو مجہے ای حضرت شیخ	آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین
قہر و بیداد یہ ہین شکر و دعا کے خواہان	داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین
عرض مطلب نہ سہی وجہ خموشی ہی سہی	کچہہ نہ کچہہ وہ مجہے الزام لگا دیتے ہین
کیا غضب ہے گلہ غیر کرون یا نکرون	وہ تو پہلے ہی ادہر کان لگا دیتے ہین
اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹہانا منظور	مدعی کو مرے پہلو مین بٹہا دیتے ہین
کیا ہی خوش ہون کہ عدو پر ہی دل آیا اونکا	جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑہ دو نہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہوکے کچہہ ایسی وہ سنا دیتے ہین	کہتے کہتے مجہے مطلب کی بہلا دیتے ہین
اشک آنکہون سے بہا کر وہ دکہا دیتے ہین	اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہین اہل وفا دیتے ہین
مجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہین

یہہ تو مانا کہ وہ بدخو ہے دل آزار بہی ہے
اور کچھہ حضرت ناصح بہی بنا دیتے ہین

شاد مان ہون کہ وفا غیر کی قسمت مین نہین
حوصلے وہ تو ستم کرکے بڑہا دیتے ہین

نامہ بر ہے نہ پیامی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہین

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہین رو تون کو ہنسا دیتے ہین

غم دیا درد دیا نالۂ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہین

کچھہ وہی عاشق مضطر پہ ستم کرتے ہین
یہہ حسینون کو جو انداز و ادا دیتے ہین

بخت خفتہ بہی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوے فتنون کو جگا دیتے ہین

چشم حق بین سے حسینوان کو نظر کر زاہد
یہ وہ بندے ہین خدا سے جو ملا دیتے ہین

شعلہ رویون کی محبت سے بچائی اللہ
یہ وہ کافر ہین کہ جیتون کو جلا دیتے ہین

نالہاے دل اغیار کے صدقے جاؤن
تمسے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہین

اے ظہیر اوسنے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون مین اوڑا دیتے ہین

وہ تشفی سے سوا آگ لگا دیتے ہین
آتش شوق کو کچھہ اور بڑہا دیتے ہین

کوستے وہ ہمین ہم اونکو دعا دیتے ہین
ہم تو کیا دیتے ہین اور وہ ہمین کیا دیتے ہین

وہ جو گھبرا کے کبھی پردہ اوٹھا دیتے ہین
مجھکو جلون کیطرح در پہ گرا دیتے ہین

واہی قسمت وہ شب وعدہ اگر ہون بیدار
یا ہی قاصد کو مرے بخت سلا دیتے ہین

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کو اوڑا دیتے ہین

تم تو سہوًا بہی مجھے یاد نہین کرتے ہو
غیر کہہ کہکے برا یاد دلا دیتے ہین

پردہ اوٹھے کہ نہ اوٹھے مگر اے پردہ نشین
آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
بات تک مونھ سے نکلتی نہین اب کشتۂ کد
یاد ہین جور قیامت کے پرنیا دون کو
آتے جاتے نہین کمبخت پیامی اون تک

آج ہم رسم تکلف کو اوٹھا دیتے ہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین
سرمگین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین
دل کے ٹوٹے ہوئے ٹکڑونکو ملا دیتے ہین
جھوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

وائی تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ کر ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی بھی ہجر کہ آتی قضا نہین
گو اوسنے ضد سے وعدۂ دشمن وفا کیا
آنے دو پند گو کو بھی مشغلہ سہی
اک چھیڑ وصل مین ہی ستانیکے واسطے

یا وعدۂ وصال کہ ہوتا وفا نہین
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین
مدت سے ذکر دوست بھی ہمنے سنا نہین
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تھے تم تو زیست کا دم بھرا نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گھر مین
نہ تھمتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
مرے قتل پر آپ کیا باندھتے ہین
تمہین دو قدم چل کے جھگڑا مٹا دو
سکتے ہون خط کے لفافے سے قاصد
لپٹ کر گلے سے یہ جھگڑے مٹا دو

قیامت کے سامان ہین اپنی نظر مین
ستم سہہ رہے جا کے دشمن کے گھر مین
گمان کے سوا کیا دھرا ہی کمر مین
بہت منکر حشر ہین رہگذر مین
مجھی کو لیے چل نہ رکھہ کر کمر مین
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

تمہین مہربان ہوکے مل لو تو مل لو
تمہاری محبت نے ہمکو دکھایے

یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین
تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بھر مین

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پھیر کھایے رہ راہبر مین

یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین
کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہون مین

نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہون مین
غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین

دل شکستہ ہون یا جنس ناروا ہون مین
کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہون مین

فغان درد ہون یا نالۂ رسا ہون مین
شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہون مین

یہ کس امید طبیعت سے آشنا ہون مین
کہ اپنے سایہ سے خود دور بھاگتا ہون مین

حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہون مین
غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہون مین

خوشی ہی سبکو مری بزم سے نکلنے کی
کسی کے دلکی تمنا نہ مدعا ہون مین

تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا
تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہون مین

تری نگہ سے گرا ہون اوٹھائی کون مجھے
بندھے کسیکے نہ باندھی سی وہ ہوا ہون مین

شب وصال کی ولگر میونگی تاب کہان
کہ سوز ہجر سے پہلے ہی جل رہا ہون مین

تمہاری بزم مین گو کچھ نہین ہون لیکن پھر
نگاہ غیر مین لطف ستم نما ہون مین

الٰہی اس دل رشک آفرین کو کیا کہون
رقیب آئینہ ہون دشمن صبا ہون مین

نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی
دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہون مین

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا بھی نہین
غرض ظہیر کو اتنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھ پا گئیں آنکھیں — بیباک کے بیصرفہ سے شرما گئیں آنکھیں

کیا نیم کرشمے مین غضب ڈھا گئیں آنکھیں — کافر تری آنکھوں کی قسم کھا گئیں آنکھیں

غمزون نے دکھا دی تری رفتار کی شوخی — چلتے ہوئے دلکو مرے ٹھکرا گئیں آنکھیں

نابود کیا نیست کیا مجھکو جہان سے — مین ہی غم دل تھا کہ مجھے کھا گئیں آنکھیں

ای دست ہوس تو نے بڑے کفر کو توڑا — وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئیں آنکھیں

یون چھین لیا دل کو کہ رستے مین پڑا تھا — کچھ کہو کے نہ آئین تھین کہ وہ پا گئیں آنکھیں

تم پہلوے دشمن مین رہے اور نہ شرمایے — آنکھونکی خطا کیا ہے کہ شرما گئیں آنکھیں

تم کیا نہین ملتے ہو کہ یہ بھی نہین ملتین — دل چھین سکے مجھ سے مرا اترا گئیں آنکھیں

پھرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے — دیکھا جو مجھے دور سے کترا گئیں آنکھیں

کرتے ہین اشارون مین وہ سو رمز کی باتین — مین کیا کہون جو کچھ مجھے فرما گئیں آنکھیں

کچھ حال ظہیر جگر افگار نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھ نہ ستم ڈھا گئیں آنکھیں

جو چاہین کہہ لین بات بن آئی عتاب مین — وہ جانتے ہین کچھ نہ کہیگا جواب مین

دونا ہے التفات نگاہِ عتاب مین — کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

فقرہ نیا ہے قطع محبت کے باب مین — بھیجا ہے چاک کرکے لفافہ جواب مین

مطلب کی ایک بھی نہ لکھی اضطراب مین — حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

کچھ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین — ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

تردامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے — ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چپکے سے کھولدین — عقدے ہزار ہا ہین کشادِ نقاب مین

شرم گلہ سے اور بھی کچھہ مونہہ چھپا لیا
لو اور چھپتین نکل آئین حجاب مین

ٹھہری ہے جبکہ رحمتِ حق پاک شوئی جرم
کوئی مجھی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدہی نے قلق کچھہ بڑہا دیا
تسکین دل سے ہان بڑی اضطراب مین

کیا قاصدِ رقیب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھہ اوٹھہ کے بیٹھہ بیٹھہ گیے اضطراب مین

شبہای غم سے وصلِ بتان کی امید ہے
ہوتی ہے حشر کے لیے خفت عذاب مین

پھرتا رہے سپہر بدلتی رہے نگاہ
ہوتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو کبھی انقلاب مین

روزِ جزا کسے ہے گلون کا تری دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلے کیے کیا کچھہ نہین کہا
مطلب کی ایک بھی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذب شوق نے اونہین مجھہ سا سمجھہ لیا
اونکی بلا رہے دلِ حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بھی خدا گواہ
قربِ خدا ہے بندگیِ بوتراب مین

یہہ حضرتِ ظہیر کہان کے ہین پارسا
کیا کچھہ نہین کیا ہے زمانِ شباب مین

وہ اپنی برشِ تیغِ نظر کو دیکھتے ہین
کہ دمبدم مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

بشر شناس کمالِ بشر کو دیکھتے ہین
کہ دیکھتے ہین تو آبِ گہر کو دیکھتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
اداشناس ہین اونکی نظر کو دیکھتے ہین

خدا کی شان ہے وہ جائین گہر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اولٹے اثر کو دیکھتے ہین

شبِ فراق کے صدمون سے اور سے اور ہوئی
ہم اپنی شکل جو اوٹھکر سحر کو دیکھتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو بندگو تجھے کیا کام
ہنرشناس سراپا ہنر کو دیکھتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کوئی باتون سے
بتانِ سیم بدن زور و زر کو دیکھتے ہین

بھری ہیں بہنے وہ اشک ندامت دامن تر میں
نہ ایسے پھول پھولوں میں نہ گوہر سلک گوہر میں

اگر ہوتی نہ وسعت دامن رحمت کو محشر میں
چھپاتے کس طرح یہ روسیاہی دامن تر میں

دعا سے التجا سے منت و زاری سے محشر میں
تمہیں ہم لیکے مانگیں گے اگر ہوگا مقدر میں

نگاہ ناوک افگن سے بچے کیا خاک دلبر میں
نظر تو وہ بری شے ہے اوتر جاتی ہے پتھر میں

اونہیں دشوار دکھلائی مجھے مشکل وصال انکا
نہ یہ اونکی طبیعت میں نہ وہ میرے مقدر میں

نہ پوچھو کچھ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے
نظر آتا ہے کیا کچھ اس رخ خوبان مصور میں

کیے ہیں وصل کے وعدے قسم کھا کھا کے دشمن کی
ملا دی چاشنی زہر بھی قند مکرر میں

اونہیں ہم کہہ سکتے ہیں نہ وہ اب تو نہ کہہ سکتے
لگی رہتی ہیں کس کس کی نگاہیں روزن در میں

اوٹھا در رحمت بیداد کو شمشیر کیوں کھینچو
ادا سے عمر بھر کا فیصلہ ہوتا ہے دم بھر میں

دم کشتن بر آئیگی امید قتل کس کس کی
ہزاروں دل ہیں پیکان میں ہزاروں دم ہیں خنجر میں

مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پھرتی ہے
مری تلووں کی گردش ہے مگر میری مقدر میں

تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شب فرقت تو کیا کاٹی
نہ پیراہن سلامت ہے نہ باقی تار بستر میں

یہاں تو حضرت زاہد بہت بچ بچ کے چلتے ہیں
مزا ہو بادۂ انگور ہو گر حوض کوثر میں

یہ جنگ زرگری جتنی ہے سب شوخی تمہاری ہے
تمہیں نے آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گھر گھر میں

مری تیغ زبان میں ہیں ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پر روح الامین کاٹے ہیں جسنے جنگ خیبر میں

یہ ممکن ہے کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائیں محشر میں
ہمارا نام بھی ہوگا خطا واروں کے دفتر میں

یہاں تک ناتوان ہوں مل گیا ہوں تار بستر میں
قضا بھی ڈھونڈھتی پھرتی ہے جسم زار گھر گھر میں

ہوس باقی نہ رہ جائے ہوائے کوے دلبر میں
اوڑا لوں خاک جتنی خاک اوڑانی ہے مقدر میں

تو دم بسمل تڑپنے کا بہلا مجھہ مین کہان دم تہا
تمہاری شوخیان کچھہ رہ گئی ہین جان مضطر مین

تمہارا پاس الفت ہی نہین کیا کچھہ نہ ہو جاتا
یہ نالے تو وہ نالے ہین اوتر جاتی ہین پتہر مین

مگدر کیون نہون آخر او نہین بہی شک دشمن ہے
یہان جو بدگمانی ہے وہی سودا ہی ان سر مین

جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ خلش تو اور ہی شی ہے
تمہاری کاوشین لاؤن کہان سے نوک نشتر مین

موذن وصل کی شب خون حسرت تیری گردن پر
ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر مین

یہین تم کیون نہ سن لو درد دل گر تمکو سننا ہے
یہین ہم کیون نہ کہہ دین جو ہمین کہنا ہے محشر مین

بتا دت مجھے اشارون سے کہان اسطرح مرتی ہین
دکہا دت مجھے لگا ہون سے کہ یون جیتی ہین ٹہوکر مین

یہ شوخی ہے تلون ہین کہ شوخی مین تلون ہے
ابہی کیا تہے گہڑی بہر مین ابہی کیا ہو گہڑی بہر مین

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبہلتا ہے
کہ آنسو ڈبڈباتے ہین ابہی سے چشم جوہر مین

دل پژمردہ غم کا ہمین کچھہ تو مزہ آتا
یہ غنچہ بہی اگر کہلتا ترے پہولونکے زیور مین

کہین وہ بے مروت بہی طرفدارونمین اوسکے ہے
مری آنکہین جہپکی جاتی ہین کیون دشمن سے محشر مین

یہان یہ شوق مردن ہے کہ زندہ ہو کی مر جائین
وہان یہ بدگمانی ہے کہ جی اوٹہی نہ ٹہوکر مین

ظہیر اپنا نشان پوچہو تو محشر مین تو جا ڈہونڈہو
سیہ کارون کے حلقے مین خطا وارونکے دفتر مین

کہان ہے تاب غمخواری مری غم کہانیوالی مین
کہ شربت خون دل ہی زہر غم ہے ہر نوالے مین

حلاوت جام جم کی ہے فقیرونکے پیالے مین
کہ نوش و نیش زہر و انگبین ہی ہر نوالے مین

پہپولے پہوڑتا ہون دلکے اس حیلے حوالے مین
نکل جاتی ہین اکثر لو لے اونکے نالے مین

ملی وابستگی غنچہ کو داغ دل ہے لالے مین
مذاق تلخکامی بہر دیا میرے پیالے مین

ابہی تو محتسب مسجد سے خالی ہاتہہ آیا ہون
اولٹ کر دیکہہ لے ظالم نہین ہے کچھہ پیالے مین

جلاتے ہین مجھے اولٹا وہ کہہ کہکر رقیبون سے
غضب کا درد ہے کمبخت کے دلسوز نالے مین

الہی اوٹھہ گئی کیسی حلاوت رنج وشادی کی
نہ وہ نغمہ ہی نغمہ مین نہ وہ نالہ ہی نالے مین

یہ مانا وان اثر ای نامرادی کچھہ نہین ہوتا
بلا سے دل کے ارمان تو نکلجاتے ہین نالے مین

خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کھٹکتا ہے
کوئی خار تمنا رہ گیا ہے دلکے چھالے مین

تجھے کچھہ خیر ہے ای چارہ گر چل اپنا رستہ لے
کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے مین

تمہارے تن بدن سے آج بوے شک آتی ہے
صداقت کے لیے کافی ہین بالے بھی ہلالے مین

جفاؤن پر بھی ناخوش ہے مصیبت سی مصیبت ہے
خدا ڈالے نہ بندے کو کسی بندے کے پالے مین

پریرو جتنے گرد و پیش ہین سب گرد دامن ہین
وہ شمع انجمن محفل مین ہی یا ماہ ہالے مین

الہی خیر ہو اغیار مگر داوس بت کی رہتے ہین
بہت خونریزیان ہونگی کہ ہے خورشید ہالے مین

تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا
مگر نام عدو بھی درج ہے شاید قبالے مین

مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے
کہان ایسے درد و غم آپے مرے نازو نکے پالے مین

تمہارے وہی نزیبا سے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا
مہ کامل مین دھبا ہی اگر ہے داغ لالے مین

سوال وصل پر وہ مسکرا کر مجھہ سے کہتے ہین
ذرا آئینہ لیکر مونہہ تو دیکھو تم اوجالے مین

ظہیر خستہ و آفت زدہ بھی بس غنیمت ہے
کہ خوبو ملتی جلتی ہے تمہاری مرنیوالے مین

بے سبب پرسش حال دل بیمار نہین
جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین

ولولے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین
مجھہ پہ دشوار ہے وہ امر جو دشوار نہین

مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو
ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین

نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے
نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

پہیرتے ہین کہ کہین اور لگا لو دل کو
جانتے ہین کہ کوئی مجہہ سا طرحدار نہین

دہوپ بن بن کی سرکتی ہی یہ شام وصال
آج سایہ نظر آتا یہ دیوار نہین

واہ یہ عمر یہ افعال ظہیر بدمست
بے حیا تجہہ سا زمانے مین سیہ کار نہین

ہو چکین بس ملال کی باتین
کیجیے کچہہ وصال کی باتین

وضع کو خاک مین ملاتی ہین
اس دل پایمال کی باتین

ہم کہان اور شب وصال کہان
ہین یہ خواب و خیال کی باتین

نامہ بر وصف دوست سی کیا کام
کر جواب و سوال کی باتین

ای جناب ظہیر بس دیکہین
کیجیے سن و سال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی قمر مین
ہے فرق مگر نظر نظر مین

کعبہ بہی گئے صنمکدہ بہی
سودا ای جنون وہی ہے سر مین

پہلو مین بہین بٹہا کے پہوڑون
ہے جذب جو نالۂ سحر مین

الفت سے کیا خفیف اتنا
ہرگز نہ سمایے ہم نظر مین

غش کہا کے گرے کلیم جس سے
ہے جلوہ وہی شجر شجر مین

دل اور بتون کی جلوہ گاہی
بتخانہ بنی خدا کے گہر مین

وہ اور پیام صلح آمیز
ہے فرق بیان نامہ بر مین

اللہ رے ذوق خود نمائی
اپنے کو دکہا دیا بشر مین

نامہ کی عوض اونہین کو لایا
افسوس ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیان ہین کس کی — چمکے ہین جو کسوت بشر مین
آنکھون مین عدو سمارہے ہین — فتنے ہین نگاہ فتنہ گر مین

منزل پہ کبھی پہونچ رہین گے
بیٹھے ہین ظہیر رہگذر مین

شعلے مین تپش نہ تڑپ ہے شرار مین — ملتی ہے خوی یار دل بیقرار مین
قابو نہ موت پر نہ وفا خوی یار مین — کبتک کرے نباہ کوئی انتظار مین
کیا کم ہین غیر خاک اوڑانیکے واسطے — آسودگی محال ہے مجھہ کو مزار مین
کیا کیا اوٹھاے حشر تمہارے حجاب نے — کیا کچھہ ہین شوخیان نگہ شرمسار مین
ای برق وش بتا مجھے کیونکر قرار آئے — جب تو سمارہا ہو دل بیقرار مین
وہ شوق عرض حال وہ شکوے وہ ولولے — کیفیتین وصال کی ہین انتظار مین
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہا — چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار مین
ہمسے سیاہ کار بہی امیدوار ہین — وسعت بہت ہی رحمت پروردگار مین

آؤ ظہیر بیٹھہ کے یاد خدا کرین
تھوڑے پہرے صنمکدۂ روزگار مین

نظر آئین نہ سوا دوست کی اغیار کہین — اوٹھہ چکے چشم سے یہ پردۂ پندار کہین
خواہش جلوہ نہو طالب اظہار کہین — فاش ہوجائین محبت کی نہ اسرار کہین
مدعی ضد سے مری طالب آزار ہوے — ہاتھہ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہین
حسرتین اونکو نہ رہ جائین ستم کی ای کاش — ہوچکین غیر بہی مجھہ سے ہی وفادار کہین
ہم تو سہہ کی جفاؤن کو وفادار بنے — تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہین

موںہہ سے کچہہ کہہ نہین سکتا ہون مگر پیش حشر
یارب آجائیے نہ وہ شوخ دل آزار کہین

وہ بہی پرتو ہے تمہارا ہی جسے دیکہتے ہین
نظر آتی ہی نہین صورتِ اغیار کہین

حصرِ منزل حرم و دیر پہ ہی عجز تلاش
جستجو سے نہ رہے پای طلبگار کہین

جادہ جادہ ہی جدا منزلِ مقصود ہی ایک
رشتۂ سبحہ کہین رشتۂ زنار کہین

موںہہ چہپا لیے ہو تو پہر شوق بڑہاتی کیون ہو
لن ترانی ہے کہین وعدۂ دیدار کہین

ای ظہیر اپنے لیے دامنِ رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبہی گوشہ مین گنہگار کہین

مجہے صبر تمکو مروت نہین
کسی سے کسی کو شکایت نہین

تری وعدہ سے چشم رویت نہین
قیامت کے پیچہے قیامت نہین

نہین آینہ ہون نہ تصویر غیر
کوئی موںہہ دکہانیکی صورت نہین

یہ برحق ہے تو وہ بہی آئی ضرور
قیامت کے آنیمین حجت نہین

وہ کہتی ہین سن سن کے اپنی گلے
کہ دشمن سے جای شکایت نہین

قیامت کی وعدہ پہ کیا صبر آیے
وہ کافر کوئی حور جنت نہین

اوڑا لیگئی کیا شبِ وصل غیر
نگاہون مین رنگِ خجالت نہین

سنو تو ذرا بیزہ کیون ہوے
مرا درد دل ہے شکایت نہین

تری بزم مین شکل بیمار ہون
مجہے لب ہلانیکی طاقت نہین

جئین کیا کہ اندوہ جینے بہی دے
مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین

عوض آینہ کی مجہے دیکہیے
وہ مجہہ سے سوا محوِ حیرت نہین

تم اسدرجہ مجہسے گریزان ہو کیون
مجہے کچہہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آیے وہ لب تک تو یہ کیون نہ آیے
دمِ واپسین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے تمنا ہی نا منفعل
کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگِ در سے مٹاتی ہو کیون
مرا نقشِ سجدہ کدورت نہین

نہین دل مین کچہہ منفعل ہو تو ہو
ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شبِ غم کو آنے دو خنجر تو ہے
گلا کاٹنا کچہہ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا
وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بہروسا ہے لاتقنطوا پر ظہیر
ہمین بیمِ روزِ قیامت نہین

مل گیے ہم خاکِ کوہِ یار مین
سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین
درد ہے فکرِ دلِ بیمار مین

ہو تسلی خاک لطفِ عام سے
غیر بہی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون
اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکہہ لی
تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بہی سہے جبتک سہے
اب نہین طاقت دلِ بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز
ہون چراغِ صبح بزمِ یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در
گہر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو لیا صرف دلِ حسرت مآب
درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم دمِ بسمل تڑپتے رہ گیے
دم رہا قاتل تری تلوار مین

مول لون دو چار کہوٹے سکے لیے
دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی کے لطف کیا جانی رقیب
زندگی ہے مردن دشوار مین

ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان
مل گیا ہے سایۂ دیوار مین

غیر سے برتاو یہہ کیا خیر ہو
فرد ہو دونن بینن مین دوچار مین

جو تماشے ڈھونڈہتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین وفائین آئین
شکوے جب آئے زبان پر تو دعائین آئین

ابر رحمت کی عوض مجھپہ بلائین آئین
جھوم کر کیا شب ہجران مین گھٹائین آئین

آرزو ہین مری بن بن کی دعائین نکلین
اور دعائین مری لیلے کے بلائین آئین

بخت بد نے نہ کہائی کبھی تاثیر قبول
قہر بن کے مری سر پہ دعائین آئین

موت آئی نہ کوئی بہر عیادت آیا
کام آئین تو شب غم مین بلائین آئین

دعوی کشتن خلق اور نہو قتل رقیب
ناز آئے تجھے کافر نہ ادائین آئین

ہیزہ رکھنے کو مرے وہ نہین ہنگام وصال
یاد آئین بہی تو کمبخت جفائین آئین

کوئی پامال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے
تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادائین آئین

زیر تربت بہی شہیدونکے کفن چاک ہوے
جب تری جنبش دامان کی ہوائین آئین

دس لکے آتے ہی او ہنر ناز و ادا بہی آئے
درد کے ساتہ ہی دنیا مین دوائین آئین

ہمنے رکہا جو کبھی وادی مجنون مین قدم
خیر مقدم کی بیابان سے صدائین آئین

حشر کے روز دیا ساتہ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطائین آئین

خیال چشم دلمین اور دل انگار پہلو مین
خداوندا نہو بیمار کے بیمار پہلو مین

نظر آتے ہین کیا کیا حسن کے انوار پہلو مین
یہ دل پہلو مین ہے یا برق تجلی زار پہلو مین

فسانے تو بہت ہین دلکے لیکن مختصر یہ ہے
فقط اک درد ہی جاے دل بیمار پہلو مین

تمہاری بزم مین بیٹھا ہون مین یا کنج دوزخ مین
مرا دل مجھ سے ہم پہلو ہے یا اغیار پہلو مین

ہمیشہ حشر بنکر تم مرے پہلو سے اوٹھے ہو
یہ درد اوٹھا ہے رہ رہ کر ہزارون بار پہلو مین

عیادت کو مری ہمراہ دشمن کون آتا ہے
کہ کچھ بیٹھا ہی جاتا ہے دل بیمار پہلو مین

کنار گور خوشتر ہے کہ ہم پہلوی دشمن ہون
ستمگر کھینچ دے کوئی مرے دیوار پہلو مین

دل رشک آفرین و بزم دشمن کیا قیامت ہے
ادہر یہ مدعی بر مین ادہر اغیار پہلو مین

جگر نکلا ہی پڑتا ہے تو دل بیٹھا ہی جاتا ہے
بٹھا رکھا ہے ہمنے غیر کو ناچار پہلو مین

غضب ڈہایا ستم توڑا لگاتے تو لگا بیٹھے
بس اب دل کا سنبھلنا ہے بہت دشوار پہلو مین

اگر کچھ وہم ہے تو ہے تمہاری بدگمانی کا
نہین ہم تو بٹھالین غیر کو سو بار پہلو مین

بلا سے آپ کی بستر پہ خنجر ہون کہ نشتر ہون
نہ سویے آپ تو آکر کبھی یکبار پہلو مین

یہہ تم چلتے ہو یا دل پر مرے تلوار چلتی ہے
کوئی چھریان چبھوتا ہے دم رفتار پہلو مین

جو دل دے تو خدایا دلکو سودائی محبت دے
دل بیدرد سے بہتر ہے گر ہو خار پہلو مین

یہ دل ہے یا کسی دشمن کا یارب موی گمان ہے
نظر مین وان کھٹکتا ہے تو یان ہر بار پہلو مین

برنگ طوطی و آئینہ ہم تقریر دشمن ہو
کہ مڑ کر دیکھ لیتے ہو دم گفتار پہلو مین

الہی وعظ ناکس کو میخانے مین یون دیکھون
کہ یا بی خم پہ سر ہو جبہ و دستار پہلو مین

کبھی تو دور ایسا بھی سپہر کینہ پرور ہو
کہ ساغر ہاتھ مین ہو وہ بت میخوار پہلو مین

دل رنجور کو روون کہ جان زار کو پیٹون
سسکتا ہی پڑا بیمار کے بیمار پہلو مین

ظہیر اکدم نہین آرام تجھکو دل کے ہاتھون سے
یہ آفت کیا لگا رکھی ہے تو نے یار پہلو مین

طعنے سنون شکوہ کرون وہ یہ کہے مین یون کہون
کیونکر نہو رنجش فزون وہ یہ کہے مین یون کہون

کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے مین یون کہون
دل ہو گیا جھگڑون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون

مجھ کو کہے وہ باوفا اور مین کرون شکر جفا
شکوے گلے سب طے کرون وہ یہ کہے مین یون کہون

بیان شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے سو نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون

جب لطف آئے نامہ بر مونہہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

وہ لطف پرسا کی رہا اور مین جفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

اے ہمنشین جو ہو سو ہو آئے تو اب کی پند گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے مین یون کہون

کہتا ہے وہ تو حشر کی یان حشر ہے اک اک گھڑی
کیا خاک ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون

دشمن سے کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
دکھلاؤ اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

واعظ سے کہے کعبہ کو جا مین جاؤن سوی بتکدہ

اسد کس وقت مین ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

کہہ دے ظہیر خوش بیان ہو جسکو دعویٔ بیان

اعجاز یہہ ہے وہ فسون وہ یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پر پری لگائی ہین
گھٹائین جھومتی آتی ہین بادل کالی کالی ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹون پہ نالے ہین
فلک شاباش ہے کیا کیا مری ارمان نکالی ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو نغمے ہین قفس مین ہین تو نالے ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ نسمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالے ہین

حریف جانستان دونو ہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہے تو اتنا ہے یہ افعی ہین وہ کالی ہین

ترے نقش کف پائے نگارین کیا قیامت ہین
یہ فتنے ہین مگر کس قہر کی سانچے مین ڈھالی ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا ٹکنے نہین دیتی
مجھے سر پر لیے پھرتی مرے تلوونکے چھالے ہین

تفاوت روز و شب کا ہے مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہے کہین جینے کے لالے ہین

وصال غیر وابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دلکے بخار اپنے نکالے ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتے سنبھالے ہین

ظہیر اپنے فسانے کارنامے ہین محبت کے
فسانون کے فسانے ہین رسالونکے رسالے ہین

سرمگین چشم مین بید اد سوا کچھہ بھی نہین
شوخیان شرم مین شوخی مین حیا کچھہ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین جرم وفا کچھہ بھی نہین
ہے تو کیا کچھہ ہے نہین ہے تو خطا کچھہ بھی نہین

کیا کہا ابتو کہو دل مین دغا کچھہ بھی نہین
کچھہ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھہ بھی نہین

تم نہ برہم ہو تو شکوون مین مزہ کچھہ بھی نہین
ہمنے کچھہ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھہ بھی نہین

آدمی کے لیے زندانِ الم ہے دنیا
حاصلِ عمر یہان رنج سوا کچھہ بھی نہین

جانتا ہی کمبخت محبت کیا ہے
پندِ بے سود مین ناصح کے مزا کچھہ بھی نہین

جانتا ہون کہ تمھین مجھسے نہین کچھہ بھی لگاؤ
اور کچھہ ہے بھی تو رنجش کی سوا کچھہ بھی نہین

آپ کو دشمنِ اربابِ وفا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچھہ بھی نہین

ہم بھلے ہو کے زمانے سے بُرے ٹھہرے ہین
تم بُرے ہو کہ وہ کچھہ ہو کہ بُرا کچھہ بھی نہین

ساقیِ دہر سے کیا شکوہ کجِ دارد مریز
مرضیِ دوست بجز صبر و رضا کچھہ بھی نہین

شعر اور شعر سے اب مجھکو سروکار ظہیر
خاطرِ حضرتِ راقم کے سوا کچھہ بھی نہین

ہجر مین جز آہ و زاری کیا کرین
کیا کرین اے بیقراری کیا کرین

رات دن رہتی ہی جن آنکھون مین نم
ہائی اون سے اشکباری کیا کرین

وہ نہ آئے تو نہ آئے موت بھی
تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین

اشک کچھہ شکوے نہین جو روک لین
ضبطِ جوشِ اشکباری کیا کرین

خود نکل آئے خودی سی مثلِ اشک
رازدان اب رازداری کیا کرین

ہمدمون کو اپنی اپنی پڑ گئی
وہ ہماری غمگساری کیا کرین

دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین
آگے وقتِ دم شماری کیا کرین

طعنۂ دشمن پہ ہم خاموش ہین
چارۂ بے اختیاری کیا کرین

تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف
کیا کرین اب بختیاری کیا کرین

ہم اسیرِ الفتِ صیاد ہین
آرزوی رستگاری کیا کرین

کچھہ ہمین سے غیر بھی ناکام ہین
اب کہین امیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غیر سے — آرزوی زخم کاری کیا کرین

برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چھاڑ — حسرت فصل بہاری کیا کرین

جو تسلی بخش دل ہے جان زار — ہے سراپا بیقراری کیا کرین

ای ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جب سے بتون کی الفت عجیب حال خراب مین ہون
بنی ہوی ہے نہ جان و دل پر کہ جان و دل سی عذاب مین ہون

مرا ہے وہ مرشد طریقت کہ می پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقت حجت کہ مست کیف شراب مین ہون

جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہمگر کی عجب عذاب و ثواب مین ہون

دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محو شرب شراب مین ہون

کہانکی زاہد یہ دلگی ہے ابھی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکر کباب مین ہون

نکیر کیا پوچھتا ہے مجھہ سے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابھی تو مین اضطراب مین ہون

یہ محو حسن خودی ہوا ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون نہ ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو رہ کا قلم کو توڑا اوٹھائی رسمِ خط و کتابت
لکھا ہے کافر نے کچھہ تو ایسا کہ بند خط کے جواب مین ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجابِ نقاب مین ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہونکی ہے یہ کثرت
کہ شرمِ عصیان سے سر بزانو ابھی سے فکرِ جواب مین ہون

نہین نگاہون کو تابِ جلوہ نہ چشم کو طاقتِ نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب مین ہون

حجاب رخ سے جو اوٹھہ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
اودہر وہ خاموش ہین حیا سے ادہر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ رو سیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرق تر دامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پارسا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون رشک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آب مجھہ مین مین آب مین ہون

شریک گو بزمِ یار مین ہون مین ایسے ہونیسے عار مین ہون
اگر ہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب ہے اغب کا پاس خاطر ظہیر مجھہ کو غزل سے مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل مین مین آج کل پا تراب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین
اوسنے پہلے مری اوسان کہان جاتی ہین

اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین
دل سی سیرے مری ارمان کہان جاتی ہین

آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین
پوچھنا دوڑ کے دربان کہان جاتی ہین

یان بن بن کے مری جان کہان جاتی ہین
یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین

خیر ہے جانکی ابتک مجھے غش آیا ہے
آپ گھبرا کے مری جان کہان جاتی ہین

کون لاتا ہے یہ جیب جیب کی پیام اور سلام
آپ اوٹھہ اوٹھہ کی یہ ہر آن کہان جاتی ہین

مین فدائی ہون مجھے شوق سی صدقے کیجے
مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین

سر اگر جایے تو جایے مگر ای خنجر یار
سر سے اپنے تری احسان کہان جاتی ہین

کیا بتاؤن تجھے ناصح یہین ہنی دی اسے
ٹکڑی اوڑ اوڑ کے گریبان کہان جاتی ہین

آن بیٹھے ترے در پر ترا کلمہ پڑھ کر
یان سے تازہ مسلمان کہان جاتی ہین

بعد مرنے کے بھی مٹی مری برباد رہی
میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین

حال کھلتا نہین ان خویش فراموشون کا
روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین

کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے
آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین

آج کس موہنہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے
آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین

اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا
روک لیجوا نہین دربان کہان جاتے ہین

در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اونکا
آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین

جیتے جی آپ نے کیا مجھہ کو زمین کو سونپا
کہکے اللہ نگہبان کہان جاتے ہین

ای ظہیر اب یہ کھلا حال بڑی دور ہین آپ
آپ جاتی ہین جہان وہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری مین عیاری کہین یارونکی باتین ہین یہ
دل آزارونکی باتین ہین یا کارونکی باتین ہین

مصیبت مول لینی کیا ہوسکارونکی باتین ہین
یہ دل والونکی دل ہین یہ خریدارونکی باتین ہین

دل آزاری کہین ای شیخ دیندارونکی باتین ہین
تری باتین ہین جتنی یار مکارونکی باتین ہین

عجب کیا اوسکی رحمت ہی اگر وہ بخش دی زاہد
کہ آمرزش کی قابل ہم گنہگارونکی باتین ہین

حسینان پری پیکر ہین سب چلتی ہوی پرزے
یہ جتنی سادگی ہی سب ستمگارونکی باتین ہین

خدا کی گھر مین تو زاہد جو یون ہو حق مچاتا ہے
یہ ہشیارونکی باتین ہین کہ میخوارونکی باتین ہین

یہ آنکھین ہی دوچار آپس مین ہو کر قہر ڈہاتی ہین
یہ جتنی شر کی باتین ہین انہین چارونکی باتین ہین

اونہین الفت جتا کر کیون عدو بدنام کرتا ہے
یہ بازارونکی باتین ہین کہ سرکارونکی باتین ہین

مری شیون کو بھولی ہین خوشی ہی اونکے آنے کی
زمانی سی نرالی کچھہ عزادارونکی باتین ہین

مری احباب بہی ہی ہی خدا لگتی نہین کہتے
یہ باتین سربسر اونکی طرفدارونکی باتین ہین

رقیبون کی یہ فقری ہین وفا کیسی محبت کیا
نہ آجانا کہین چالونمین یہ یارونکی باتین ہین

خطا پر لطف کی امید کیا سادی ہین دیکھو تو
خدا کو بہی پسند اپنی گنہگارونکی باتین ہین

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتانی تہی
یہ نادانون کی باتین ہین کہ ہشیارونکی باتین ہین

اونکے وعدے پہ تسلی شب غم دیتے ہین
ہم بہی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہین

جان دیتے ہین تمہین دل سہی رقم دیتے ہین
کون دیتا ہے محبت مین جو ہم دیتے ہین

مثل آئینہ سیہ قلب ہین آئینہ عذار
یہ دغاباز کہین اپنا بہرم دیتے ہین

آج کاشانۂ دشمن مین جو مہمان ہو جائے
جان شیرین سے تجہے ہم ای شب غم دیتے ہین

بزم دشمن مین بلاتے ہین غضب تو دیکھو
اوسپر اپنے سر نازک کی قسم دیتے ہین

وہ دم قتل بھی احسان جتاتے ہین مجھے
کہ دیت مین تجھے ہم ملک عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک بہتر ہمین یہ دیدۂ نم دیتے ہین

پانو کٹوا کے بناتے ہین رہ منزل شوق
ہاتھ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

نہوے خوش وہ متاع دل و جان بھی لیکر
اوس پہ یہ ناز کہ پھر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرامایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آسیے
دیکھ اس طرح سے ارباب کرم دیتے ہین

کچھ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہی ظہیر
دل و دین لیتے ہین تصویر صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اچھے ہین خوش ہین شاد ہین آباد ہین

فلک آزادی سے پابند وفا آزاد ہین
ہم رہا ہو کر اسیر الفت صیاد ہین

ہم وہ نخل نامراد گلشن ایجاد ہین
داغ بر دل گل نمط بلبل صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقف مبارکباد ہین

دیکھ لیجے گر نہین احوال پرسی کا دماغ
ہم سراپا درد و غم سے صورت فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضای گلشن آفاق مین
مشت خس ہین ہر طرف مثل صبا برباد ہین

دل ہی دل مین ہای ہم گھٹ گھٹکے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزوی خاطر ناشاد ہین

مژدۂ کشتن ہمارا ہے نوید وصل غیر
ہم سراپا وقف گلبانگ مبارکباد ہین

صوت بانگ جرس یان چھیڑ ہی کی ہے دیر
ٹھیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد ہین

دعوی الفت ہو سکا رد نکے ہین یون بی ثبات
عہد و پیمان آپکے جسطرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرون در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد ہین

بیستون سے کچھہ ہماری سخت جانی کم نہین
روز و شب ہم جانکنی مین صورتِ فرہاد ہین

مٹ مٹا کر بھی بنے آخر تو خاکِ رہگذار
کس ہوا مین یہ تمہارے خانمان برباد ہین

دام سے چھوٹے تو جا تو قید ہستی سے چھٹے
ہم اسیرانِ قفس خود قید کی میعاد ہین

ہم پڑے رہتے ہین دائم زیرِ دیوارِ مغان
خشتِ خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین

بیٹھے بیٹھے دل سی گھڑ لیتے ہین سامانِ جنون
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے حداد ہین

ظلم سہ سہ کر پریرویون کو لاے دام مین
صید ہو کر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین

ہین یہ وہ میٹھی چھری جسکی نہین ہرگز پناہ
سادہ رو جتنے ہین کافر غنچۂ فولاد ہین

ای ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطفِ زبان
ہم نمک پروردۂ شاہ جہان آباد ہین

غبار بن کے ترے دلمین آی بیٹھے ہین
بھٹک بھٹک کے ٹھکانی کی جای بیٹھی ہین

مٹے ہوے تری سب کچھہ مٹای بیٹھی ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹھای بیٹھی ہین

یہ ہم جو دل کو بغل مین دبای بیٹھے ہین
بہت دنون سی تمہین آزمایے بیٹھی ہین

رقیب کیا کہین آ یے لگایے بیٹھی ہین
یہ انجمن مین تمہارے بٹھای بیٹھے ہین

فنا سے پہلے جو ہستی مٹای بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچمین آی بیٹھے ہین

دماغ شرح کہان قصہ مختصر یہہ ہے
ستمزدہ ہین تمہارے ستای بیٹھے ہین

وہ بھول کر بھی ہمین یاد اب نہین کرتی
ہم اونکی یاد مین خود کو بھلای بیٹھے ہین

مجال ہے کہ غم دو جہان پھٹک جایے
خیال جسکے وہ دل مین سمای بیٹھی ہین

نظر گذر کی ذرا میکشو چھڑک دینا
کہ تاک حضرتِ واعظ لگایے بیٹھے ہین

مجال ہے کہ نکل جایے اونکی مٹھی سے
وہ نازنین ہین مگر دل دبایے بیٹھے ہین

گلہ کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے
کہ بارِ شکوہ سے گردن جھکائے بیٹھے ہین

ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ
کہ جس طرح کوئی آگ لگائے بیٹھے ہین

ظہیر آنکھہ سے دیکھین گے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوئے ہارے ستائے بیٹھے ہین

چراغِ طور ہون پروانہ ہون یا شمعِ محفل ہون
بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جلنے کے لیے دل ہون

جدا ہون اور پھر ہر رنگ مین مین تمسے شامل ہون
اگر ہو گرمیِ ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون

غرض کیا کیون کہون تیغِ ادا سے وصل بسمل ہون
مرا دل ہے مرا قاتل مین اس دشمن کا قاتل ہون

چلی تیغِ ادا اورون پہ مجھپر رشک کے خنجر
ترے کشتہ کا کشتہ ہون ترے بسمل کا بسمل ہون

گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہو نہین
مین اپنے دل مین ہون بالفرض تو بہی عمر باطل ہون

نہ خود شایانِ کشتن ہون نہ رشکِ غیر کا یارا
نہ اس مرنے کے لائق ہون نہ اس جینے کے قابل ہون

نہ طعنے زخم ریز اپنے نہ شکوہ لطف خیز اونکے
جو خنجر ہون تو بیدم ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون

جو تم شوخی سے پہلو مین مرے برقِ جہندہ ہو
تو مین دل کی تپش سے اضطرابِ نبضِ بسمل ہون

تمنا ہے ستایش کی شکایت ہے نہ غیبت کی
جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون

مری بے جوہری پر اہلِ جوہر رشک کرتے ہین
وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بہی فردِ کامل ہون

کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان
نگاہِ ناز قاتل ہون ادائے رقصِ بسمل ہون

نہین ہے مجھہ مین اسمین کچھہ دوئی اور ہے تو اتنی ہے
مین اپنا پردۂ دوری ہون اپنا آپ حائل ہون

وہ جتنا دور کہنچتا ہے تعلق اور بڑہتا ہے
مجھے ہے بعد جتنا دوست سے اوتنا ہی واصل ہون

نہ دیکھو آئینہ مین مجھہ مین دیکھو اپنے جلوے تم
صفا مین اوس سے ہمدل ہون تحیر مین مقابل ہون

وہ رکھہ کر آئینہ کو سامنے لو خود ہی کہتے ہین
ادا سے ناز سے غمزہ سے کس کس سے مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے پہ مائل ہون

نہ چھوٹی بیخودی مین بھی خودی و خویشتن داری
یہ ہشیاری سی کیا کم ہی کہ خود اپنی سی غافل ہون

مگر نیکا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہی
کہ اک اک کو سناتا ہی مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکامِ تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالای ساحل ہون

زہراب تلخکامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

ابنای روزگار سے زحمت رسیدہ ہون
یاران ہمطریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سی تعلق بریدہ ہون
عزلت سی آرمیدہ دوی سی رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھہ نہین جز گرد نیستی
مین پای نہرہ تاز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالای چشمہ سار
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی سے مجھے میری فرو تنی
مین اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کی کسکے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل ندی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاؤن بزم غیر مین کچھہ شمع و گل نہین
مین سر بریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آتے نے سے اونکے آتی ہے چہرہ پہ آب و تاب
مین اپنی رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اپنے سلام کے لیے آپ ہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

آنکھون سے گر گیا ہون اوٹھانا محال ہے
ای بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا ای ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین
بدگمانی کا کچھہ علاج نہین

کل جو تھی بات اپنی آج نہین
اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین

تمکو اپنے کیے کی لاج نہین
درد دل کا مری علاج نہین

دل پر داغ کو وہ کہتے ہین
جنس کاسد کا یان رواج نہین

ہین فرشتے بھی جان کی خواہان
کون ہے جسکو احتیاج نہین

کس و ناکس سے دل ملے کیونکر
وہ طبیعت نہین مزاج نہین

دست قاتل مین رک گیا خنجر
نبض بسمل مین اختلاج نہین

اک خدائی ہے کلمہ گو اونکی
کون سی جا بتون کا راج نہین

نبض پر ہاتھہ رکھہ دیا کسنے
اب وہ اگلا سا اختلاج نہین

جو نہ آئی نہین طبیعت وہ
جو سنبھل جائے وہ مزاج نہین

ایک بوسے پہ اسقدر حجت
کوئی حاصل نہین خراج نہین

نام تیرا نہین ہے جس دل مین
ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دل سے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دار السرور کہتے ہین
جلوہ گاہ حضور کہتے ہین

وہ خود اپنے کو حور کہتے ہین
پر مجھے ناصبور کہتے ہین

نہ کہین با وفا مجھے موہنہ سے
ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتی ہین
ہٹ پرے دور دور کہتے ہین

کون جھکتا ہے کون کھنچتا ہی
سب یہ کسکا قصور کہتے ہین

وہ مجھے اور کچھہ کہین نہ کہین
شیفتہ تو ضرور کہتے ہین

وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے
جسکو یوم النشور کہتے ہین

وہ حسینون کی بے نیازی ہے
لوگ جسکو غرور کہتے ہین

اک خدائی کہا کرے قہار
ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین

دل کی تعظیم تمکو واجب ہے
عرش رب غفور کہتے ہین

یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی
کہ مجھے رشک حور کہتے ہین

پیکے دیکھی بھی حضرت واعظ
آپ جسکو طہور کہتے ہین

ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے
لوگ تمکو بھی حور کہتے ہین

دل سے دیکھا تو سادہ دل ہی ظہیر
لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانانہ بنے بیٹھے ہین
بینوا صاحب کاشانہ بنے بیٹھے ہین

دل مین وہ زینت کاشانہ بنی بیٹھی ہین
اوراس ربط پہ بیگانہ بنی بیٹھے ہین

پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے
یہ بڑی عاقل و فرزانہ بنے بیٹھی ہین

ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچھتی ہو
ہم تو خود صورت غمخانہ بنی بیٹھے ہین

کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دلسے
یہ تو خود مالک کاشانہ بنی بیٹھی ہین

کوئی پوچھے تو سہی ہمسی ہماری ہی وداد
ہم تو خود شوق مین افسانہ بنی بیٹھی ہین

شکوہ سوز غم رشک یہ کہتی ہین ظہیر
آپ کیون بزم مین پروانہ بنی بیٹھی ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین
میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین

وہ جو یون دل کی خریدار بنے بیٹھے ہین
اپنے مطلب کی لیے یار بنے بیٹھے ہین

بات کیا اون سے کرون اونکو اوٹھاون کیونکر
مدعی بیچ مین دیوار بنے بیٹھے ہین

گر یہی صلح یہی ہے جنگ کی عادت ہی تو خیر
ہم بہی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین

ناتوانی سے اودہر پانو پکڑ رکھے ہین
وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین

تیغ کیا ہاتھہ مین لین کشتن عاشق کیلیے
خود ہی کہینچ کہینچ کے وہ تلوار بنے بیٹھے ہین

کیا بری شے ہی محبت بہی الہی توبہ
جرم ناکردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین

کوئی خنجر تو سنبہالی کوئی قاتل تو بنے
ہم بہی مجرم سربازار بنے بیٹھے ہین

شکل تصویر ہین وہ شرم و حیا سی خاموش
ہم اودہر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین

جنبش لعل روان بخش یہ کیون آئی نہ رنگ
اچہے بہی تو بیمار بنے بیٹھے ہین

جا لگاتے ہین اونہین میری طرف سی وہ جا
میرے ہمدرد بہی وہ چار بنے بیٹھے ہین

بیوفائی کے گلے جنکے ہوی تہی کل تک
آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین

کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سی پہلے
مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عشق کی سامان ظہیر
ہم الگ سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

گنہگار محبت ہون تو مین ہون
سزاوار ملامت ہون تو مین ہون

یہ مطلب آشنا ہین چار دن کے
شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون

مرے ہوتے ستم کیون اور پر ہون
کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون

سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتھہ
کہ لکھتا گر شکایت ہون تو مین ہون

بہلے ہو تو مجھی کو دل مین رکھہ لو
کہ بنیادِ کدورت ہون تو مین ہون

وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلہ ہے
نمک پاشِ جراحت ہون تو مین ہون

نہین تو ہو زمانے مین وفادار
بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ
کہ تصویر خجالت ہون تو مین ہون

زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو
جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون

مجھے تم دیکھہ لو اور کچھہ نہ پوچھو
سراپا درد فرقت ہون تو مین ہون

مرے جھگڑون سے ناصح تجکو کیا ضد
کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

سمائی ہے ظہیر اونکو نخوت
جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

گہر سے جاتے بہی نہین آنکہہ ملاتے بہی نہین
صاف کہتے بہی نہین بات چہپاتے بہی نہین

مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے بہی نہین
ایسے غیرون کے تو احسان اوٹہاتے بہی نہین

ربط ہے غیر سے اور اوسکو چہپاتے بہی نہین
بات بگڑی ہے تو بگڑی کو بناتے بہی نہین

تم بلاتے ہو ہمین بزم عدو مین کیا خوب
ہین یہی ناز تو ہم ناز اوٹہاتے بہی نہین

بزم خلوت مین بہلا غیر کو لانا کیسا
تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے بہی نہین

یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتہر
ہمکو گر غیر سمجھتے تو ستاتے بہی نہین

وعدہ کیا تمنے کیا روز کا ملنا بہی گیا
شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتے بہی نہین

جاؤ بس دیکہہ لیا تمکو یہی تہا اخلاص
اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتے بہی نہین

کیا تماشا ہے کہ اب غیر چراتی ہین نگاہ
ایسے رتبہ ہے کہ تم آنکہون مین سماتی بہی نہین

ایسے مغرور سے کیا خاک نباہ ہے کوئی
بات سنتے بہی نہین اپنی سناتی بہی نہین

گھر کے مختار بنے بیٹھے ہین ارمان لعین
دل سے جاتی بھی نہین دل مین سماتی بھی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاوٴگے ایسی آنکھین
چاہ کرتے بھی نہین چاہ جتاتی بھی نہین

چھیڑ غیرون سے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکھتے بھی نہین پردہ اوٹھاتی بھی نہین

دور بیٹھے ہوے اغماض جتاتی ہین مجھے
پاس آتی بھی نہین پاس سے جاتی بھی نہین

سنکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آ
جو نہ نکلے ایسے کسی کے مجھے بھاتی بھی نہین

مرنیوالے بھی تو کچھ دیکھہ کے مرتی ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان سے جاتی بھی نہین

دینے کو ایک جان ہی کسی دون کسی نہ دون
اور طالب اک جہان ہے کسے دون کسے نہ دون

ہر ناز دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون
دل جنس ارمغان ہے کسے دون کسے نہ دون

خواہان دل ہین دوست بھی دشمن بھی مرگ بھی
کن آفتون مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہے کسے دون کسے نہ دون

کہتے ہین وہ نباہیے کس کس سے عہد کو
یان مونہہ مین اک زبان ہے کسے دون کسے نہ دون

اک دل ہے اور دل کی طلب مین نگہہ نگہہ
اس کشمکش مین جان ہے کسے دون کسے نہ دون

لکھا مرے لفافہ خط پر ہے نام غیر
حیران خطرسان ہے کسے دون کسے نہ دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بھی مرگ بھی
یہ وقت امتحان ہے کسے دون کسے نہ دون

یہ پوچھتا ہون دل کی طلب پر تمہین سے مین
یہ دل ہے اور یہ جان ہے کسے دون کسے نہ دون

سر پر اجل کھڑی ہے دم جانکنی ظہیر
خواہان وہ دلستان ہے کسے دون کسے نہ دون

دور بین ہے نگہہ شوق تو کچھ دور نہین
دیر وکعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

کون شوریدہ سر اس دشت مین منصور نہین
ہان مگر وا لب اظہار ہو مقدور نہین

دل و جان پیشکش ناز کیا چاہتے ہین
وای بر حال کہ کہہ دین ہمین منظور نہین

وہ تو جلوے ہی جدا ہین جنہین ہم ڈہونڈہتے ہین
مشعل دیر نہین روشنی طور نہین

محرم راز نہین گوش حقیقت بردار
ورنہ ہر بانگ کم از نغمۂ منصور نہین

یہ ہوا کہ آگ سی سینہ مین لگی رہتی ہے
جانتا ہون کہ تمہین ہو دل محرور نہین

ایک تم پر نہین قابو کہ اجل پر اپنا
وای بر حال کہ مختار رہون مجبور نہین

سب بے نذری سنے مرے جوہر کو چھپا رکہا ہے
جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین

آسمان مدعی صاحب جوہر ہے ظہیر
شکر صد شکر کہ مستور ہون مشہور نہین

دیکہہ لو آکے مرے گہر مین کہین نور نہین
تیرہ روزی سے مقابل شب دیجور نہین

وعدۂ حشر کو کہتے ہین کہ کچہہ دور نہین
کیا قیامت ہے کہ یہ بہی تو نہین منظور نہین

اوسکے وعدی پہ تو جیتا دل مہجور نہین
بات ہے بات سی پہر جای تو کچہہ دور نہین

مدعای دل حسرت زدہ مستور نہین
وہ تمنا ہے مری جو اونہین منظور نہین

کیا کہین حسن و محبت کا یہ دستور نہین
تم تغافل سے تو ہم شکوی سی معذور نہین

وعدۂ حشر و تلافی جدائی معلوم
مین فرشتہ نہین انسان ہون تم حور نہین

وان نیایش کا گذر ہے نہ ستایش مقبول
وہ ستمگار کسی رنگ مین معذور نہین

قول کا دست حنائی کے بہروسا کیا ہے
ہاتہہ مین رنگ حنا ہی دل رنجور نہین

جانتا ہون کہ شکستو نکے لیے ہین پیمان
کیا کرون دل شکنی بہی تری منظور نہین

رشک پر رشک ہی اورون کو نہو گا کبتک
شاد مان ہون کہ دل غیر بہی مسرور نہین

قتل کے لطف تڑپنے کے مزے کچھہ اوٹھے
حیف اس گون بہی ہمارا تنِ رنجور نہین

شکوۂ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری
ہای وہ عربدہ جو یون بہی تو معذور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دمِ عرضِ وصال
اونکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ جی دور نہین

امیدِ سود تہی کچھہ زیان مین
وہ گردش بہی نہین اب آسمان مین

نہین پہرنا پڑیگا امتحان مین
زبان اک اور بہی رکھہ لو زبان مین

بنا ئے گہر دلِ نامہربان مین
وہ طاقت بہی نہین اب تو فغان مین

لکہے تہے جو نصیبِ دشمنان مین
وہ ارمان ہین دلِ ناشادمان مین

وہ کچھہ کچھہ بیٹھہ کر سننے لگے ہین
مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین

توقع پر ستم سہتے ہین کچھہ دن
وگرنہ کیا دہرا ہے امتحان مین

چلین آہستہ آہستہ سبکتاز
بہت سے خستہ پا ہین کاروان مین

مرا حال اور پہر میری زبانی
غضب رنگینیان ہین داستان مین

ستم ہے وہ زبان مجہہ سی بد بجاے
رہے اک عمر جو میرے دہان مین

انا الحق کہہ اوٹھا آخر کو منصور
نہین ہوتی سمائی رازدان مین

ہم ایسے حالِ دل کہنی سی باز آیے
عدو بہی ہمزبان ہو جس بیان مین

جفا ہی ناروا ہی مین تو سہہ لون
کسی کا گہر بہلا ہو اس زیان مین

خدا ہی ما ہو کہ ہون اقرار پورے
کہ لکنت ہی ابہی سی کچہہ زبان مین

تری نیرنگیون سی ہین امیدین
کہ کچھہ کچھہ ہونیوالا ہے جہان مین

وہ اوٹھے پہر گیٔے یان آتے آتے
ابہی وقفہ ہے مرگِ ناگہان مین

رہے دشمن نواسنجی کی چرچے
قفس مین ہم رہے یا آشیانین

ظہیر اور داغ اور حالی ہین اب تو
کبھی تھے مومن و غالب جہانین

ردیف واو

نہین کیا یہ بھی قدرت انقلاب چشم فتان کو
کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو

غضب کے توڑ جوڑ آتے ہین اوسکی چشم فتانکو
کسی کا دل کہین توڑا کہین باندہا ہی پیمان کو

مرے دل سے مٹا دو ناصحو وحشت کے سامانکو
کہ دامان خیال یار سے سی دو گریبان کو

نہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کو
کہ اتنی ناتوانی پر اوٹہالین سر پہ زندان کو

فروغستان بتاؤ ساز عشرت سی شبستان کو
مرے بدلے نکالو گہر سے اپنی میرے ارمان کو

سر عاجز نوازی بہی تو شان سرفرازی ہے
گھٹا دو بے نیازی کو بڑہا دو دور دامان کو

جہان کی تیرہ روزی نے مرا گہر تاک رکہا ہے
یہین ہر پہر کے ملتا ہی ٹہکانا شام ہجران کو

زبان کہلوا کے پیش غیر کیون سوای عالم ہو
مری دل ہی مین رہنے دو مری چاک گریبان کو

کہلینگے گل تو آگے آگے اب تو زیب دامن ہین
خدا رکہے سلامت دیدہ خونابہ افشان کو

ہماری بد نصیبی پر یہی حسرت ناز کرتی ہے
نہ ہمسے ساز قسمت کو نہ سر سے ربط سامانکو

محبت کے کرشمے کچہہ زمانے سے نرالے ہین
گریبان زلیخا مین سیا یوسف کے دامان کو

مرے زخم جگر کا چارہ گر بہرنا تو مشکل ہے
مگر ہان زخم کے روزن مین گر رہنے دو پیکان کو

کشاکش سی کشاکش ہے بہم حسن و محبت مین
ترے دامن کو وہ کہینچے تو یہہ میرے گریبان کو

لگاؤ سینہ بسمل پہ ناوک بر سر ناوک
تم اپنے تیر کے بدلے نکالو دل سے ارمان کو

نہ لوٹے برق خرمن سوز اکدن رخت ہستی پر
نہ پہونکا آتش غم نے بہی اس بے سر و سامان کو

حسابِ دوستان در دل سمجھ لیجے تو بہتر ہے
کہ ہمنے دل کے بدلی مین نگار کہا ہی پیکانکو

دیے ہین وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب اوسنے
کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلفِ پریشان کو

گلہ کسکا کرین دونو کو نقشِ آب کہتے ہین
ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیمان کو

جوابِ نامۂ دلدار قاصد مختصر یہ ہے
کہ اب مجھ سے چھپاتے ہین مری حالِ پریشانکو

جسے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلمان کا
وہ کافر خاک سمجھیگا شکستِ عہد و پیمان کو

کہین مٹ بھی چکے جھگڑا رفوگر پارہ دوزی کا
رگِ جان سے مری سی دی مری چاکِ گریبانکو

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہین
ظہیر و مومن و آزردہ و ذوق سخندان کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی پہ تھا کوئی مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی پیار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم بھی تھے ایکجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نگاہِ ناز کرشمہ زا وہ ادای لطف ستم نما
وہ حجاب نرگس سہمہ سا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بنانا چہرۂ عتاب کا وہ نہ دینا موںہہ سی جواب کا
وہ کسی کی منت و التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہین جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرمِ راز تھا
مین وہی ہون عاشقِ باوفا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تمسے مجھی گلہ
کرون شکوہ کون سی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی ساز تھی کبھی ہم بھی وقفِ نیاز تھے
ہمین یاد تھا سو جتا دیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو دل سی دلکو لگاؤ تھی تو بگاڑ مین بھی بناؤ تھے
وہ تمہارا ناز سی روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا
وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو مزی تھی شرم و حجاب مین تو نہ تھی لطفِ عتاب مین
وہ حجاب و قہرِ شباب کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شبِ وصل مین جو ہوی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی دمبدم
جو قرار تھا کسی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابھی تھوڑی ہی دن کا ہے تذکرہ کہ رقیب کہتی تھی برملا — میرے آگے تمکو برا بھلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو ہنسی ہنسی ہین ہوے خفا تو لپٹ کی سینی سی دیا — یہ تو کل شب کا ہی ماجرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہنسکے مونہہ کو چھپا لیا کبھی مسکرا کی دکھا دیا — کبھی شوخیان تہین کبھی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی شکر لطف وصال کی کبھی شکوہ رنج وملال کے — کبھی طیش طعنۂ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہی عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بیحیا
وہ جو رند خانہ بدوش تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پہر جاییے جو تمسے دل دشمن تو مزا ہو — ہم تو دکہا دین ابہی کیا تہے ابہی کیا ہو
ملنا ہے تو مل جاؤ خفا ہو تو خفا ہو — ہم کوئی گنہگار ہین تم کوئی خدا ہو
اچہا ہے اگر لطف کے پردے مین جفا ہو — شوخی ہو طبیعت مین نگاہو نمین حیا ہو
کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو — بیداد سے کیا کم ہے اگر حسن ادا ہو
دشمن کی کدورت نہ مٹا ؤمرے دلسے — اس مین نہ تمہارا کوئی نقش کف پا ہو
ہمسایہ تو کیسا کبھی در تک نہین آتے — کیا تم بہی شکست دل محزون کی صدا ہو
کیا بات ہے پیمان شکستہ کی درستی — مین وقت گذشتہ ہون کہ تم عہد وفا ہو
تم اور تمہین صاعقہ و برق سے نسبت — ہان آپہی اپنی کوئی شوخی کی ادا ہو
تمکو تو دل آزاری عاشق سے غرض ہے — وہ جور ہی کیون کیجیے جس مین کہ مزا ہو
آتے ہین مزے وصل کے بیتابی دل مین — اغلب ہے کہ یہ بہی اوسی کافر کی ادا ہو
تم کیون رہو تمکو دل اغیار سے مطلب — حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو
کچھہ ناز مین رنجش ہو تو رنجش مین لگاوٹ — کچھہ شرم مین شوخی ہو تو شوخی مین حیا ہو
تم جان سہی جان سے امید وفا کیا — گر دل ہو تو بیزار رہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامیٔ عشاق ہے محبوب سے کمتر — تم مجھ سے سو خلق مین انگشت نما ہو

کچھ سوچ لو کچھ دیکھ لو اس عشق کی انجام — ہم یہ نہین کہتے ہین کہ دشمن کو نہ چاہو

تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت — عالم کے گناہون کی مرے دلکو سزا ہو

جنت مین ظہیر قدح آشام اگر جائے
ناکردہ گناہون کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ تم غیر کو چاہو — معشوق تو یہ کچھ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو

تم دیر مین جاکر تو ذرا جلوہ فزا ہو — پھر ہم بھی تو دیکھین کہ کدھر قبلہ نما ہو

جب لطف ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو — پنہان نگہ لطف مین کاوش کی ادا ہو

مین اپنی وفاؤن سے سزاوار جفا ہون — تم اپنی جفاؤن سے گرفتار وفا ہو

مین اوس ستم ایجاد سے بڑھ کر ہون جفاجو — وان جور و ستم کم ہو تو یان شوق سوا ہو

تم غیر سے پھرتے نہین اور تم سے دل اپنا — کیا تم بھی ہماری دل محزون کی وفا ہو

کچھ دور نہین حشر مین دشمن کی بن آئے — تم جسکی طرف ہو اوسی جانب کو خدا ہو

آئینہ نہ دیکھو کہین مجھ سے ہی نہ بچ جاؤ — پہلی ہی تم اپنی نگہ ہوش ربا ہو

قاصد کی کف پا سے ملون خط جبین کو — کافر کی نہ مٹی مین مقدر کا لکھا ہو

تم کیا ہو کہ دل ہو جدھر آئے غضب آیا — اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

اچھا نہین اتنا بھی نگاہون کا بگڑنا — ایسا نہ ہو تم خلق مین انگشت نما ہو

دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالون — گر جان لون تو غیر کے دل مین نہ رہا ہو

ہمنے ترے بیداد دین وہ لطف اوٹھائے — راضی ہین جو ناکردہ گناہون کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزیٔ اعمال — تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھہ کو
ہے اور اچھا خیال ہے مجھہ کو

ہر دم اونکا خیال ہے مجھہ کو
ہجر مین بہی وصال ہے مجھہ کو

وہ اور اون سے وصال ہی مجھکو
خواب ہے یا خیال ہے مجھہ کو

خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران
دولت بیزوال ہے مجھکو

کیون نہ کہٹکون فلک کی آنکہون مین
کاہشون مین کمال ہے مجھکو

خواب مین بہی ہون وصل سی محروم
جانتا ہون خیال ہے مجھہ کو

بیخود شوق ہون نہین معلوم
ہجر ہے یا وصال ہے مجھہ کو

آنکہ لڑتی رہی حسینون سے
شوق جنگ وجدال ہے مجھکو

اپنے جامہ سے دور ہون جتنا
دوست سے اتصال ہی مجھہ کو

سونچتا ہون وصال کی تدبیر
خوب فکر مآل ہے مجھکو

سونپتا ہون رقیب کو انصاف
خواہش انفصال ہے مجھکو

فیصلہ ہے نگہہ ملانے مین
سہل اتکو محال ہے مجھہ کو

طبع وقت پسند رکہتا ہون
آرزوے محال ہے مجھکو

اپنے اللہ کا مقلد ہون
عشق حسن وجمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو
سر پر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو

مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے
یا رب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو

سب آفتین جہان کی مردم کی ساتھ ہین
بجلی ہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائین دل کی دلمین مری بدگمانیان
یارب وہ شوخیون سے جہان بیٹھان نہو

اک التفات عام نے سب کچھہ بھلادیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نامہربان نہو

جینے کی کچھہ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج وغم
مرجائین لاکھہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان ظہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کھو دیا جان سے دیدیکے دلاسے مجھکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجھکو

اوسکے کوچہ مین پٹک آئین بلا سے مجھکو
دوست کیا جاکے ملائینگے خدا سے مجھکو

آج کیا کیا نہ شکایت ہے قضا سے مجھکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجھکو

کیا نمک پاش جراحت ہے تسلی اونکی
مژدۂ وصل سے دیتے ہین دلاسے مجھکو

ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجھکو

شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلت مرگ
اونکو شکوی ہین حیا سے تو قضا سے مجھہ کو

ناک مین دم ہے تری ہاتھہ سے کمبخت ظہیر
یار آجائے کہین موت بلا سے مجھہ کو

سوز دل سی کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو

گر لکھون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا پانو اور بال کبوتر خشک ہو

تشنۂ دیدار وہ ہون ذبح کیجے گر مجھے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو

ہے مری آنکھون سی جاری جادر آب روان
آنسوؤنکے پونچھنے سے کب سمندر خشک ہو

ہو سکے تو کچھہ علاج سوزش دل کیجیے
اشک نالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو

ہے مری تردامنی سے آب رحمت آب آب
ترکرون گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

آب گریہ مین ہون نخل بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوبِ خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک مالی سے کسیکی جوش طوفان تھم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تمہاری خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریا بار کیونکر خشک ہو

باغ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہالِ خشک ہون جو پھول پھلکر خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوش بہار مین خزان
وہ گلِ پژمردہ ہون جو شاخِ گل پر خشک ہو

تشنہ کامانِ ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آب کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر رہے فردوس مین
اور زمین پر لاکے زاہد کوثر خشک ہو

ہم سبکسار نہ پہونچے منزلِ تسلیم کو
دوشِ نسیان پر کہا بارِ امید و بیم کو

بوی گل ای رشکِ گل اوٹھی تری تعظیم کو
نونہالانِ چمن بچھہ بچھہ گیے تسلیم کو

خوب ٹالا حضرتِ واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہین مین ناتوان
اضطرابِ دل اوٹھاتا ہے تری تعظیم کو

صحبتِ خاصانِ حق بہی حفظِ حق سی کم نہین
نار سے دہشت نہین دامانِ ابراہیم کو

اندنون کچھہ گردشِ چشمِ فسون گر اور ہے
ای منجم دیکھہ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین مل کر ڈہونڈہی ہمنے راہِ کوی دوست
ٹھوکرین کہا کہا کے پہونچے منزلِ تسلیم کو

خارِ خارِ دشت پر ہے تار تار پیرہن
ہمنے ای دستِ جنون مانا تری تقسیم کو

اللہ اللہ ای ظہیر خستہ جان تیری نصیب
تو جھکے تسلیم کو اور وہ اوٹھین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمتِ دشمن وہ چلے ہین کھینچکر شمشیر کو

دیکہنا صورت گرونکی شوخیٔ تحریر کو
زردیٔ رخ سے مری کہینچا مری تصویر کو

آفرین صد آفرین جذبِ دلِ نخچیر کو
شست تیرانداز مین پر لگ گئی ہین تیر کو

کچہہ تو ایسا لکہہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکہون سے ملتے ہین مری تحریر کو

رہروانِ منزلِ تسلیم ہین عاجز نواز
کیون نہ آنکہون مین جگہہ دون خاکِ دامنگیر کو

ہے اگر فکرِ رفو پیراہنِ صد چاک کی
قطع کر ناصح مری دستِ گریبان گیر کو

گفتگو مطلب مین ہے اور حرفِ مطلب فوت ہے
دیکہنا اوس حیلہ جو کی شوخیٔ تقریر کو

عاجزونکی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جہٹک دیتے ہین میری خاکِ دامنگیر کو

دیکہہ لو مجہہ کو نگاہِ لطف سے مرجاؤنگا
کب عتاب و قہر ہے شایان مری تعذیر کو

حسرتین بڑہتی ہین اوتنی جسقدر پڑتی ہین تیر
اک جہانِ دل ہے شایان سینۂ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجہہ کو واہ قسّامِ ازل
سر نوشت غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہین مری حیرانیان میرے لیے سوسو بناؤ
لے اوڑا ہے رنگ رخ میرا مری تصویر کو

مجہہ سے ناصح لذتِ زخمِ ملامت کچہہ نہ پوچہہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہون وہ ناکامِ ازل اک خلق ہی جس سے نفور
ننگ ہے دامن سے میرے خارِ دامنگیر کو

غیر کیا سمجہے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچہنا تہا مجہہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجشِ بیجا بہی ہو جاتی ہے تدبیرِ وصال
خود چلے آتے ہین وہ کہینچے ہوے شمشیر کو

دیکہنا نشو و نماے شوقِ قتلِ کشتنی
دمبدم بالیدگی ہے سبزۂ شمشیر کو

اک صنمخانے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوے
ہمنے دیکہا تہا ظہیرِ مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہین بیٹہے کہین ہو
[illegible] ہے پہلو مین ہوا و ر پہر نہین ہو

عدو مجھہ سا نہ کیون اندوھگین ہو / کہ تم شوخی سے اپنی ہر کہین ہو
نگہ کیا تم تو خود دل مین سکین ہو / سراپا نرگس سحر آفرین ہو
اشارے کر رہی ہے چشمِ فتان / کہ جو ہونا ہے محشر مین نہین ہو
تمہاری سب بے نیازی سے کے تصدق / عدو کا در رہو اور میری جبین ہو
مرا حال اوس خدا مارے سے پوچھو / کہ مجھہ سا مورد بیداد و کین ہو
جہان بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا گے / قیامت ہے قیامت آفرین ہو
بلا ہے وہ نگاہِ صلح دشمن / کہ جتنی شرمگین ہو خشمگین ہو

ہوئے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر / ظہیر زار کیون زار و حزین ہو

ہماری ضد سے پابندِ وفا ہو / وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو
تمہین کیا جانتا ہی کوئی کیا ہو / قیامت ہو قیامت سی سوا ہو
تمہین کہدو تمہارا حال کیا ہو / اگر تمسا کوئی مجھپر فدا ہو
سراپا حشر ہو قہرِ خدا ہو / مگر با این ہمہ پھر خوشنما ہو
پڑی پر تو اسے تینے خوشنما ہو / بھلے ہو گر کسی سی تم تو کیا ہو
اگر ہو جانِ عاشق بیوفا ہو / اگر دل ہو دلِ بیمدعا ہو
یہ سب کچھہ ہو مگر اک چیز ہو تم / عدو ہو تند خو ہو بیوفا ہو
وہان مدِ نظر ہے خون کسی کا / عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو
وہ آسکتے نہین بیرونِ در تک / برا ہو اس نزاکت کا برا ہو
ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت / شکایت ہو تو پھر ایسے سے کیا ہو

میری گھر شوق سی آجاؤ ناصح
یہ سمجھونگا کہ تم بہی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بہی ہمین سے
پھر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہوجاؤن
تمہین آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پھوڑتا تھا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میری دعا ہو

تمہین زیبا نہین یہ رک رک کی ملنا
مرا دم ہو کے تم مجھسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزون
ستم بہی ہو تو کچھ سب سی سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے ذبح کرنیکی ادا ہو

پسے جاتے ہو کیون دشمن پہ اتنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابہی کس سی نگاہین لڑ رہی تہین
بجا ہے جسقدر مجھسے حیا ہو

وہ کوسی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا پای قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بہی میکدے کو
میان ایسے کہان کے پارسا ہو

شکوہ رنجش یہ لو رنجش بیجا دیکھو
اور برہم ہین وہ اولٹے یہ تماشا دیکھو

ہم تو ہرگز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکھو دیکھو کوئی دن اور تماشا دیکھو

عذر ایسا ہے نہ آنیکا نہین جسکا جواب
سچ تو ہے تم مجھے کس طرح تڑپتا دیکھو

یہ تماشا کبہی تمنے بہی نہ دیکھا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب یلدا دیکھو

بزم دشمن مین بلاتے ہین مجھی غیر سی وہ
لطف مین رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکھو

نامۂ غیر کو آنکھون سی لگاتے کیا ہو
دیکھو قسمت کا نوشتہ نہین مٹتا دیکھو

روز ہوتے ہین رقیبونکے گلے مجھسے ظہیر
دوست بن بن کے ستمگر کا ستانا دیکھو

دیکھہ لو کوچۂ اغیار مین گر تم مجھکو
طعنے دیتے ہین پس مرگ بھی مردم مجھکو
سہو مین سہو ہوا ذوق تبسم مجھہ کو
بیخودِ شوق ہون آتا ہے توہم مجھہ کو
اپنی ہمت کو مرے ظرف کو دیکھہ او ساقی
تو نہ پائیگی مجھے اور وہ پا جائینگے
آ گیا دم تنِ بیجان مین دوبارہ ساقی
کاش ہو بنت عنب مین دلِ عاشق کی کشش
لب تک آئی نہ دیا حرف تمنائی صاف
اونسے کہنے بھی نپایا تہا غم ہجر تمام
میکدے کی کہین زاہد مری مٹی تو نہین
دہو دیا اشکِ ندامت نی مرا دامنِ تر
یہ کسی اور کو دو آب بقا کے چھینٹے
بحر پندار سے افسوس ابہرنے نہ دیا
چھیڑ مین چھیڑ ہنسی مین ہی ہنسی باتین بات
گدگدا کر مجھے رلواکے ہنساتی کیا ہو

اوس گھڑی کے لیے اللہ کری گم مجھکو
تم مسیحا ہو تو لو آؤ کہو قُم مجھکو
یاد مین یاد رہے بھول کی بھی گم مجھکو
کہ مرا جوش محبت نہ کرے گم مجھہ کو
جام کیا پیتے ہے دو چار تو دی خم مجھہ کو
دیکھہ اے بیخودیِ شوق نہ کر گم مجھہ کو
قلقل شیشہ ہوی زمزمۂ قُم مجھہ کو
کھینچے زاہد بھی کہ لیچل طرف خم مجھکو
کس فسونگر نے رکھا محو تکلم مجھہ کو
بیکسی بول اوٹھی بھول گئے تم مجھہ کو
کھینچتی ہے کشش شوق سوے خم مجھکو
کیا ڈبوئیگا بس اب جرم کا قلزم مجھکو
بس ہے اے خضر مری خاک تیمم مجھکو
دل کی موجون نے رکھا غرق تلاطم مجھکو
اس عنایات پہ کیا کیا ہے توہم مجھکو
نہین بہاتا ہے شکر رنگ تبسم مجھکو

وہ مرے پاس رہے اور اونہین پایا نہ ظہیر
عمر بہر میری خودی نے ہی رکھا گم مجھکو

زمانہ نے کچھہ کہو کے پایا ہے مجھکو
سمجھہ کر لگا نہ بنایا ہے مجھہ کو

فلک نے جو دم بھر ہنسایا ہی مجھکو ۔ تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو
مجھے ہاتھہ سے کھو کے رویگی دنیا ۔ فلک نے بہت بہر کے پایا ہے مجھکو
مری آب و گل مین ہے مضمر خرابی ۔ مٹانے کو میرے بنایا ہے مجھکو
اوٹھادی جنہون نے قیودِ مذاہب ۔ بڑی کشمکش سے چہڑایا ہے مجھکو
سوا ہنسنے رونیکے اور کچھہ نہ جانا ۔ یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھہ کو
ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشی کی ۔ زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو
ہوی جب لگاؤن سے بیگانہ ہستی ۔ تو اپنے نے اپنا نہ پایا ہے مجھکو
کھلی آنکھہ جب دیدۂ حق نگر سے ۔ نہ دیکھا تھا جو کچھہ دکھایا ہے مجھکو
مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ ۔ اسی مین سے اور اوسنے کھایا ہی مجھکو
بہت رنگ دنیا مین بدلی ہین تمنے ۔ بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو
خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری ۔ وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو
مین اس زود رنجی کے قربان جاؤن ۔ کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو
خدا کے لیے یہ تو کہہ دے پیامی ۔ وہ آتے ہین یا وان بُلایا ہے مجھکو
پلاکر مۓ تلخ روزِ نخستین ۔ مزا زہر غم کا چکھایا ہی مجھکو
اوٹھاے مجھے کون ہی کسکی طاقت ۔ نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو
مرا نامہ بر بہی بڑا دور رس ہے ۔ مقدر کا لکھا دکھایا ہے مجھہ کو
بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل ۔ جلانے کو تمنے بُلایا ہے مجھہ کو
زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو ۔ کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو
کبھی مسکراۓ کبھی مونہہ بنایا ۔ نہین تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر این و آن سے نہین مجھکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجھکو

ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو گرے تو دکھا کی ہاتھہ
ہے ہے ترا وہ پاس ہی کہنا ہٹا کی ہاتھہ
ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال مین
قربان ناز پھیر دی گردن پہ اک چھری
کہتے ہین مجھہ سے کلفت ہجران نہ دیجیے
گھبرا کے گر اشتیاق مین کہتی ہین یار سے
بے پردہ لذت صحبت باہم ملا ہوا
دیتے ہین نہ ہرگز دل کو وہ ساغر شراب
ابتک دراز دستی ہجران گئی نہین
کھولے عدو نے دست حنا بستہ آپکے
میرا جواب خط نہین ہون عدو نہین
خط پرزے پرزے کر کے ہوا پر اوڑا دیا
باز آؤ تم جفا سے نہ ہرگز وفا سے ہم
سو بار ڈھونڈھتی ہوی آئی چلی گئی
مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے

جلتے ہوے مسیح بھی تجھہ سے ملا کی ہاتھہ
کمبخت ٹوٹتے بھی نہین بیجا کے ہاتھہ
تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کی ہاتھہ
اوٹھکر گلے مین ڈال دیے مسکرا کی ہاتھہ
اترا گئے ہین آپ قدم کو لگا کے ہاتھہ
کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہاتھہ
شرما کے اوسنے رکھہ لیے مونھہ پر اوٹھا کی ہاتھہ
مونھہ پھیر کر حیا سے ادا سے بڑھا کی ہاتھہ
جلتے رہے وصال مین تیغ ادا کی ہاتھہ
بیٹھے تہے قتل پر ہی مرے کیا بندھا کی ہاتھہ
دکھارہے ہے اوٹھے نہ حنا مین رچا کے ہاتھہ
بھیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہاتھہ
انصاف ای بتو ہے ہمارا خدا کے ہاتھہ
ہم ناتوانیون سے نہ آئے قضا کی ہاتھہ
قاصد کے گرد تک بھی نہ آئی صبا کی ہاتھہ

دست عطای شاہ ہے طبع روان مری
رکتے نہین ظہیر سخی سے سخا کے ہاتھ

تھی زندگی مین فکر کفن پیرہن کے ساتھ ہو قطع آرزو بھی ہماری کفن کے ساتھ
شکر جفای یار ہے اجزای تن کے ساتھ کھلتے دہان زخم ہین اپنے دہن کے ساتھ
کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر نیام سے چلتی ہے اونکی تیغ ہماری دہن کے ساتھ
وابستہ اپنے دم سے ہین دنیا کے رنج و غم سب قافلہ ہے ایک غریب الوطن کے ساتھ
سر پھوڑتے ہین آپ کی دیوار دیکھکر ہشیاریون سے کام ہین دیوانہ پن کے ساتھ
وہ گردش نگاہ ہے آشوب روزگار پھرتا ہے آسمان نگہہ سحر فن کے ساتھ

غربت مین یاد عیش وطن خیر ہے ظہیر
حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ

ملتی ہو کچھ اذان سے آہنگ بتکدہ کعبہ کی ہے بنا مین مگر سنگ بتکدہ
حسن بتان سے قدرت حق آشکار ہے ہر رنگ مین ہے جلوۂ نیرنگ بتکدہ
آگاہ ہو جو اصل بت و بت تراش سے تو سجدہ گاہ شیخ بنے سنگ بتکدہ
منزل کدھر ہے عزم کدھر دل کی گمرہی کعبے چلے ہین کرکے ہم آہنگ بتکدہ
دل بت پرستیون سے بنا ہی خدا پرست پایا نہ رنگ کعبہ کو بے رنگ بتکدہ
محروم جلوہ دونون ہین اس جلوہ گاہ مین زاہد ہے ننگ کعبہ تو مین ننگ بتکدہ
سچ ہے کہ جوش رشک مین کچھ سوجھتا نہین ویرانیون مین کرتے ہین ہم جنگ بتکدہ
کیا کیا نہ سد راہ ہوئین ناتوانیان ہر ہر قدم ہے ضعف سے فرسنگ بتکدہ
زہاد خشک مغز بھی آجائین وجد مین سن پائین گر صدای دف و چنگ بتکدہ

ای حضرت ظہیر کہین آپ ہی نہون
تہا جبہہ سای کعبہ جو اک ننگ بتکدہ

دیکہہ پایے گر تری تصویر پشتِ آینہ
لوٹ جایے صورتِ نخچیر پشتِ آینہ

کاشکے وہ دیکہتے آئینہ میری ہاتہہ سے
اور دکہلاتے مجہے تقدیر پشتِ آینہ

کیون دکہایا آینہ اوسکو کہ پیش آئی مرے
ہے مری تقدیر کی تحریر پشتِ آینہ

اُف رے گرمی گفتگو کی اوڑ گیا سیماب تک
دیکہہ تو اپنے دمِ تقریر پشتِ آینہ

ذبح کر ڈالا مجہے ہو کر حجابِ روی یار
بن گئی آبِ دمِ شمشیر پشتِ آینہ

پہوٹ نکلا ہے تنِ آئینہ سی جلوہ تیرا
بن گئی ہے پیکرِ تصویر پشتِ آینہ

ہے ترے عکسِ رخ و زانو سی یکسان پشت و رو
آینہ بے مثل اور تصویر پشتِ آینہ

ای ظہیر اب با اضافت چاہیی لکہنی غزل
بے اضافت کر چکے تحریر پشتِ آینہ

زانوِ دلبر پہ ہے تصویر پشتِ آینہ
اوج پر ہے ان دنون تقدیر پشتِ آینہ

عکسِ رخ سے گر ترے آئینہ ہوگا کامیاب
صاعقہ بن جائیگی تنویر پشتِ آینہ

جسم تیرا ای پری ہو غیرتِ آئینہ ہے
اور زلفِ خم بخم زنجیر پشتِ آینہ

پارۂ آہن کجا اور زانو نازک کجا
آئینے سے بڑہ گئی تقدیر پشتِ آینہ

ترے جلوہ نے بنایا آینہ کو آفتاب
اور ماہِ چاردہ تصویر پشتِ آینہ

وہ جو رخ سے بہر در تو یہ مری زانو کی لے
بن گئی تقدیر سے تدبیر پشتِ آینہ

آینہ ہی کیا تری جلوی سی ہی حیرت زدہ
بلکہ ہے آئینہ گر تصویر پشتِ آینہ

مین تو مین دشمن بہی گر سن لے تو اپنا سر دہنے
داستان زانو کی اور تقریر پشتِ آینہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ سر زانو ترے
میری قسمت کا لکھا اور تقدیر پشت آئینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
مدعا کی غیر نے تحریر پشت آئینہ

تو نہین لیکن نکل آئی ہے تیری شکل یہین
پردۂ آئینہ سے تصویر پشت آئینہ

آئینہ داری سے تیری کر دیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیر پشت آئینہ

واجب التعزیر دونون ہین کہا خودبین او سے
جرم آئینہ ہو یا تقصیر پشت آئینہ

مجھکو دہوکا عکس کا ہی وقت آرایش مرے
ہے جگر گون میری [illegible] پشت آئینہ

کہینچ لے اوس دل وحشی کو سیماب وار
جذب دل مین کاش ہوتا تیر پشت آئینہ

اے ظہیر اس رنگ مین مطلع نہین لطف بیان
خوش بیان کرتے نہین تقریر پشت آئینہ

ردیف یای

غزل در نعت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کام کیا حسن ملیح عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ہے تری شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچھے ہی گر افلاک سی پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بوالعجبی نے

لولاک لما کم نہین اپنی نازش افلاک
کیا شور مچایا ہے تری شہرت طلبی نے

یوسف سے رہا عشق مجازی کو سروکار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہماری ہے تو نزدیک خدا کو
نیرنگ دکھایے ہین تری بوالعجبی نے

ہرچند کہ مسجود ملائک ہوے آدم
تجھ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہون تری وصل سے ہی مین وصل خدا کا
مارا ہے مجھے اس آرزوئے بے ادبی نے

دیتا کوئی عاشق بھی ہے معشوق کو طعنے
مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے

ہے قند مکرر سے سوا اسم محمد
لوٹا ہے مجھے اس زمزمۂ زیرلبی نے

ہے آرزوئے شربت دیدار محمد
کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے

شاہا ہے مجھے روضہ پہ بلا لیجئے خدارا
ڈالا ہے غضب مین مری دنیا طلبی نے

جی جاؤن ظہیر اب بھی جو سن لون کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی العربی نے

غزل منقبت

بتاؤن کہ کیا عز و شان علی ہے
نہم آسمان آستان علی ہے

فلک پر فلک نردبان علی ہے
مکان سے گذر کر مکان علی ہے

کلام سلونی بیان علی ہے
جہان کچھ نہین وان جہان علی ہے

ازل سے ابد تک جہانکی نمایش
غبار پے کاروان علی ہے

علی ہی علی ہے زمین سے فلک تک
کہان سے کہان اوج شان علی ہے

دوئی ہے بس اتنی کہ ذات باری
نبی واسطہ درمیان علی ہے

علی ولی ہے اخ محمد
محمد پہ قربان جان علی ہے

ورود مبارک ہے گھر مین خدا کے
رسول امین میزبان علی ہے

جہان مین جہان تک ہی جنس طریقت
رواج متاع دکان علی ہے

خدا تک رسائی بہت سہل نکلی
کہ دوش نبی نردبان علی ہے

بشر کون اور کیا بشر کی ستایش
کہ خیر البشر مدح خوان علی ہے

رسائی نے پائی جہانتک رسائی / بہت دور اوس سے مکانِ علی ہے
نہین ہی نہین ہے کوئی اور جادہ / رہِ قربِ حق آستانِ علی ہے
طریقت کی راہین الگ ہی الگ ہین / جدا ہی جدا کچھہ جہانِ علی ہے
نبی و علی مین نہین کچھہ جدائی / کہ لحمک لحمی نشانِ علی ہے
علی ناطقِ نطقِ خیر الورا ہے / لسانِ پیمبر لسانِ علی ہے
علی ہے درِ شہرِ علمِ لدنی / کلامِ خدا بر زبانِ علی ہے
قصورِ بہشت و گلستانِ رضوان / سراغِ پئے پیروانِ علی ہے

ظہیر ثنا سنجِ فخرِ دو عالم
جبین سائے آستانِ علی ہے

مزہ جب ہے جفا اون کا کہ ارمانِ وفا نکلے / تمہارے تیر چٹکی سے مری دل سی دعا نکلے
تمہاری بزم سے ہم مضطر و ناشاد کیا نکلے / کسی کے مدعی نکلے کسی کا مدعا نکلے
کسی کی آرزو نکلے کسی کا مدعا نکلے / خدنگ اونکی نگاہون کے عجب کچھہ دلکشا نکلے
نکلنے کو ترے کوچے سے ہم تو بارہا نکلے / تمنا بنکے آئے ہین برنگِ مدعا نکلے
تمہین ہم اپنے دل مین ہای کیا سمجھے تھے کیا نکلے / بہت کچھہ بیوفا نکلے بہت نا آشنا نکلے
قیامت پر نہ رکھو فیصلہ دل کا خدا جانے / تمہاری مونہہ سی کیا نکلے ہماری مونہہ سے کیا نکلے
گمان ہو ناز کا جس پر ستم اوتنا ہی زیبا ہے / تغافل اوس قدر کیجے کہ اندازِ حیا نکلے
ستم سے ہے جب ستم انداز مین انداز پیدا ہو / ادا جب خوشنما ہے کج ادائی مین ادا نکلے
عدو بھی غیر ہین غیرون سے ملنا چاہیے کھنچکر / ادائے سادگی مین بانکپن کی بھی ادا نکلے
نہ دل مین ایک دم ٹھہرے نہ پہلو مین ذرا بیٹھے / تمہاری تیر تم سے بھی سوا کچھہ بیوفا نکلے

دعا تھی مرگ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تھی
کہ تو بزم عزا سے چشم گریان پونچھتا نکلے

ملے ہین خاک مین کیا کچھہ اٹھا کر خاک ہستی کی
تمہارے مرنے والے مرگ سے پہلے فنا نکلے

ستم ہے یہ دم فنا ہے دشمنی پہ جان جاتی ہے
برے ہو کر بہی تم تو اک جہان ہی خوشنما نکلے

ہزارون بیوفا دیکھے ہزارون پر جفا دیکھے
مگر تم تو دل آزاری مین اک قہرِ خدا نکلے

نیا اک حشر اوٹھیگا تمہارے دادخواہو نکا
تمہارے ظلم کے دفتر اگر روزِ جزا نکلے

وفا سے ہم نہ باز آئے جفا سے تمنے موہنہ پھیرا
ہمین پہر با وفا نکلے تمہین پہر بیوفا نکلے

ستم کیجے تو اس ڈہب سے جفا کیجے تو یون کیجے
کہ دل سے دوست دشمن کے صدائے مرحبا نکلے

زبانِ خاص اردوی معلّیٰ اسکو کہتے ہین
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد تری غم مین رہے
اور ہی رنگ مین کچھہ اور ہی عالم مین رہے

رشک کی غم مین رہے ہجر کی ماتم مین رہے
عمر بہر ہم اسی آفت مین اسی غم مین رہے

اسکا رونا ہے کہ وہ بہی الم و غم مین رہے
دلِ پر غم مین رہے دیدۂ پر نم مین رہے

تم تو پردے کو اولٹ دو یہ ہمارا ذمہ
تاب نظارۂ دیدار اگر ہم مین رہے

تم دکہا دو نہ ذرا موج تبسم اپنی
گفتگو پہر نہ دمِ عیسیِ مریم مین رہے

تجہہ کو اے زندگیِ ہجر کہان سے لاؤن
ہائے یون سوگ نشین وہ مری ماتم مین رہے

ہمسے رندانِ خرابات کہان ہوتے ہین
خم کو سجدہ کرے زاہد بہی اگر ہم مین رہے

نزع ہے یا ترا وعدہ ہے اجل ہے کہ وصال
دم نکلتا رہا اور پہر بہی اسی دم مین رہے

کچھہ لگاوٹ کے اشارے ہون دمِ قہر و عتاب
کچھہ تبسم کی ادا ابروے پر خم مین رہے

اشکباری سے کبہی عقدۂ دل وا نہوا
یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم مین رہے

جان کے ساتھہ رہے الفت جانان دلمین
اور دل کشمکش نالۂ پیہم مین رہے

دو گھڑی بھی جو ترے تفتہ جگر جا بیٹھین
ابر مین نم نہ رہے قطرہ نہ شبنم مین رہے

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچھہ نہ کچھہ شور تو برپا مری ماتم مین رہے

مرحلے عشق کے طے کرکے عدم تک پہنچے
تذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہے

دل گیا ہاتھہ سے اور دل سی امیدین گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پرغم مین رہے

وہ بھی ہونگے کہ بر آئی ہون امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے ظہیر آفت پیہم مین رہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جھکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

آنکھین ہین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا درازی شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بھی کچھہ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
وان امتحان ناز ہے اوریان نیاز ہے

ڈالا ہے مجھہ کو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس مہ نہ چھپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گر ہو عدو سے بڑھے ہوے
اپنے بھی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بھری ہوئی
وہ چشم خواب ناز مین بھی نیمباز ہے

ڈرتا ہون اونکو رحم نہ آجاے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جنکو وہ جلوے ہی اور ہین
عشق مجاز مین بھی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بھی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو مین نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہائی کس طرح سے کاٹے شب ہجران کوئی

ہر لب زخم ہے گویا نہین پرسان کوئی
کیا کہے کس سے گلہ حسرت پنہان کوئی

پھر ملے یا نہ ملے ای شب ہجران کوئی
دیکھنا دل مین نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہل محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ مین ہے کچھہ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہین دل سی مری ارمان کوئی

ہم تو سمجھے نظر آتے نہین تا شام وصال
اپنے وعدے سے نہو دل مین پشیمان کوئی

کاش تجھپر بھی کسی دن تو کچھہ ایسی بنجا ہی
کہ تری بات نہ پوچھے شب ہجران کوئی

تم جو آؤ تو ابھی دل سی نکالون سبکو
تمسے بڑھ کر تو نہین حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچھے ہوے جبنا کہ ہوا حال تباہ
کہ برے حال مین کرتا نہین درمان کوئی

ایسے دنیا مین وفادار کہان ملتے ہین
دم نکلتا ہے نکلتا نہین ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ الفت اصنام ظہیر
یار تجھہ سا تو نہین دشمن ایمان کوئی

دلبستگی ہے اور کشاد نقاب سے
شرمائیے وہ حجاب سی ہم اضطراب سے

ہے کشمکش مین جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہین توبہ توبہ سی دامن شراب سے

اپنے تو دن پھری نہ کبھی انقلاب سے
پہلے ہے کچھہ زمانہ پیری شباب سے

قہر و عتاب لو ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندھی مجھے خط کی جواب سے

کیسے کشود کار کہ وابستہ ہین وہان
عقدی مری نصیب کی بند نقاب سے

کس کس فریب سے شب وعدہ بسر ہوئی
کیا کیا خجل ہین ہم دل ناکامیاب سے

تیرا برا ہو پھر گیا ای ہجوم شوق
گھبرا کے اوٹھہ گئے وہ مری اضطراب سے

بیتاب ہون کہ شغل مین کچھہ دل بہل گیا
تسکین دل ہوی تو ہوی اضطراب سے

گستاخیان معاف ہون ای حضرتِ ظہیر
شرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

بیٹھے ہین شرمناک کچھہ ایسے حجاب سے
گویا اوٹھے ہین غیر کی آغوش خواب سے

سر پھوڑے کون حضرتِ ناصح جناب سے
بہتر ہے خامشی سخنِ ناصواب سے

وہ کچھہ کہا کہ یاس ہوی خود جواب سے
قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب نے

لڑتے ہین اور نگہہ نہین لڑتی حجاب سے
اُلفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے

یہ بات پند گو کی مرے دل کو بہا گئی
کچھہ کم نہین ہے چاہ خدا کی عتاب سے

ضد ہی او نہین تو سعیِ طلب سب ہین رائگان
وہ خود ہی آملین گے مری اجتناب سے

اچھی کہی کہ بات بھی کھوئی رہی سہی
وہ خود ہی منفعل ہین کچھہ اپنے جواب سے

مجھہ سا ہے دست شوق بھی رقت پسند ہے
اولجھا ہے کسکے عقدۂ بندِ نقاب سے

خط لیکے نامہ بر مجھے تکتا ہی رہ گیا
وہ مجھہ سے ناامید ہی اور مین جواب سے

اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہین منفعل
وہ ہمسے اور ہم دلِ ناکامیاب سے

وہ روٹھنا کسی کا مجھے یاد ہے ظہیر
دامن چھڑا چھڑا کے وہ اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوی دل حیران مین فروزان کیجے
بحر مواج کو قطرہ مین نمایان کیجے

چلیے اور چل کے وہین نالہ و افغان کیجے
دل برہم کی طرح بزم پریشان کیجے

آپ اور حضرت ناصح مری وحشت کی علاج
پہلے اپنا تو ذرا چارۂ درمان کیجے

کون کہتا ہے کہ جھوٹے ہین تمہارے اقرار
مدعی سے بھی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائین تو سہی سب کیجے / شکوے کر کر کے رقیبون کو پشیمان کیجے

مجھسے کچھہ بڑھہ کے یہ مجبور ہے مشتاق جمال / وصل کی شب کو مری ساتھہ ہی مہمان کیجے

سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق / محو ہو جائیے محو رخ حیران کیجے

آئیے اور آکے چلے آپ عدو کی ہمراہ / مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہمان کیجے

اشک غماز ہی ٹھہرے ہین تو پھر آج ظہیر
چشم کو گریہ فشان گریہ کو طوفان کیجے

پہلے کچھہ شغل صفای دل حیران کیجے / پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجے

صبر و طاقت ہو تو نذر غم جانان کیجے / پاس کچھہ بھی نہین کیا دعوت مہمان کیجے

بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجے / اپنے مونہہ سے یہ کہون کیا مجھی مہمان کیجے

آج سب فیصلۂ رنجش پنہان کیجے / توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجے

پردہ وہ کیجیے ہین آنکھہ اوٹھا ہی نسکون / مجھہ کو یہہ لطف سے شرمندۂ احسان کیجے

گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین / ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجے

سچ تو یہ ہے کہ نئی بات مین ہے لطف نیا / عہد پھر توڑیے پھر وعدۂ و پیمان کیجے

ہاتھہ چلتے ہوی گردن یہ لگاتے چلیے / سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجے

درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی / راز وہ راز نہین یہ جسے پنہان کیجے

خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ پی مین نہین / گل ہون گلشن مین تو آرایش دامان کیجے

شست و شوی رحمت حق کی ہی تو کیا پاک ظہیر
خوب آلودۂ می خرقۂ و دامان کیجے

ناصح تمہاری پند ہی کچھہ کار گر ہوی / کم کم ملے تو چاہ ادھر بیشتر ہوی

کسکا گلہ کہان کی ستم کون داد خواہ
تم ہوگیے جدہر کو خدائی ادہر ہوی

بے التفاتیون سے کہان تاب التفات
دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی

کہتی ہے خود نگاہ کہ مد نظر ہے غیر
جو پردہ دار تہی وہی اب پردہ در ہوی

جز مرگ دارو مرض غم نہ تہی ظہیر
کچہہ یہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجھے سے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے
تمہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے

مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے
مجھے اونکی اونہین میری خبر ہے

مری حیرت کے چرچے ہین جہان مین
خموشی ہی مری شورش اثر ہے

ستمگر کا جواب خط تو دیکہو
سر قاصد بجای نامہ بر ہے

شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے
ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے

عنان کش ہے خیال بزم دشمن
وہ جاتے ہین کہان سنتہ کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے
پابند غم ہستی برباد نہوتے

مشکل تہی دیت رنجش بازوی ستم کی
گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے

جلنے سے سوا کچہہ ہمین مرنیکی خوشی کی
گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے

وہ سینۂ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نہ رکہتے
گر لب پہ مرے نالہ و فریاد نہوتے

اب قتل سے کیا باک ہی جی ہار چکے ہین
یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے

وہ رخ ہی بنائی تہی اگر تجہہ کو خدایا
دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سنتے ترے نالے تو ظہیر جگر افگار
ہم پاس بھی آکر ترے آباد نہ ہوتے

غیر کے ساتھ عیادت کے بہانے آئے
لو مرے راحت جان بنکے ستانے آئے

تھی شب وعدہ عجب کشمکش یاس و امید
موت آئی ہے تو کچھ ہوش ٹھکانے آئے

دم ہے یا حسرت دل ہے کہ نکلتا ہی نہیں
مجھکو سو بار وہ یٰسین سنانے آئے

شکوہ سنجی سے فقط ذکر عدو تھا منظور
گرمجوشی سے مری دلکو جلانے آئے

دشمنی غیر کو ہے مجھسے پر اتنی تو نہیں
دوست بنکر جو دل دوست دکھانے آئے

پھر چتون سے عیان موج تبسم لب پر
پھر نہ کہنا کہ مجھے لوگ بنانے آئے

ٹونک میں دہوم ہے کل سے کہ ظہیر خستہ
سرگذشت دل محزون ہمین سنانے آئے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی
کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی

ارمان بن کے جان حزین ہی نکل نہ جائے
کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی

بیجا ہین شکوہ ہاے بدآموزی رقیب
کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی

آسان نہین ہے شرح تف سوز اشتیاق
پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی

اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا
آنکھین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی

موج صبا ہزار چمن مین کھلاے گل
ممکن نہین کہ غنچۂ دل وا کرے کوئی

منظور اس حجاب سے افشاے راز ہے
چھپ چھپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی

آخر ملے ہین ہاتھ کسی کام کے لیے
پھاڑے اگر نہ جیب تو پھر کیا کرے کوئی

وان ایک ہی جواب ہے لاکھون سوال کا
کس مونہہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل مین اک جہانِ تمنا بسائین گے
ہان انسداد نرگس شہلا کرے کوئی

انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

رنگ دل کا جس مین ہو کاشانہ ایسا چاہیئے
لوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیئے

مجھسے بڑھ کر ہون فدا اپنی ادا پر آپ وہ
چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیئے

پوچھتے ہین آپ کیا ہمسے ہماری سرگذشت
مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیئے

ہم نہ باز آئے وفا سے وہ جفا سے تھک گئے
آفرین ای ہمتِ مردانہ ایسا چاہیئے

دیر تک سنتے رہے مجھسے مرا حالِ زبون
پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیئے

ای جنون کوسی عدو کی خاک اوڑا دی تجھے
جی لگے اپنا جہان ویرانہ ایسا چاہیئے

وہ سناؤن داستان جو حسبِ حالِ غیر ہو
دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیئے

لطف تو جب ہی کہ قاصد اونکو آتی ہی بنے
کچھہ جتانا شوق بیتابانہ ایسا چاہیئے

وسعتین دل کی سی ہرگز دشت و صحرا مین نہین
اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیئے

محرمِ رازِ محبت غیر سے بڑھ کر نہین
آشنا سے بڑھکے ہو بیگانہ ایسا چاہیئے

جام کے بدلے دلِ دشمن کو دیجیے ہاتھہ مین
جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیئے

آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت
حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیئے

جان دینی جا بجا شرط وفاداری نہین
آگ مین اپنی جلے پروانہ ایسا چاہیئے

آ رہو دل مین مری یان غیر کا سایہ نہین
ایسے خودبین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیئے

ہے ترے گیسو سی کچھہ آشفتہ تر حالِ ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیئے

شمع سوزاں رہے پروانہ غمناک رہے
بزم دنیا میں اگر یوں ہیں رہے خاک رہے

پھونک دی خار ہوا و ہوس ای آتش شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبھی سر پر کبھی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کف افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مارگزیدہ کے نہ تریاک رہے

آتے اس گلشن ہستی میں لیا ہی کیا خاک
آرزومند می ناب تہ تاک رہے

کیا کیا کچھ نہ کیا آی بھی کیوں کیا دیکھا
مست پندار رہے غافل و بیباک رہے

کچھ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچھ نہ رہے لاکھ کی گھر خاک رہے

دھو دیا اشک ندامت نی سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

واں بھی کچھ بیم قیامت میں تڑپے گذری
خاک ہو کر بھی نہ آسودہ تہ خاک رہے

خوف کیا گرمی خورشید قیامت سے ظہیر
دل میں داغ غم آل شہ لولاک رہے

جلتے بھنتے رہے گریاں رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفل دشمن میں تو کیا خاک رہے

پیچتاب دل عاشق کے اثر سے تم بھی
درہم و برہم و پر خشم و غضبناک رہے

عیش جب تھا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچھ وصل میں بھی رشک سے غمناک رہے

تمنے چھوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کی کیسے
بیمروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اوسمیں مزا ہی کیا ہے
کچھ بگڑتے رہو کچھ غیر ہوسناک رہے

دلکو تھامے ہوئے وہ بھی تو پھریں ساتھ مرے
گردش ایسی بھی تو ای گردش افلاک رہے

چین پاتی نہیں اور ونکے جلانے والے
تم بھی ہر دم صفت شعلہ غضبناک رہے

کیا کروں تاج سلیمان کو جو سر پہ ظہیر
سایۂ دامن شاہنشہ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہی محبت آزمائی کی
کچھہ چھپتی نہین بیگانگی مین آشنائی کی

مقرر غیر نے تلوون سی اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پھیکی پھیکی ہے کفِ پائی حنائی کی

بگڑتے کیا ہو مجھسے قہر کی چتون بھی دلکش ہے
ستم مین بھی تمہاری شوخیان ہین خوش ادائیکی

اگر منظور ہو تو لطف بھی قاتل ہی عاشق کا
ستم سے ہین کہین بڑھکر ادائین دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل مین ناشاد رہنے کو
شکایت مجھسے ہوتی ہی عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطفِ وصل سی بھی ہو نہین سکتی
سہی ہی اسقدر زحمت غم درد جدائی کی

عدو سے اب ہوسکاری کی شیوی ہم بھی سیکھینگے
یہی مُہر وفا ہے گر تلافی بےوفائی کی

یہی تھا ذوق ناکامی تو اس سی غیر ہی ملتے
کہ شہرت آپ سی بڑھ کر ہی اوسکی بیوفائیکی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطفِ وصل بھی کھویا
شکایت چھیڑ کر اون سے تمہاری جدائی کی

بھلے کو محتسب بھی میکدی سے نابلد نکلا
خدا نے شرم رکھہ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکھین ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچھہ دون کی لیتے تھے حضرت پارسائیکی

دیکھنے نکلا ہے کیا وہ مہر انور چاندنی
کچھہ سپیدی کی طرح پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

سایہ گستر بام پر رہتی ہے شب بھر چاندنی
غیر پر شیدا ہی یا عاشق ہی تم پر چاندنی

ہے شب وصل عدو جامہ سی باہر چاندنی
آج گھر گھر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شبِ یلدای غم مین کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مری غمخانے مین ظلمت سی بدتر چاندنی

کچھہ تکلف سی تکلف ہین وصالِ غیر کے
خود بچھی جاتی ہے کچھہ بن بن کی بستر چاندنی

کیا کہون کس طرح کٹتی ہی شبِ مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجھے بن بن کی خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہی تمسے جدھر جاتی ہو تم
بھاگ جاتی ہی اودھر دامن چھڑا کر چاندنی

سایۂ دیوار سے ہے یا گوشۂ دیوار یار
برق بنکر کیون نہین گرتی ہی مجہپر چاندنی

کیا شب ہجران مین خاک اوڑتی ہی ذرہ ذرہ پر
تیرہ روزی سی مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ہان ظہیر اس بحر مین لکہو کوئی ایسی غزل
دیکہکر جسکو رہے حیران و ششدر چاندنی

ہے نگاہ غیر سے مشتاق بڑہ کر چاندنی
تاکتی رہتی ہے شب بہر روزن در چاندنی

سازگار وصل دشمن ہے مقرر چاندنی
کیا مری ضد سے نکلتی ہی چہٹک کر چاندنی

آج تو بیطرح نکلی ہے چہلک کر چاندنی
ہے مگر پرتو ربا ہی روی انور چاندنی

حسن و تمکین کے لیے افتادگی ہی پر ضرور
آسمان پر چاند ہی اور ہے زمین پر چاندنی

سب کو زینت تمسے ہی اور تم نہین تو کچہہ نہین
ہے مرے گہر مین تو ہے کیا خاک تہر چاندنی

وہ فروغ روی انور وہ بہار ماہتاب
کہل رہی ہے اور بہی اک چاندنی پر چاندنی

تم مرے پہلو مین ہو پہلو تجلی زا ہے
آگئی گہر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی

چاندنی اور وصل دشمن ہے قیامت ہای ہای
کاش آجائی مرے دل مین سمٹ کر چاندنی

یہ جوانی کی امنگین اور یہ جوش شباب
دیکہیے کیا قہر ڈہاے یہ ستمگر چاندنی

گہر مین عاشق کے شب مہتاب مین اندہیر ہے
وہ مکدر ہین تو ہے کیا کچہہ مکدر چاندنی

ساتہہ ساتہہ اپنے لگا لائی ہی کوہی غیر تک
دیکہیے کیا گل کہلاے یہ فسونگر چاندنی

یہ زمین اور یہ شگفتہ شعر اس مین ای ظہیر
کہل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

دل سلگتا ہے تب غم سے جگر جلتا ہے
ہم کہڑے دیکہتے ہین سامنے گہر جلتا ہے

شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے
جلنے والونکا چراغ آٹہہ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمین کیون ہونے
تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھی آگ لگے
کچھ تو ہے ناصح مشفق جو بنے ہین دلسوز
شمعِ محفل کو ذرا سامنے آنے دیجے
شمع اوس انجمنِ ناز مین کیا پائی فروغ
بیجل شعلہ ادائی دمِ رخصت کیا تھی

کوئی پروانہ اگر پیش نظر جلتا ہے
مین یہ خوش ہون کہ دلِ غیر ادہر جلتا ہے
اورنہ کی آگ مین کب کوئی بشر جلتا ہے
ہم دکھا دینگے کہ پروانہ کدہر جلتا ہے
کہ جہان عاشقِ تفسیدہ جگر جلتا ہے
دل مرا یون بھی تو ہنگام سفر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہین ہے شب ہجر انمین ظہیر
ہان مرے ساتھ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یا بہ سوزش ہی دلِ محرور ہوتا ہے
تصور سے تمہارے زنگ کلفت دور ہوتا ہے
یہ جتنا پردۂ پندار دل سے دور ہوتا ہے
سزائے دار ملتی ہے غضب ہی کلمۂ حق پر
جسے سب ہیچکارہ بیخود و بیہوش گنتی ہین
مزے لیتی ہین کچھ عاشق ہی آزارِ محبت کے
وفورِ شوق ہوتا ہے وہ جتنی دور کھنچتی ہین
کرشمے بھی نرالے ہین نگاہِ مست ساقی کے
وہی اک عکس طلعت ہے اسی جسطور سی دیکھو
اگر نورِ صفا ہو تو ابھی آئینۂ دل مین
دوئی ہستی خودی کیا ہے خیال ما و تو کسکا

مگر حسن و محبت مین عجب دستور ہوتا ہے
سویدائے دلِ حیرت زدہ کافور ہوتا ہے
حجاب آنکھون سے اوٹھتی ہین نظر مین نور ہوتا ہے
اور اوسیر اتفاقِ خاطرِ جمہور ہوتا ہے
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور ہوتا ہے
کہ جتنی رنج و غم سہتے ہین دل مسرور ہوتا ہے
نگاہون کو نظر ہوتی ہے دلکو نور ہوتا ہے
کہ جس سی لگ گئین آنکھین وہی مسرور ہوتا ہے
جدا کب آئینہ مین ناظر و منظور ہوتا ہے
تماشائے جمالِ ناظر و منظور ہوتا ہے
دلِ عاشق فروغِ نور سے معمور ہوتا ہے

کہین کچہہ بے نیازی ہے کہین مجبور نوازی ہے
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مرا ظلمتکدہ رشک فروغ طور ہوتا ہے

وہ ہر نشو و نما مین رنگ و بو اپنا دکہاتی ہین
جمال شاہد معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین وہ ہو کا ہے این کا کہین پردہ ہی چلمن کا
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

ظہیر اس دوربین مین جلوہ جانان نظر آیے
مگر زخم دل عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان نزدیکتر کتنا کوئی مہجور ہوتا ہے
خودی کافور ہوتی ہے دوئی سی دور ہوتا ہے

نہ ہر اہل ہوس ہمرتبہ منصور ہوتا ہے
اوسی کو آزماتے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانہ بیخود بیجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے پاس ہوتا ہی ادہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہان وصل حور ہوتا ہے
یہ زاہد بہی مگر اک محنتی مزدور ہوتا ہے

دکہا دیجے کوئی پرتو جمال عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نور سے معمور ہوتا ہے

شمیم راز پہوٹی ہے دہن سے غنچہ غنچہ کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغ طور ہوتا ہے

مجہے مشکل نہین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدا ہی شب ہجران ابہی کافور ہوتا ہی

مین اپنی روسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہئے
وہ اپنی شان رحمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا بہی بجا ہوتا ہے جو منظور ہو اونکو
وہ اچہا ہی لکہا جاتا ہی جو مستور ہوتا ہے

اونہین کیونکر نہوگا پاس جو مہجور ہو اون کا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ اونسے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچہہ آشکارا ہی نمایشہای نہان سے
اوران پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو درد دیتی ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہید خنجر تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامہ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

اسیرانِ فا مختار ہو کر ظلم سہتے ہین
تمہاری شوخیِ انداز پہ کچھہ شک گذرتے ہین
تماشے دیکھتے ہین ناظر و منظور بن بنکر
مجازی سے اگر اوبہر الٹو جاڈوبا حقیقت مین

کہین پابندِ تسلیم و رضا مجبور ہوتا ہے
جہان کچھہ کشتگانِ ناز کا مذکور ہوتا ہے
اگر جلوہ دکہانا دیکہنا منظور ہوتا ہے
محبت کا دلِ عاشق مین اک ناسور ہوتا ہے

گذرنا وادیِ توحید سے کچھہ سہل سمجھے ہو
ظہیر اس راہ مین جادہ دمِ ساطور ہوتا ہے

منتہای شوقِ امکانِ بشر سے دور ہے
بہول جانا عہد و پیمان کا کچھہ مشکل نہین
جی گیا وہ جان بلب جو جستجو مین مر گیا
اے عدو بیباک محوِ خانہ آرائی نہو
آتشِ ایمن نشیمن سے ہی ہو گو کتنی قریب
ہے مری گہر یا بہی سے تیرگی جہائی ہوئی
نامرادو یہاں سے سخت شوق دیکہا چاہیے
کچھہ خبر اوسکی نہ اسکو اور نہ کچھہ اسکی آشنے

ہے نظر اپنی وہان جو دور تر سے دور ہے
ہان مگر ایفای عہد اوس بیخبر سے دور ہے
مر مٹا وہ ناتوان جو اوسکے در سے دور ہے
کیا بہڑک اوٹہنا مری دردِ جگر سے دور ہے
دور ہے ابتک ہماری بال و پر سے دور ہے
گو ابہی شامِ شبِ ہجران سحر سے دور ہے
وان نظر پڑتی ہے جو حدِ نظر سے دور ہے
دور ہے دل سے جگر اور دل جگر سے دور ہے

پارسائی اور ظہیر رندِ مشرب کیا کہا
خیر کی امید رکہنی اوس بشر سے دور ہے

خرام ناز سے کسکا گذار راہ مین ہے
وہ ضد سے جا نہین سکتے ہین کوئی دشمن مین
ہمین بہی خاک مین ملنے کی حسرت آتی ہے

کہ ایک فتنۂ حشر آشکار راہ مین ہے
بہلا ہوا کہ ہمارا قرار راہ مین ہے
تمہاری رخ پہ جو پڑتا غبار راہ مین ہے

اثر پذیر ہوا جذبہ دل کا قاصد بھی
وفور شوق سے کچھ بیقرار راہ مین ہے

وہ نامراد الہی کہین ظہیر نہ ہو
تڑپ رہا جو کوئی بیقرار راہ مین ہے

گردش مین دور حشر ہے تیری خرام سے
فتنون کو چین ہے نہ قیامت قیام سے

آتی ہی جان جسم مین مرنیکے نام سے
کیا کام یان مسیح علیہ السلام سے

کہنے لگا ہی تو بھی اوسی کی سی اے ندیم
آتی ہی بوی خون مجھی تیری کلام سے

وعدی کی شب یہ چھپے کچھ اضطراب دل
پھرتا ہون دلکو تھامی ہوی گھر مین شام سے

پھر گئی ہی شرم سے اولٹی نگاہ ناز
کھینچ کھینچ کے رہ گئی ہی سر وہی نیام سے

ظالم ستم کے ساتھہ تلافی بھی شرط ہے
معجز دکھا کلام سے محشر خرام سے

لو ابتو قطع رسم محبت ہوی ظہیر
قاصد کے پانو کٹ گئی اپنے پیام سے

دم آخر بھی کس مشکل سے میرا دم نکلتا ہی
کہ دشمن تک مری حالت پہ یون ہی ہاتھہ ملتا ہے

فلک سی موت گر مانگون تو عمر خضر ملتی ہے
یہ کج رفتار جب چلتا ہی اولٹی چال چلتا ہے

ہم اونکی بزم مین جاتے ہین یا تقدیر یا قسمت
بھلا دیکھین تو اونکی موںہہ سے آخر کیا نکلتا ہے

ترقی عالم امکان مین آغاز تنزل ہے
جوانی جوش پر آتی ہے جبتنا حسن ڈھلتا ہی

گذاری عمر غفلت مین ظہیر روسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہی

کیا بتاؤن کہ جز و کل مین تماشا کیا ہی
قطرہ کیا چیز ہے اور ہستی دریا کیا ہی

جلوہ کسکا ہی صور کیا ہی ہیولا کیا ہے
مین کوئی چیز ہون تنی مجھی سمجھا کیا ہے

جلوہ گر کون ہے پردین تماشا کیا ہے ۔ آئینہ حیرت ہے کیا عکس دل آرا کیا ہے

یان ملی ہی تو ملیگی ہمین کیا وان نہ شراب ۔ اجکی آج نبیڑو غم فردا کیا ہے

ہم تو کہتی کہ نہ کہتی غم نہان اپنا ۔ تمنے پوچہا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے

دلگے او بچہاؤنے کچہہ اور ہی عقدی کہولے ۔ ہے مرا حسن طبیعت مجہی سودا کیا ہے

ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا ۔ قطرہ جب قطرہ ہے پہر ہستی دریا کیا ہے

ہی نظر اور کہین جوش جنون ہی کچہہ اور ۔ دشت وصحرا مری آنکہون مین سماتا کیا ہے

مدعا یہ ہے کہ مرجاؤن خوشی کے مارے ۔ پوچہتے ہین کہ ترے دلمین تمنا کیا ہے

تم جہان ہو وہین پڑتی ہین لگاہین اپنی ۔ مین بہت دور ہون تمنی مجہی سمجہا کیا ہے

بات پردیکی ہے کیونکر نہ چہپاؤن تمسے ۔ دل ہی دل مین نہ سمجہہ لو کہ تمنا کیا ہے

آج رکہنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی ۔ زندگانی کا شب ہجر بہروسا کیا ہے

آج تک ناصیہ فرسای در غیر رہے ۔ اور تقدیر مین کیا جانیے لکہا کیا ہے

مجہہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
ای ظہیر الفت اصنام مین رکہا کیا ہی

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی ۔ کچہہ ایسی پڑی ہی کہ اوٹہائی نہین جاتی

تم خود نہ چہپو بات چہپاتے ہو چہپاؤ ۔ یہہ کیا ہے کہ صورت بہی دکہائی نہین جاتی

عاشق ہون طبیعت مین ہی معشوق مزاجی ۔ یہ رنجش بیجا تو اوٹہائی نہین جاتی

عقدے مری تقدیر کے کہولے نہین کہلتے ۔ جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی

یان دعوی تقریر ہین احباب کو کیا کیا ۔ وان بات زبان تک بہی تو لائی نہین جاتی

کیا جانیے کیا پہونک گئی کان مین وان غیر ۔ کچہہ ایسی لگائی کہ بجہائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت کے مونہ آگ لگائی نہیں جاتی

کس قدر شوق شہادت یاں گریبانگیر ہے
حلقۂ طوق گلو ہر جوہر شمشیر ہے

جسقدر آزاد ہوں اوتنا ہی میں پابند ہوں
الفت صحرانوردی پانو کی زنجیر ہے

روسیاہی سے میں اپنی رستگار خلق ہوں
حشر میں کافی خلائق کو مری تقصیر ہے

حشر تک چھوٹا نہیں ہے بت پرستی کا مزہ
نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے

کشتۂ دل سے بناتے ہیں جہاں میں کیمیا
اے ہوس خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

خوبرو ممتاز ہوتے ہیں جہاں میں ظلم سے
برش شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے

رہ گیا فکر دہن میں دست نقاش ازل
مہر خاموشی دہن پر اب دم تقریر ہے

دیکھنا تمکو دم کشتن تو ہے میرا گناہ
دیر کرنی قتل میں کسکی کہو تقصیر ہے

میں ظہیر عصر ہوں ظاہر میں گو خاموش ہوں
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بھی او نہیں دعوی یکتائی ہے
ہر گھڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے

آنکھہ جمتی ہی نہیں وقت تماشا ہرگز
کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے

زندگی موت ہے اور موت حیات جاوید
آپ کی تیغ میں اعجاز مسیحائی ہے

ہم سے کھنچے وہ ہوے گردیدہ خدا کی قدرت
بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے

آنکھہ سے محفل احباب گذر جاتی ہے
جب یہ سنتے ہیں کہیں انجمن آرائی ہے

زندگی ہے تو شب غم بھی گذر جائیگی
ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے

آگیا دل کی ترنگوں میں ظہیر ناداں
وہ تو دیوانہ ہے تو بھی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری
رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری

نہ بہولینگی ہرگز ادائین تمہاری
کہین پیاری پیاری جفائین تمہاری

بہت آکے باتین بناتا ہے ناصح
اسی کیونکہ صورت دکہائین تمہاری

قیامت ہین جو جو ہین رویت کے منکر
وہ صورت یہان دیکہہ جائین تمہاری

تسلی فزا کیون نہو بیت ہماری
سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری

ہماری طرح تم بہی لیلو بلائین
جو تصویر تمکو دکہائین تمہاری

یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر
نہ چہوڑین گی جیتا ادائین تمہاری

ہوس کار الفت کے دم بہر رہی ہین
جتانی پڑین اب جفائین تمہاری

بسر ہو گئی زندگی مرتے جیتے
ہمین راس آئین جفائین تمہاری

حیا ہو چکی شوخیان حد سے گذرین
ستم ڈہائین گی اب ادائین تمہاری

خدا کے لیے باز آؤ ستم سے
کہ ناصح نہ سن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹھہ گیے قدردان سب جہان سے
غزل اب کسے ہم سنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرتِ دیدار سے
زندگی ہے موت کے آزار سے

شکر ہے کچہہ کچہہ ہوے وہ بیحجاب
باہر آئیے پردۂ پندار سے

ہم تو جب جانین نصیحتگر تجہے
دل چہٹا دے طرۂ طرار سے

یون نہین کٹتی شبِ غم یون سہی
کاٹیے اپنا گلا تلوار سے

ہاے اوسکے بوسۂ لب غیر لین
زہر ٹپکے لعل شکربار سے

دامن گلچین مین پردی کان کے
پہول جہڑتے ہین تری گفتار سے

مرگیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آیے زندگی سے کہان تک اوٹھائیے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردش شیشۂ ساعت رہی مدام
یہ خاک تھی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بھی حجاب مین کچھ برق بن گئے
گرتی ہین بجلیان نگہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

بتون سے بچیے چلنے پر بھی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافر وہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہم اونکو چھوڑ بیٹھے ہین
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہی

وہ اپنی شوخیون سی کوئی ابتک باز آتی ہین
ہمیشہ کچھ نہ کچھ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

نہ اوبھو طعنۂ دشمن پہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہی شکایت آہی جاتی ہی

بظاہر گو رسائی ہی دلونکا ہی خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہی

لیا جب نام الفت کا بدل جاتی ہی سیرت بھی
نگاہ شرمگین مین شرارت آہی جاتی ہی

زبان معذرت سی وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بھول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہی

کبھی چتون سے ان بن ہی کبھی سودا ہی گیسو کا
نصیبونکی یہ شامت ہی کہ شامت آہی جاتی ہی

ہمیشہ عہد ہوتی ہین نہین ملنے کے اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتی ہین محبت آہی جاتی ہے

کہین آرام سے دو دن فلک رہنی نہین دیتا
ہمیشہ اک نہ اک سر پہ مصیبت آہی جاتی ہے

بہت کچھہ سایۂ قامت سی ہم بچ بچ کی چلتے ہین
مگر با اینہمہ سر پر قیامت آہی جاتی ہے

محبت دل مین دشمن کی بہی اپنا رنگ لاتی ہے
وہ کتنی بے مروت ہون مروت آہی جاتی ہے

الٰہی کور ہون آنکہین نگہہ پر بجلیان ٹوٹین
نظر مین اک نہ اک بیچین صورت آہی جاتی ہے

ادای چشم شرم آگین بہی اک شیوہ ہی تمکین کا
مزاج حسن مین آخر کو نخوت آہی جاتی ہے

حساب دوستان در دل تقاضا ہی محبت کا
مثل مشہور ہے الفت سی الفت آہی جاتی ہے

کسی کی چار ون نبہتی نہین آئینہ رویون سے
یہ کتنی صاف باطن ہون کدورت آہی جاتی ہے

کئی دن سی ہی دم آنکھون مین او زیہ جوش شکوہ ہے
کہ اتنی ناتوانی پر بہی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جان شب سو رہا کچھہ کہا کی سنتے ہین
تعجب کیا ہے انسان کو حمیت آہی جاتی ہے

اجل کو جل آئی یان آتے آتے
ہمین مر گیے لب پہ جان آتے آتے

ہوی مجہسے کیون بدگمان آتے آتے
چلے تم کہان سے کہان آتے آتے

شب وصل مرنا ہی اچہا ہوا کچھہ
گلے رہ گیے تا زبان آتے آتے

ہجوم قلق دل مین اتنا تو دم لے
کہ آئیگی لب تک فغان آتے آتے

نگہہ پہر گئی کچھہ ستم کرتے کرتے
حیا آگئی شوخیان آتے آتے

نہین جای دل مین ہجوم قلق سے
بہت پہر گئے میہمان آتے آتے

تمہارے تبسم نے اتنا رولایا
کہ دم رک گیا ہچکیان آتے آتے

یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے
زبان کہلتے کہلتے فغان آتے آتے

ہمین دیر گذرے گئے کہتے کہتے
سخن رہ گئے درمیان آتے آتے

یہان دم کے جانے مین وقفہ نہین ہے
تم آؤ گے ای مہربان آتے آتے

ظہیر آج دعوی ہے جنکو سخن کا
اونہین آئیگی یہہ زبان آتے آتے

الہی خیر کیجو ہو سمِ تنگ مین مرے دل کی
جگر پر تیر لگتے ہین صدا سنکر عنادل کی

لگا دو ہاتھہ پھر کر تیغ کا ہان دیکھتے کیا ہو
اگر دیکھو تو پوری سیر دیکھو رقص بسمل کی

مگر دست جنون مین تھی زمام ناقۂ لیلی
کہ پھرتی دیدۂ مجنون مین ہی تصویر محمل کی

پڑی لینے کے دینے اور الٹی خونبہا کیسا
دیت دینی پڑیگی رنجش بازوی قاتل کی

حضر کیا صحبت ناجنس سی صافی نہادونکو
نہین جمتی رخ دریا پہ اوڑکر گرد ساحل کی

یہان پہلی ہی خوف معصیت نی پانو توڑی ہین
تھکا دیتی ہی چلنے سی زیادہ فکر منزل کی

نہو غول بیابان تربیت سی خضر کی انسان
ہوی ناقص بھی ہین کامل کہین صحبت ہے کامل کی

شکست آبلہ پا تک جرس ہی راہِ الفت مین
خبر دیتی ہے آواز درا رہرو کو منزل کی

پیام موت ہے اظہار حالِ زار مردون کو
حصول آرزوی آبروریزی ہی سائل کی

مری مشکل سی اکثر مشکلین آسان ہوتی ہین
قسم کھاتے ہین دشمن وقت مشکل میری مشکل کی

بہت آشفتہ پاتی ہین ظہیر خستہ جان تمکو
کھلے جاتے ہو کیون اتنا خدارا کچھہ کہو دلکی

شکن شکن ترے گیسو کی جان زار مین ہے
یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار مین ہے

لبون پہ جان ہے دم چشم انتظار مین ہے
نفس نفس شب غم کا مرے شمار مین ہے

کسی سے جنبش دامن کی شکوہ سنجی کیا
مرے نصیب کی گردش مری غبار مین ہے

یہ اضطراب تو خالی نہین تکلف سے
ترا کرشمہ کوئی جان بیقرار مین ہے

جنون نے کیا مری رگ رگ مین بہر دیا سیماب
کوی طپش سی طپش جان بیقرار مین ہے

بنی ہے سب مرے دلکی شکستگی کے لیے
شکن شکن جو تری زلف تابدار مین ہے

بیان مین ہین جو پریشانیان معاف ظہیر
سخن کی فکر سے دل تو انتشار مین ہے

خشم آلودہ نظر دیکھ کے جان سوکھ گئی
شکوے لب تک بہی نہ آئے کہ زبان سوکھ گئی

پند بیہودہ مین ہوتا ہی کہین رنگ قبول
بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھ گئی

اُف رے سوزِ غمِ تفسیدہ جگر کی تاثیر
کہ پیامی کی زبان وقت بیان سوکھ گئی

موج گل موج طرب موج صبا موج شراب
یک قلم موج خوش بحر جہان سوکھ گئی

کیا غزل حضرت نواب نے لکہی ہے ظہیر
کہ حریفان سخندان کی زبان سوکھ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی
اگر کچھ بہی نہ کی تمنے تو کیا کی

مزے لیتا رہا آئینہ رخ کے
مری حیرت مری مونہہ کو تکا کی

وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان
طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی

وفا پر التجا تمسے جفا کی
بتو یہہ بے نیازی ہے خدا کی

رہین وہ شرم سے نیچی نگاہین
شرارت چٹکیان دل مین لیا کی

ہوی رنجش فزون جتنا بڑہا ربط
محبت کم ہوی جتنی بڑہا کی

خدا شرمائے اتنی بے حجابی
عدو کی شرم سے مجھسے حیا کی

لہو آنکھون سے ہی برسون رولایا
غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی

ظہیر ایسے پڑہو دو چار اشعار
صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوای وصل سے رنجش بڑہا کی
اثر اولٹے ہوے جتنی دعا کی

عدو کی تو سہی قدرت خدا کی
ستمگر داد ملتی ہے جفا کی

خدا کی بے نیازی کے تصدق
کہ ہمنے ان بتونکی التجا کی

رہا ہے تمکین سے وہ بیگانہ تمثال
نگاہ ناز گہر دلمین کیا کی

کہلین گے رفتہ رفتہ دلکے عقدے
وہ کہولین تو گرہ بند قبا کی

خموشی سے مرے دم پر بنا دی
گذر کر شوخیون سی کچہہ حیا کی

ستم کی حسرتین نکلین شب وصل
غضب چہریان چلین ناز و ادا کی

مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد
بلائین لون عدو کے نقش پا کی

شب وصل عدو لیتے ہین بدلے
سحر تک زندگی نے گر وفا کی

شب غم سے ستم کی داد معلوم
کہ حسرت ہو مجہے روز جزا کی

سنی کچہہ داستان درد آلود
ظہیر خستہ و آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی
خود برے ہون تو کیا کرے کوئی

جان دینے پہ جان دیتا ہون
ایسے جینے کو کیا کرے کوئی

نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون
کچہہ نہ پوچہے خدا کرے کوئی

دیکہتا ہون جہانکو اپنا سا
ایک ہو تو وفا کرے کوئی

لطف جب آئے شکوہ سنجی کا
ہم کہین اور سنا کرے کوئی

دل پہ گر اختیار اپنا ہو
خاک مین کیون ملا کرے کوئی

مجہسے وحشی کی چارہ فرمائی
آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصل مدعاے دل معلوم
کیون کہین التجا کرے کوئی

تمسے بڑھ کر رقیب بدظن ہے
دل مین کس کس کے جا کرے کوئی

صبر ہے مایۂ گرانجانی
مرنہ جاے تو کیا کرے کوئی

موت کا نام بےوفائی ہے
ہاے کبتک وفا کرے کوئی

مل گیا ہون تری کدورت مین
کیا ترے دلمین جا کرے کوئی

یان دم تیغ پر ہے راہ ظہیر
لب شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سُنا کر اوٹھے
شمع سان بزم مین اونکو بہی رلا کر اوٹھے

اونکو حال دل پرسوز سُنا کر اوٹھے
اور دو چار کے گہر آگ لگا کر اوٹھے

خاک مین پیکر ہستی کو ملا کر اوٹھے
خوب کوچے کی تری خاک اوڑا کر اوٹھے

تمنے پہلو مین مرے بیٹھکے آفت ڈہائی
اور اوٹھے بہی تو اک حشر اوٹھا کر اوٹھے

اوس جفاجو سے کیے شعلہ مزاجی کے گلے
اور دلسوز مرے مجہہ کو جلا کر اوٹھے

قلق مرگ عدو اون سے سوا مجہکو ہے
شمع سان بزم مین وہ اشک بہا کر اوٹھے

وعدۂ وصل سے ہی نعش پہ آنیکی امید
مژدۂ قتل مرا مجہہ کو سنا کر اوٹھے

مونہہ چھپانیمین تو ہے شرم و حیا کا پردہ
ہان مگر دل بہی نگہہ تہا کہ چورا کر اوٹھے

تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت
ہم وہ خستہ کہ تری دلکو ہلا کر اوٹھے

گر نہو مونس جان ذوق تصور تیرا
درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کر اوٹھے

آج آے تہے گہڑی بہر کو ظہیر ناکام
آپ بہی روے ہمین ساتہہ رلا کر اوٹھے

آج قدر جانفشانی دیکھہ لی | بندہ پرور قدردانی دیکھہ لی
سب او نہین کیسی ہین کہتی اہل حشر | کیا ادای دلستانی دیکھہ لی
سحر جو سر چڑھکی بولے ہی وہ سحر | غیر کی جادو بیانی دیکھہ لی
جاکے پہر آتی نہین تیری بہار | فصل تیری ای جوانی دیکھہ لی
سُن لیے دشمن کی مونہہ سے وصف جور | سب تمہاری بدگمانی دیکھہ لی
ہین زبان پر تلخکامی کے مزے | لذتِ دنیاے فانی دیکھہ لی
ملتی جلتی ہے تری رفتار سے | تیغ و خنجر کی روانی دیکھہ لی
سچ تو یون ہے تم ہو اک میٹھی چہری | دیکھہ لی شیرین بیانی دیکھہ لی
خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان | انتہای مہربانی دیکھہ لی
داغ جو دل پر دیے موجود ہین | آپ نے اپنی نشانی دیکھہ لی

آنکھہ سے کیا کچھہ نہ دیکھا ای ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکھہ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے | آزاد قفس شکوۂ صیاد کرینگے
کوچہ مین ترے بیٹھہ کے فریاد کرینگے | بدنام تجھے بہی ستم ایجاد کرینگے
بہولے ہوے بیٹھے ہین ابہی اپنی جفائین | جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے
تم نے تو دلِ غیر مین گھر اپنا بنایا | ہم بہی کسی ویرانے کو آباد کرینگے
خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار | کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے
کرتے تو گلے رنج کے مٹنے ہی نہ کرتے | اللہ سے کیا شکوۂ بیداد کرینگے
مٹی مجھے دینے کو وہ آئے ہین بس مرگ | اب اور بہی مٹی مری برباد کرینگے

لو روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری
اے داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل بھی
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوئے افسانۂ دل یاد کرینگے
اوجڑی ہوئی بستی کو پھر آباد کرینگے

جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے
یہہ یاد رہے پہلے مجھے یاد کرینگے

بھولے سے بھی کرتے نہ دعا مرگ عدو کی
گر جانتے وہ نالۂ و فریاد کرینگے

لکھا ہے رقیبون نے اونہین خط غلامی
کس بندۂ بے دام کو آزاد کرینگے

اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تھی
وہ نعش پہ یون نالۂ و فریاد کرینگے

جب لطف ستم تھا کہ رقیبون پہ نہ ہوتا
کیا خاک جفا کر کے مجھے شاد کرینگے

دھمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین
ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے

دل چھیننے کے ڈھنگ ہین الطاف کے وعدے
یہہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے

ہنگامہ بھی حشر مین کوئی تو سنے گا
ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے

کہتی ہین تری نرگس مسکونکے اشارے
تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچھہ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جا کر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی
شہرت ہے مری گرمیٔ بازار کسی کی

سرسبز ہو کیا بزم مین گفتار کسی کی
پٹی ہین پڑہاے ہوے اغیار کسی کی

توبہ کے دہوئین اوڑتے ہین تقوی کے پرخچے
کس تاک مین ہے نرگس میخوار کسی کی

کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا
کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسیکی

لڑتے ہین وہ ہستی مین یہ کافر نہین لڑتے
کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی

کھلتے ہین کہین محو تماشاے حقیقت
کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی

ممکن ہی نہین گر کے سنبھل جائین ہو سکا
لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی

سہتے رہین ظلم آہ بھی کر جائیگی تاثیر
سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی

مستان مے عشق کسی کی نہین سنتے
سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکھو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیر سے فریاد عزا یار کسیکی

واعظ جو ازمے مین سمجھے کیا کلام ہے
آب عنب ہے جام مین شیشہ کا جام ہے

دل مین بھی جو نالہ گردون خرام ہے
اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے

پامال ہو گیا کوئی تمکو خبر بھی ہے
یہ کوئی چال ڈھال ہے کوئی خرام ہے

کہتا ہے مونہہ اوٹھاکے جو آئی زبان پر
کمبخت پند گو بھی بڑا بدلگام ہے

واعظ ہے کس کتاب مین دل توڑنا روا
حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے

تہا دور ہی سے بوسہ پہ پیغام آجتک
ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے

قاضی بھی لوٹ جاے جو ملجائی ملفت کی
زاہد کسی تمیز حلال و حرام ہے

کہتے ہین سنکے غیر کی بی التفاتیان
اب تو وفا مین اوسکی ہمین بھی کلام ہے

کہتے ہین سنکے جان کے پیچھے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچھ کہ حال ہے ہی کچھ عرض حال ہے
تم جانتے نہین میری صورت سوال ہے

یونہین سب نبہے عدو سے ہمیشہ محال ہے
جسکو کمال ہے اوسے اک دن زوال ہے

آزردگی کا اونکے نہایت خیال ہے
اپنے گلون سے آپ مجھی انفعال ہے

بشرہ سے سب عیان ہی نہان جو ملال ہے
اسد کیا لطافت حسن و جمال ہے

دل بیچتے ہین لیجیے قیمت وصال ہے
سوداگران ہے مول کا بننا محال ہے

وعدے ہین جانفزا غم ہجران ہی جان گسل
مرنا محال ہے مجھے جینا محال ہے

ناصح نے پی نہ مے نہ دیا ہے کسی کو دل
بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے

بیصرفہ رنجشین ہین بلا وجہہ غیظ و خشم
کیا جانین آج کل اونہین کسکا خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ پاس و فا بھی اوٹھا دیا
سجدے سے کسکے نقش قدم پایمال ہے

تم التجاے وصل پہ دیتے ہو گالیان
اچھی تمہاری رسم جواب و سوال ہے

مانگی دعاے مرگ ہے تم کیون خفا ہوے
اسد کہہ تو دو تمہین کیا احتمال ہے

مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھ سے
الفت مین آپ کا بھی ہمارا سا حال ہے

واعظ پیون شراب کہ گذرا مہ صیام
مُردار تین روز مین ہوتا حلال ہے

ہوگی کسی کو ہجر مین جینے کی آرزو
ہمکو تو زندگانی ہجران وبال ہے

صرفہ نگاہ کا ہے تمہین ہمکو دل عزیز
آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے

کہتے ہین وہ کہ جان کو بھی روگ کیون لگائین
ہم کیون ملین کسی سے کہان کا وبال ہے

ہوتا ہے سبکو چاہنے والون سے احتراز
تم مہربان ہو غیر پہ ہان یہ کمال ہے

بے اعتباریون سے نہین اعتبار وصل
ابتک یہ جانتا ہون کہ خواب و خیال ہے

دل مایۂ بساط ہے اور تم ہو راہزن
کیون مفت دین تمہین کوئی چوری کا مال ہے

وہ ہین تنک مزاج تو ہونے دو اے ظہیر
بیہودہ رنجشون سے ہمین بھی ملال ہے

خیر ساقی کی رہے آج تو تو چل آئیے
رحمت حق ہے سیہ مست ہین بادل آئیے

تو ہی کہدے کہ تہ خاک کسی کل آئیے
نعش پر تو جو پشیمان سر مقتل آئیے

اونکا وعدہ بہی غنیمت ہی تسلی کے لیے
اور آنے کو تو آج آئیے نہ وہ کل آئیے

مرنیوالے تو اس انداز پہ مر جائینگے
کہینچکر تیغ اگر تم سر مقتل آئیے

حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
آج آیا او نہین سمجہو وہ اگر کل آئیے

مجلس وعظ مین زہاد سوا کوئی نہین
چاہیے تہا کوئی مطرب کوئی بوتل آئیے

درد سر ہو جنہین عاشق سی لگانا دل کا
وہ ضرور آج لگائی مرے صندل آئیے

ہای نیرنگی الفت کے نشیب اور فراز
تجہسا نازک سر بالین مری پیدل آئیے

نجد وا مین پہ نہین حصر تجسس ہی شرط
ایسے ایسے تو بہت راہ مین جنگل آئیے

منت اپنی وہ شب وعدہ نہ بہولونگا ظہیر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آئیے

ستم دیکہے الم دیکہے وفا کی بیوفا ٹھہرے
پڑین مہر و وفا پر باوفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

تری کوچے مین کیا موہنہ ہی کوئی جا کر ذرا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بہی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

ہوے بدنام ہم الفت مین دشمن آشنا ٹھہرے
گنہگار و نہین ہم ٹھہری ہین مجرم بیخطا ٹھہرے

ابہی آئی ابہی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچہہ بات مجہسے دل مرا ٹھہرے

برے ہین خلق مین بدنام اور بد پیشہ اچہی ہین
جو رایا دل نگہہ نے راہزن دزد حنا ٹھہرے

شکایت ہے نہ ملنے کی گلی ہین رشک دشمن کے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بیمدعا ٹھہرے

صلاحین غیر سے ہوتی تو ہین لیکن تماشا ہو
کہ وان جو مشورہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

بہانہ ڈہونڈہتی تہی دلمین وہ یان تک نہ آنیکا
رکے اولٹے پہرے تہم تہم کے آئی جا بجا ٹھہرے

کسی کا مونہہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو ‏ کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہارے آشنا ٹھہرے
بہلا یہ کب گیے عرش برین تک اور کب پہونچے ‏ کہ نالے لب تک آنے مین ہین یارب جابجا ٹھہرے
نہین چلتی ہی کچہہ پیری کسی کی اوسکے کوچے مین ‏ بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بہر صبا ٹھہرے
کسی کی شوخیان لکہنی دین تو کچہہ حال دل لکہون ‏ نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے
بری ہو ہو کی اونکی بزم سے ہر دم نکلتے ہین ‏ الہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے
اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجہین ‏ تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے
کہین کیون داور محشر سے اور کیون جائین محشر مین ‏ یہین ہو فیصلہ باہم یہین روز جزا ٹھہرے
ابہی کسکو بہروسا ہے ملیگی داد محشر مین ‏ خدا جانے کہ وان بہی فیصلہ ٹھہرے تو کیا ٹھہرے
نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے ‏ اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

چلو میخانے مین دیکھو تماشا ہو لیا تقوے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دلکی بہم نکلے ‏ کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بہرم نکلے
خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سی دم نکلے ‏ کہ دم نکلے تو دم کے ساتھ غم نکلے الم نکلے
ترے کوچے کی جانب جہانکتے ہر ہر قدم نکلے ‏ نہ نکلیگا کوئی اس بیکسی سی جیسے ہم نکلے
یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے ‏ وہی رشک مسیحا ہو اوسی کا فریہ دم نکلے
چلے تہے گہر عدو کے مینے جب ٹوکا تو یہ بولے ‏ کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے
مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین ‏ تمہین کہدو کہین یہ مدعی ثابت قدم نکلے
ہزارون کاوشین اسی چارہ گر دلکی بدولت ہین ‏ یہ سب کانٹے نکلجائین جو یہ خار الم نکلے
غلط ہے سادہ رو کہتے ہین تجہکو ہم تو جب جانین ‏ تری تیور سے بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی تہے
کہ دم نکلا تو دم کے ساتہہ یہ دونو بہم نکلے

جنون کے ڈہنگ بہی کچھہ شوخیون ملتی جلتی ہین
نہ وہ ہمسے سوا نکلے نہ ہم کچھہ اونسے کم نکلے

نگاہین کسکی پہرتی ہین وفا سے کون پہرتا ہے
یہ کیسے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجھہ لو دل ہی دل مین تم وفا میری جفا اپنی
حساب دوستان در دل اگر کچھہ بیش و کم نکلے

بہت دکہا بہت تہا مادہ تحریر شکوونکو
زبان خامہ سے بیساختہ سب یکقلم نکلے

نہ میکش تہے نہ ساقی تہا فقط حضرت ہی حضرت تہے
الہی شکر میخانہ سے واعظ کے قدم نکلے

نہوگا نقش پا تک مدعی کا کوی الفت مین
ہمارے ہاتہہ کٹواو اگر ثابت قدم نکلے

دل شوریدۂ الفت نے کیا فتنے اوٹہائی ہین
یہ کافر بس مین ہو تو کیون کسی کافر پہ دم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہین ہمراہ زاہد کے
مزہ ہو اصل مین کعبہ بہی گر بیت الصنم نکلے

رشک سے غم شب ہجران کے ستم بہول گئے
اک ترے ملتے ہی دنیا کے الم بہول گئے

جہوٹے وعدون پہ ترے جور و ستم بہول گئے
رنج جتنے تہے خوشی مین شب غم بہول گئے

یاد تہا صبح سے وعدہ وہ نہین یان آنے کا
گہر سے چلتے ہی مگر چار قدم بہول گئے

قصۂ درد و الم خط مین کیا سب تحریر
بات لکہنے کی مگر وقت رقم بہول گئے

اب جو دل دینگے تمہین بہی تو سمجھکر دینگے
تم ہمین بہول گئے کیا تمہین ہم بہول گئے

سچ تو یہ ہے ترے ملنے نے بہلایا سب کچھہ
جتنے شکوے تہے تری سر کی قسم بہول گئے

نہ لکہا اسنے مقدر مین کہین حرف وصال
ایک ستم کیا کہ ہمین لوح و قلم بہول گئے

دینے والے بہی کہین ہمسے ندیکہی ہونگے
ہاتہہ سے دیکے تمہین دل ہی رقم بہول گئے

وہ مِی ہوش ربا دی ہمین ساقی نے ظہیر
جسکو پیتے ہی رہ دیر و حرم بہول گئے

رنج سہہ سہہ کے ہوی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھے راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صورت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے ترے دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن یہ مرجاتے ہین
ہم تو انداز یہ قربان ہین صورت کیسی

پھر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھہ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف ابتو سر بزم چوراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

آنکے گردش مین بھی دن غیر کی پھر جاتے ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ سچ کہہ تجھے میری سوگند
میرے اللہ نے دی ہی مجھے صورت کیسی

آبرو کو بھی روتے ہین نصیحت فرما
پڑ گیے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اوسنے کیا لطف و مروت کی توقع ہی ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ عنایت کیسی

ہو گئی جان کو آزار محبت کیسی
بنگئی اے مرے اللہ مصیبت کیسی

اور تو اور الٰہی یہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مری جان کو آفت کیسی

ہائی بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی بچپن لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہی یہ کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بھی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بھی دکھاتی نہین صورت کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبھی صورت اونکی
آڑے آجاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچھہ تو دیکھا ہے کہ ہر پھر کے ہمین آتی ہی
ہل گئی ہے مری گھر مین شب فرقت کیسی

شکوۂ غیر مین کیا تلخ ہوا لطف وصال — طیش مین عیش کہان رنج مین راحت کیسی
دستِ نازک مین سمہلتا نہین خنجر ہے ہے — مانع کشتن عاشق ہے نزاکت کیسی
صدمہ ہای شب ہجران کو کہان تک روؤن — پڑگئی جان کے پیچہے شب فرقت کیسی
بات تک جو نہین سنتا وہ سنیگا فریاد — گفتگو شکر جفا مین ہے شکایت کیسی

اوٹہہ گیا کیا غم ہجران سے تبنگ آ کی ظہیر
جہانکتی پہرتی ہے گہر گہر شب فرقت کیسی

لطفِ سخنوری ہے سخنور کے سامنے — رکہہ دیجے آئینہ کو سکندر کے سامنے
بے سود ہین گلے بت کافر کے سامنے — کیا خاک سر کو پہوڑیے پتھر کے سامنے
بیجوہری کو ناز ہین جوہر کے سامنے — چلتا نہین کمال مقدر کے سامنے
پہونچے ہین گام گام یہ کہا کہا ٹہوکرین — آئے ہین جان بیچکے مر مر کے سامنے
شوخی نئی ادا کی ہے اغماض سے نیا — بستر لگائے بیٹہے ہین بستر کے سامنے
کچہہ کہیل ہے ہنسی ہے تماشا ہے آئینہ — اپنے مقابلے مین برابر کے سامنے
ای شمع دل جلون کے مقابل کہان چلی — جوہر کی عرض صاحب جوہر کے سامنے
سر باز کوئی ٹلتے ہین جو کچہہ بنے سو بنے — تلوار کے ہین سامنے خنجر کے سامنے
آئینہ بن گیا ہے تمہارے بناؤ سے — دیکہو تو رکہہ کے روی سکندر کے سامنے
تقدیر کے بگاڑ سنوارے نہ جائینگے — تدبیر جہینپتی ہے مقدر کے سامنے
چپ چپکے کی جو بادہ پرستی تو کیا مزہ — شرب الیہود چاہیے کوثر کے سامنے

دعوی بیفروغ نہ مانینگے ہم ظہیر
باور ہو گر دکہائیے کچہہ کر کے سامنے

درد کی دل مین جو رہ رہ کے چبک اوٹھتی ہے
یہ کوئی چوٹ کبہی کی ہے کسک اوٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بہی کہ سودائی ہے
وہی کمبخت کو رہ رہ کے لٹک اوٹھتی ہے

ہے مگر ضبط محبت کے لیئے ظرف بہی شرط
یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چہلک اوٹھتی ہے

ازین نزاکت کے مین قربان عداوت کے نثار
دل مین پنہان جو کدورت ہے جہلک اوٹھتی ہے

نہین رہتی ہے نہان بوی محبت دل مین
یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اوٹھتی ہے

یہ خدا جانے بہری آہمین ہین کب کب کی بخار
دل کی پہوڑی ہین جو رہ رہ کے لپک اوٹھتی ہے

دیکہین کیا گل ہے کہلاتی تری دامنکی ہوا
آتشِ دل اسی پنکہے سے بہڑک اوٹھتی ہے

لطف تو لطف تری ضد بہی ہے پیاری پیاری
کہ طبیعت تری ناز ون پہ پہڑک اوٹھتی ہے

رم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ
اونکی تصویر بہی سایہ سی جہجہک اوٹھتی ہے

آج ادائی سی بس اتاب کہان ہے دل مین
سٹھر کے بات ذراسی بہی کہٹک اوٹھتی ہے

ہے ظہیر اس پہ عمل گل جدید سے ہے لذیذ
تازہ مضمون پہ طبیعت بہی اوچک اوٹھتی ہے

وای دہلی وہ رہے شوکت وشانِ دہلی
لامکان بنگیے جن جن کے مکانِ دہلی

ای فلک اپنے گریبان مین موںہہ ڈال ذرا
ہای یہ ظلم وستم اور کسانِ دہلی

زمزمے بہول گیے نغمہ طرازانِ چمن
ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوانِ دہلی

رہ گئے کہنے کو کچہہ کچہہ ہین فسانے باقی
اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبانِ دہلی

فلکِ پیر نے مٹی مین ملایا سب کو
پہرتے ہین خاک بسر پیر وجوانِ دہلی

تہے نیے رنگ نیے ڈہنگ نئی گفت وشنید
تہا زمانے سے نرالا ہی جہانِ دہلی

دلربا مہر لقا دشمنِ دین ماہ جبین
تہے قیامت ہی طرحدار بتانِ دہلی

ہای یون سامنے پیوند زمین ہون اے چرخ
شوخ و بدست و طرحدار بتانِ دہلی

دیکھنا ساقیِ ایام کی کجدار و مریز
خاک میخانہ نہ بنے بادہ کشانِ دہلی

چرخ بدبین یہ غضب ہی نہ او نہین دیکھہ سکا
چند اشخاص جو باقی تہے نشانِ دہلی

کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ
جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی

خوش متاعی سر بازار ہے عرضِ بازار
جو ہرِ فرد ہی کل جنس دکانِ دہلی

بولتے ہین جسے اردوی معلی احباب
ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی

خاطر حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا
ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہی اور سینہ ہی
اور ظہیر جگر افگار و بیانِ دہلی

ناصح تری سوگند جو وصل اوس سی ٹھہر جائے
ہاتھون سے نہ دل جای نہ قابو سی جگر جائے

جائینگے پہرے زندہ ہم اللہ کے گہر سے
گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جائے

ہین کعبہ و بتخانہ پئے شیخ و برہمن
جو طالب جلوہ ہو الٰہی وہ کدہر جائے

جانا تو مسلم مگر اتنا تو کرو صبر
سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جائے

کیا پوچھتے ہو مجہسے شب غم کے فسانے
ڈرتا ہون شب وصل نہ باتون مین گذر جائے

دیوانے تری اور ترے گہر گئے در و دیوار
سر پہوڑنیکو کوئی کہان جای کدہر جائے

دل مین نہ تیری جای نہ ہوتی ہے زمین شق
جاییے تو ظہیر جگر افگار کدہر جائے

واقف تہی ڈہنگ سی نہ جہان خراب کے
ہم آ پڑے اس سراب پہ دہوکے مین آب کے

کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے
کچھہ سوجھتا نہین ہے نشے مین شباب کے

بحر جہان مین خاک ہو سیراب تشنہ کام
اوسکے لٹے ہوے ہین پہلے ہی ساغر حباب کے

سربستہ ہے طلسم ہم آغوشئ رقیب
عقدے کہلینگے بند کہلے گر نقاب کے

واعظ نعیم خلد کو اپنا سلام ہے
یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے

یارب وصال یار کی امید خاک ہو
قاصد کو تو مزے ہین سوال و جواب کے

مکتوب خود ہی ہاتہہ سے قاصد کے اوڑ گیا
مضمون جو شوق وصل مین تہے اضطراب کے

جاتا ہے اوٹہہ کے بزم سے لو یہ گناہگار
رہنے دو دل کی دلمین ارادے عتاب کے

تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیامبر
یہ ہتہکنڈے ہین اوس بت حاضر جواب کے

واعظ حقیقت مے و میخانہ اور ہے
کیفیتون مین حور ہین کیفی شراب کے

آؤ چلو نہ میکدے اوٹہو کہین ظہیر
بس دیکھے دعوی تقوی جناب کے

یاد آے جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے
کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے

سو ٹکڑے ہین اب دلکے کلیجے کے ہزارون
وہ بوسۂ لب تہے لب شمشیر کے بوسے

قربان ہون اوس لب پہ کہ جس لب سے کہی تو
ملجائین گے تجہکو تری تقدیر کے بوسے

تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون
اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے

تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار
لون بوسۂ لب یا تری تقریر کے بوسے

لکھتے ہین سرنامہ سے مجھے یار وفادار
قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے

آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکھا
لیجے قلم کاتب تقدیر کے بوسے

کسکے لب شیرین کی ثنا تہی کہ لیے ہین
خود میرے دہن نے مری تقریر کے بوسے

آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت
وہ آپہی لینے لگے تصویر کے بوسے

مین پاسِ ادب سے جو نہ تڑپا دمِ بسمل
قاتل نے لیے خود دمِ شمشیر کے بوسے

کیا ناوکِ دلدوز لگا ہے ترے قربان
لون ہاتھ کے بوسے کہ ترے تیر کے بوسے

کہتے ہین ظہیر اسکو مگر سحر بیانی
لون تیرے سخن کے تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر بہرِ خدا اور سہی
تم رضامند رہو مجھپہ جفا اور سہی

ہو نو آموز ابھی مشقِ جفا اور سہی
زیرِ مشقِ ستم اک مین نہوا اور سہی

ایک بدعہد کے وعدے پہ جئے بہی تو کیا
کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی

کیون ستم عام کرو خلق مین کیون ہو بدنام
مدعا ظلم سے ہے مجھپہ جفا اور سہی

وہ جفاکار ہے اپنی حضرتِ ناصح مانا
کوئی غارتگرِ دین ہوش ربا اور سہی

قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو
یا ہنسنے والون مین اک مین نہوا اور سہی

یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا
ایک ہنگامۂ فردای جزا اور سہی

روزِ بیداد پہ بیداد بڑہاتے جاؤ
روشِ ناز پہ کچھ حسنِ ادا اور سہی

مین جفاکش ہون مجھے تجھسے شکایت کیا ہے
سو دل آزار ہین اک تو نہوا اور سہی

آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جھگڑا کیا ہے
ہم خطاوار ہین تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جورِ فلکِ پیر ظہیر
یاس و حسرت سے جہان رنج و بلا اور سہی

ای نہین وصل وہ فرقت ہی سہی
ہم یہ سمجھین گے مصیبت ہی سہی

مجھسے اور ذکرِ عدو واسطہ کیا
نہ سہی وصف شکایت ہی سہی

بزمِ اغیار مین آنا کیسا
رنج مجھکو نہین راحت ہی سہی

تمسے اور غیر کو امید وفا — ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی

کوئی دشمن سے گذرنا کیا تھا — ای وہ رفتار قیامت ہی سہی

نگہہ ناز کی ہے تاب کسے — نہ سہی قہر عنایت ہی سہی

کچھہ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم — نہ سہی دل کوئی حسرت ہی سہی

رشک اغیار کی اب تاب کہان — ہے شکایت تو شکایت ہی سہی

کوئی حجت ہے ستم کو درکار — جرم اظہار محبت ہی سہی

قتل عاشق مین بُرائی کیا ہے — ای پری رو تری شہرت ہی سہی

جای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنون کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق بین نظر ہو گئی — طبیعت کدھر سے کدھر ہو گئی

شب ہجر بھی لو بسر ہو گئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی

پیامی نظر کی نظر ہو گئی — غم دل کی دل کو خبر ہو گئی

شب وصل ضد مین بسر ہو گئی — یہین لڑتے بھڑتے سحر ہو گئی

اونہین دل سے جس درجہ قربت بڑھی — نظر دور سے دور تر ہو گئی

ادھر بات کی دل بھر آیا اُدھر — طبیعت بھی کچھہ چشم تر ہو گئی

اونہین الفت غیر ہرگز نہ تھی — مری ضد سے مد نظر ہو گئی

شب و روز آنکھون مین پھرتی ہین غیر — نگہہ کیا ہوی رہگذر ہو گئی

وہان عرض عاشق پذیرا نہین — چلو داستان مختصر ہو گئی

تمہین پردہ داری نے رسوا کیا — خموشی مری پردہ در ہو گئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تھی | اونہین اوسکی جانب نظر ہو گئی
وہان جسقدر دلمین رنجش بڑہی | محبت یہان بیشتر ہو گئی

نہوتی تھی جو کچھہ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

غرور حسن اونہین موجب زوال ہوے | وہ رشک بدر ہین چھپ چھپ کی اب ہلال ہوے
قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے | فروغ حسن ہوا ہم جو پایمال ہوے
وفور شوق سے نکلین نہ حسرتین دلکی | ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے
وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم ہی نہین | الٰہی کیا وہ مہ و مہر و ماہ و سال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ خوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ زود رنج ہے اور کسقدر ہے کیا کہیے | اور اپنا حال دل اک دردسر ہے کیا کہیے
یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کہیے | کہ بے کہے اوسے دلکی خبر ہے کیا کہیے
برس رہی ہے مرے مونہہ سے خانہ ویرانی | سخن سخن میرا وحشت اثر ہے کیا کہیے
غضب مین آئی تمہارے مزاجدان بنکر | کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کہیے
وہ پوچھتے ہین بہای متاع حسن اپنی | اگر نہ کہیے کہ جان و جگر ہے کیا کہیے
وفای وعدہ تری شوخیون سے دور نہین | مری زبان ہی کچھہ بے اثر ہے کیا کہیے
نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز | تو غلغلہ یہہ سر رہگذر ہے کیا کہیے
گھڑی گھڑی ترے کوچے سے حشر اوٹھتا ہے | اگر نہ کہیے کہ فتنہ کا گھر ہے کیا کہیے
نہ کیجیے اگر اخفای راز کیا کیجے | وہ رازدان ہے تو ہو نامہ بر ہی کیا کہیے

ظہیر قصۂ زلفِ بتان ہے طولانی
زمانِ عمر بہت مختصر ہے کیا کہیئے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی
دشمن کو نہ دکھلائیو یا رب سحر ایسی

وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت
کیون گردشِ ایام شب ایسی سحر ایسی

دشمن بہی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم
کچھہ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی

دل اب کے اگر اوس بتِ کافر سے بچا لون
ہو گی نہ خطا مجھسے کبھی عمر بھر ایسی

کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہی وہ سچ ہے
دشمن ہی اوڑا دیتی ہین اکثر خبر ایسی

معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی
دیکھین تو کہین کچھہ دہن ایسا کمر ایسی

کیون ملکے کوئی مفت مین بدنام ہو تمسے
اغیار سے خلوت ہے جو دو دو پہر ایسی

کیا پوچہتے ہو مجھہ سے درازی شب ہجر
اللہ نہ دکھلائے شب ایسی سحر ایسی

پرسانِ کمال اپنا نہین کوئی جہان مین
کیا خاک ہے رکتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر جگر افگار
کرنے کا نہین کوئی بشر سے بشر ایسی

ہے یہی جوشِ جنون تو فائدہ تدبیر سے
ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے

عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے
آپہی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے

آکے اس زندان مین گھبراتی ہین کیا کیا حسرتین
تنگتر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے

آبِ حیوان اپنے حق مین زہر کا سا گھونٹ ہے
الفتِ دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے

دیکھکر نقشے کو اوسکے بد حواسی چھا گئی
ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکرِ تصویر سے

دیکھہ کر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل
ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

ای ظہیر اب جی مین ہے پڑھیے کوئی ایسی غزل
ہون منور تر مضامین مہر پر تنویر سے

وہ بزم غیر سے یون آیے سر جھکایے ہوے
کہ دل سے مٹگیے شکوی زبان پہ آئی ہوے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنہ ہین یہ اوٹھائی ہوے

بسانِ نقشِ قدم جا بجا ہین بیٹھہ گیے
اوٹھینگے خاک تری خاکمین ملایے ہوے

غبار طبع عدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون مین ترے خاکمین ملائی ہوے

یہ تم کہ دل مین بہی تھمتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹھتے نہین اوٹھائی ہوے

نہ دل مین دوست کی جا ہی نہ چشم مردم مین
بسانِ اشک ہین آنکھون سی ہم گرایے ہوے

تم اور برق وشی اسقدر کہان توبہ
کسی کی دلکے یہہ انداز ہین اڑایے ہوے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کہ ہین یہ ستایے ہوے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ ناز وہ ہین کہ اوٹھتے نہین اوٹھایی ہوے

بھلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکھہ لی
گیے تہے ہم در دشمن پہ تلملائی ہوے

وفور یاس مین کیا کچھہ نہ کہہ گیے ہے ہے
گلے زبان پہ رکتے نہین ہین آئی ہوے

ہزار فتنہ خفتہ جگا کے آیے ہین
اور اوسپہ خیر سے بیٹھے ہین مونہہ چھپایی ہوے

ظہیر راہ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سر تسلیم کو جھکایے ہوے

بتکدہ چرخ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار روشن حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل بہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچھہ ایسے سخت ہین کٹتی نہین شمشیر سے

ہے عجب جلوہ سرا گر جوشِ وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گرنہین رہتی تری چہاتی پہ ای دشمن پرست
رنگ کیون اوڑنے لگا ہے غیر کی تصویر سے

گفتگو دشمن سے ادہر روے سخن میری طرف
دل اوڑا جاتا ہے اس اوڑتی ہوی تقریر سے

بند گو اوس زلف پیچان سے کئی چہینا ہے دل
دم اولجہتا ہے تری اولجہی ہوی تقریر سے

ہے یہ وہ گنج جواہر مین نہ بدلون ای ظہیر
نسخۂ دیوان کو اپنے نسخۂ اکسیر سے

سوی دشمن التفات نرگس مستانہ ہے
گردش افلاک اپنی گردش پیمانہ ہے

بزم مین ہنگامہ آرا جلوۂ جانانہ ہے
اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے

لاکے گلشن سے مجھے چہوڑا کہان صیاد نے
آنکہہ اوٹہا کر جس طرف دیکہا ادہر ویرانہ ہے

سب نشیمن ہین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ
شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے

انقلاب دہر نے دکہلائین وہ نیرنگیان
جب زبان پر لائیے اپنا نیا افسانہ ہے

کسقدر موزون ہے مجہکو جامۂ عریان تنی
یہ مرا دلق گدائی خلعت شاہانہ ہے

دلبران ماہوش کا حسن ہے ناز و ادا
کچہہ جدا سب سے ترا انداز معشوقانہ ہے

ہو نہو وہی ظہیر خانمان برباد ہو
سر پٹکتا جو پس دیوار اک دیوانہ ہے

سرد ہے بازار تقوی گرمیِ میخانہ ہے
اندنون دوران مین دور نرگس مستانہ ہے

چل رہی ہے یہ سرور افزا ہوای میکدہ
جنبش موج صبا مین لغزش مستانہ ہے

ہون تو دور جام مین لیکن نہین امید جام
ساقی پیمان شکن کے ہاتہہ مین پیمانہ ہے

خندۂ گل ہے کہین تو نغمۂ بلبل کہین
ہر جگہ پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے

ہین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجہسے احتراز
شمع رو وہ تو کہ تجہہ پر شمع خود پروانہ ہے

ہم گیے سو بار لیکن رشک سی اوسکے پہرے
زلف و کاکل کو ہین دست شانہ سی آرائشین
سو رہا سن کے آخر زاہد شب زندہ دار
جب ملا گردن سے میری چلتی چلتی رگ گیا
شمع و گل سے اونکو شغل انجمن آرائیان

نقش پای غیر دربان در جانانہ ہے
اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے
خواب آور بس کہ میرا نالہ مستانہ ہے
اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا ناز معشوقانہ ہے
میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بل بے رنگ آرائیان تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقیم کعبہ تہا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے
دکہا کر جلوہ چُہپ جانا نظر سے
کمی کرتا ہے کچہہ شوق دیدار
کہے دیتی ہین شرم آگین نگاہین
بجہاؤن کیا چراغ صبحگاہی
جفای لطف آگین ڈہونڈہتا ہون
قلق بڑہتا ہے کیسی اشک باری
شب غم شام سے مرجاؤن ای کاش
ذرا سیکہو دل آزاری کے شیوے
مرے نالہ سے ہمسر ہے ترا دل
ہماری حسرتین بن بن کے نکلین
مجہے رونا پڑا مرگ عدو مین

محبت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے
اوڑا لو کچہہ دہن سے کچہہ کمر سے
وہ بچ بچ کر نکلتے ہین نظر سے
چلے آتے ہو تم دشمن کے گہر سے
مرے گہر شام ہوتی ہے سحر سے
طلب ہے داد کی بیداد گر سے
اوٹہالو دامن اپنا چشم تر سے
بلا آئی ہوی ٹل جائے سر سے
ہمارے نالہ حرمان اثر سے
وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے
الٰہی غیر اوس کافر کے گہر سے
وہ آنسو پونچہتے ہین چشم تر سے

لڑائی اور دزدیدہ نگاہی
عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے

ہجوم شوقِ نظارہ تو دیکھو
دبے جاتے ہین وہ بارِ نظر سے

جنون سے کم نہین بیتابیِ شوق
بڑہا جاتا ہون آگے نامہ بر سے

سنبھالون آئینہ یا اونکو تھامون
گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے

تمنا ہے ظہیر آنکھون کو ملئے
غبارِ روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف وستم کا نہ اشتباہ رہے
ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوی نگاہ رہے

نہو وصال نہو کچھہ تو رسم وراہ رہے
ادہر سے دلمین کدورت ادہر سے چاہ رہے

نگاہ عفو کو بھوے ہوی ہین زہد پرست
بسانِ نامۂ اعمال روسیاہ رہے

دیت روا ہے پسِ قتل رنجِ بازو کی
ستم شعار ستم پر بہی دادخواہ رہے

کبھی کسی کے دل وچشم مین جگہہ نملی
گری پڑی ہوے ہم شکلِ اشک وآہ رہے

سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے
حریص لذت آمرزشِ گناہ رہے

مزہ ملا درِ رحمت پہ روسیاہی کا
گناہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نہ پایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین سراسیمہ وتباہ رہے

عدو دلمین ہین کچھہ بدگمان سے
میری خاموشیان گذرین فغان سے

بس اب جی بہر گیا آہ وفغان سے
اثر بہر دعا لاؤن کہان سے

دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے
بلائین بنکے اوتری آسمان سے

سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوے
نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ چاہ و کر رہی ہے چشم فتان
ادا ہوتا نہین جو کچھ زبان سے

خدا لگتی ہوئی تم بھی تو بولو
عدو کہتے ہین کیا کیا کچھ زبان سے

سنون کس کان سے فریاد دشمن
تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے

جہان بیٹھے قیامت کی ہے برپا
اوٹھینگے حشر بنکر ہم جہان سے

وصال یار کی شب سو گیا مین
شمیم گیسوی عنبر فشان سے

نکالو طرز جور مہربانی
ستم کش ہو گیے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوف کعبہ
اگر جیتے پہرے کوی بتان سے

اوٹھائی ہے تمہاری آستان سے
زمین بہی کم نہین کچھ آسمان سے

بڑے ہے کچھ حوصلے تاب و توان سے
وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے

لڑین آنکھین نگاہ دلستان سے
اجل سوجھی بلای ناگہان سے

کبھی تو ہو رہیگا کچھ فغان سے
سمجھنا ہے سمجھنا آسمان سے

ستم کی بدگمانی ہے ستم کی
وہ آئے ہین تو آئی ہین کہان سے

ہمارے ذکر پر کیا کیا جلا ہے
عدو بہی کم نہین کچھ رازدان سے

نہین مرتے ہین تیر مرنیوالے
تہین مطلب ہی کیا ہی امتحان سے

کہین سن لی تری نامہربانی
نصیحتگر ہین کچھ مہربان سے

نگاہون مین لیے پہرتی ہین دشمن
مری وہ خواب مین آئین کہان سے

بھلا دشمن تو کیا تم تو اوٹھا دو
ہمارا سر لڑا ہے آستان سے

دھرا ہے اور کیا دیر و حرم مین
یہی سر پھوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بارِ دوش احباب
بہت ارمان بھرے جاتے ہین یان سے

کہون تو کیا کہون ہے دوست دشمن
نبھے تو کیا نبھے اوس بدگمان سے

غرض کے ساتھ ہے سب بے التفاتی
امیدین ہین دلِ نامہربان سے

ترے اقرار گو سچے ہون کافر
تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے

تمھارے لب پہ مرگ و زندگی ہے
اُمید جانفزا لاؤن کہان سے

تری خاموشیون پر مر رہا ہون
شکایت ہے لبِ معجز بیان سے

سکیے دیتا ہے بیخود شوق منزل
رہے جاتے ہین پیچھے کاروان سے

سے چلے آتے ہو کیون ہر بار در تک
اوٹھانا ہے اوٹھا دو داستان سے

ظہیر ایسے کہان سے چلکے آئیے
کہ بوی سوز آتی ہے بیان سے

نگاہ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے
اگر بنتی ہے جانِ زار پر دشوار بنتی ہے

بچے کیونکر دلِ عاشق نگاہِ کینہ پرور سے
کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے

نہ مرتے ہون تو مر جائین امید چارہ سازین مین
مسیحا کب کسی کی نرگس بیمار بنتی ہے

یہی تقدیر سے عقدے وہان جا جا کی پڑتے ہین
بگڑنے سے دلِ عاشق کے زلفِ یار بنتی ہے

لبون تک حرفِ مطلب بارہا آ آ کی رہجاتا
وہ چشمِ سرمگین مہر لبِ اظہار بنتی ہے

جگر مین چٹکیان لیتے ہو تم ہر بار ہنس ہنس کر
کہ ہر موجِ تبسم نیشِ سوفار بنتی ہے

اونہین اس بیخودنمائی پر ہین دعوی لن ترانی کے
تجلی پردہ دارِ جلوۂ دیدار بنتی ہے

ادھر ندون پہ چوٹین ہین ادھر شیخ و برہمن پر
نگاہِ مست لڑتی وقت کیا ہشیار بنتی ہے

وصالِ غیر کی چھیڑین غضب جی کو لگاتی ہے
نمک پاشِ جراحت شوخیِ گفتار بنتی ہے

یہہ سب نیرنگ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہ بن بن کر انا الحق گو زبان دار بنتی ہے

بڑی ہی زال دنیا دام مین اسکے نہ آ جانا
عروس پیر و برنا روز یہ مردار بنتی ہے

کف پا سے مری پوچھو حقیقت دشت گردی کی
کہ مونہہ مین آبلے کے اک زبان خار بنتی ہے

ترے کشتونکے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہید ناز کی تربت پس دیوار بنتی ہے

کہین بندی کے دعوی ہین کہین کچھہ پارسائی کے
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر زار بنتی ہے

صلح کی چھیڑ بہی عتاب بہی ہے
شوخیون کا تری جواب بہی ہے

کچھہ تبسم تو کچھہ عتاب بہی ہے
کچھہ توقع ہے کچھہ جواب بہی ہے

شوخ چشمی بہی ہے حجاب بہی ہے
وضع کا پاس بہی شباب بہی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچھہ قلق ہے کچھہ اضطراب بہی ہے

قہر کیا کچھہ نہین لگا ہون مین
ناز بہی خواب بہی حجاب بہی ہے

دیکھہ لو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بہی ہے پیچ و تاب بہی ہے

خوف ہجران ہے ای واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بہی ہے

زہد واعظ مین کچھہ کلام نہین
سب مسلم مگر شباب بہی ہے

خلد مین بہیج دو ہمین واعظ
آپ کو کم سے اجتناب بہی ہے

طعنۂ وصل حور مرتے دم
بدگمانی کا کچھہ حساب بہی ہے

توبہ اسوقت مین بہلا ناصح
باغ بہی بادہ بہی سحاب بہی ہے

توبہ توڑو کہ جام بادہ ظہیر
سامنے جرم بہی ثواب بہی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کسے
ناصحو دل پہ اختیار کسے

وصل تک تاب انتظار کسے
اور وعدے کا اعتبار کسے

ہے شب ہجر ای اجل آچک
کس سے کرتی ہی شرمسار کسے

وعدۂ وصل اور ترا وعدہ
قول دشمن کا اعتبار کسے

شوخیون سے ملا سیئے دل کو
مضطرب کون ہے قرار کسے

شکوۂ ربط غیر پر بولے
ہے طبیعت پہ اختیار کسے

ہین برا اور سب سے دل میرا
اب بتاؤن جفا شعار کسے

اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین
اب کہین ہم وفا شعار کسے

کیا سکھائین گے مدعی اونکو
احتیاج صلاح کار کسے

جبکہ غماز ہون نصیحت گر
پھر کہے کوئی رازدار کسے

شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ
لو وہ سمجھے ہین جان نثار کسے

کون ہوتا ہے کامیاب وصال
اور کیا تھا امیدوار کسے

آگ لگ جایے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کسے

وہ آکے دفعتاً جو ہم آغوش ہو گیے
جتنے گلے تھے دلمین فراموش ہو گیے

وہ کہتے کہتے کچھہ جو فراموش ہو گیے
ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گیے

سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گیے
بارِ گران سے دلو سبکدوش ہو گیے

ہوتی ہی آشنا سے شکایت کی چشمداشت
کیسے گلہ کہ خود ہی فراموش ہو گیے

جام مئ وصال مین ہین تلخکامیان
کیا زہر بوسہ لب مینوش ہو گیے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھ نہ ہو سکا
لب ریز جملہ شکوہ سر جوش ہو گیے

بیرحم تم ہو یا مری نالی ہین بے اثر
فریاد عندلیب پہ گل گوش ہو گیے

دیکھو عدو کی خوبیِ طالع کہ میری بعد
سب دستکش ستم سے ستمکوش ہو گیے

انداز دلفریب سبھی آواز دیکھنا
بلبل خموش ہو گئے گل گوش ہو گیے

اسرگوشیو نمین غیر سے کیا آ کے کہہ دیا
سنتے ہی تم تو کچھ ہمہ تن گوش ہو گیے

کیا کام کر گئی ہے بدآموزی رقیب
وہ بُردباریون سے خطا پوش ہو گیے

تلخ آب اشک یاس مین بہی اب وہ نہین
کہا کہا کے زہر غم کو بلا نوش ہو گیے

کیون چاک چاک شکل کفن ہو نہ رخت گل
کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گیے

آتی ہے بوی رشک مجہے تخت خواب سے
وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گیے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہی وصال دوست
قسمت سے پیچ حلقۂ آغوش ہو گیے

مطلب کی ایک بھی نہ کہی اوس سے ای ظہیر
سب شکوے دل ہی دلمین فراموش ہو گیے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی
یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیان کی

نہ پوچھو کچھ مرے دردِ نہان کی
کہے دیتی ہے صورت راز دان کی

نبھے کیونکر عجب آن بن ہی باہم
زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار
ستم کیسے وفاداری کہان کی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت
غضب خاک اوڑ رہی ہے آستان کی

وہ نادم ہین ستم سے وای قسمت
رہی حسرت عدو کے امتحان کی

مجھے اس خاک مین ملنا ہی اکدن
مری مٹی ہے اون کے آستان کی

تم اچھے غیر اچھے ہم برے ہین — اسی پر ختم ہمنے داستان کی
شکایت مدعی سے سن چکا ہون — تمہاری خاطرِ نامہربانکی
ستم پر مر مٹین گے اب ہو سکا کر — غضب سے تمنے سنا دی امتحانکی

ظہیر اب جوش پر بحرِ سخن ہے
طبیعت مین روانی ہے زبان کی

تڑپنے سے تہکے آہ و فغانکی — رہی حسرت ہی مرگِ ناگہانکی
جفا سہنی پڑی ہمکو جہان کی — کہ خوشنودی ہی اپنے مہربانکی
ہم ایمان لایے ہین جام و سبو پر — کرامت دیکہنا پیرِ مغانکی
نہ مرنے دیگی ہمکو ہرگز ناتوانی — کہان طاقت مجہے خوابِ گران کی
فغان کے ساتہہ اوڑ جاتا ہی کوسون — یہ طاقت ہے تمہاری ناتوان کی
عدو کو بہیج دو بہرِ عیادت — رہے حسرت نہ مرگِ ناگہانکی
نویدِ قتل سے مُردے جلا دو — شکایت ہے لبِ معجز بیان کی

کبہی تہی حضرتِ مومن کی شہرت
ظہیر اب دہوم ہے اپنی زبانکی

اب وہ غیرون کو آزمانے لگے — حوصلے جور کے ٹہکانے لگے
ولولے دلمین رنگ لانے لگے — شکوے بن بن کے لب پہ آنے لگے
وہ جو کچہہ کچہہ نگہہ ملانے لگے — ہم ہر اک سے نظر چرانے لگے
وان پیامی جو آنے جانے لگے — اپنی اپنی جدا جمانے لگے
غیر کی تابِ التفات کہان — ہمکو اپنے پہ رشک آنے لگے

تلخکامی مین کچھہ تو لذت ہے / کہ عدو مجھسے زہر کھانے لگے

دیکھیئے کیا ہو جور کا انجام / وہ مرے جو صلے بڑہانے لگے

یہ وہ کافر ہے عشق خانہ خراب / تم مرے غمکدے مین آنیلگے

غیر بھی رو دیے ہمارے ساتھہ / وہ جو رونے پہ مسکرانے لگے

شادیان ہین مرے ستانے سے / بارے اونکو بھی لطف آنیلگے

کاوشون مین بھی اب مزا نہ رہا / ہر کسیکو وہ جب ستانے لگے

موت آئی ظہیر کب ہمکو / جب محبت کے لطف آنیلگے

فخر یہ کم ہے کہ ٹھہرے تری امت والے / حق تو یہ ہے کہ ہمین لوگ ہین قسمت والے

پاگیے نور محمد کو حقیقت والے / دیکھتے جلوۂ وحدت کو ہین کثرت والے

کسکے شیدا ہین ترے درد محبت والے / ڈھونڈہتے جزو مین ہین کل کو بھی بصیرت والے

لذت درد محبت ترے اللہ اللہ / کہ گرفتار ہین خود اسمین نصیحت والے

یا رسول مدنی شافع عالم ارحم / نگہہ لطف کو تکتے ہین شفاعت والے

ایک ہی زمزمۂ فقر مین سب بھول گیے / شاد و خرم ہین بہت رنج و مصیبت والے

دور پایا ہے جو پایا ہے کسی نے تمکو / خوب سمجھے ہین جو سمجھے ہین طریقت والے

تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو / کیا سمجھتے ہین انھین فہم و فراست والے

خوف ہے ولولۂ شوق بڑا ہوتا ہے / کہہ نہ بیٹھین کہین کچھہ مونہہ سے محبت والے

کچھہ تو دیکھا ہے کہ رویت کے طلبگار ہوے / کچھہ تو سمجھے ہین ترے شوق زیارت والے

کیا کہین کیا نظر آتا ہے ترے جلوون مین / مونہہ سے کچھہ کہہ نہین سکتے ہین حقیقت والے

کم نہین فرقۂ زہاد سے کچھ ہم بھی ظہیر
حامیٔ وہ ہین تو ہم بھی ہین حمایت والے

سہہ سہہ کے ظلم اونکو ستمگر بنائین گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پہ بنائین گے

باتین بنا کے دوست مقدر بنائین گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتھر بنائین گے

تمکو خدا بنیون یہ کسی کی نظر نہین
کہتے ہو دل مین غیر کے ہم گھر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کارکنانِ قضا کے ہاتھ
بگڑے ہوئے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہین ہم جو وان تری شکوے نکل گیے
کیا بات پیش داورِ محشر بنائین گے

پایا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
تجھکو بھی ہم بری دلِ مضطر بنائینگے

تصویر بنگیا ہے ہمارے بناؤ سے
آئینہ رونمائے سکندر بنائین گے

واعظ شکست جام و سبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائین گے

کانٹون پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سرِ بستر بنائین گے

تیرے ستم رسیدہ ہین تجھ سے ہی دادخواہ
تیری گلی کو عرصۂ محشر بنائین گے

بس ہے ظہیر گوشۂ تکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائین گے

نگہ نگہ مین دگرگونہ رنگ جہان کا ہے
مزاج تمسے بھی نازک مزاجدان کا ہے

اوٹھا دو وصل مین یہ مدعی کہان کا ہے
حجاب چشم بھی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاط وصل سے کھٹکا غمِ نہان کا ہے
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہے

تری نگاہ سے پہلے ہی پھر گیا کافر
مرالنصیب بھی ہم شیوہ آسمان کا ہے

ٹلی ہے زندگیِ خضر بھی شب غم مین
یہ بیٹھنا تو ہمین عمرِ جاودان کا ہے

بعید مین ہون ترے کان سی سُلا ہے وہ
نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

عبث فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو
نہ شوق خواب مجھے اور نہ داستان کا ہے

خوشی مین وصل کی باتین رقیب سی کہدین
مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کرے آگے قیامت مین مین نجاؤنگا
کہ سامنا مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہماری قتل کی بعد
یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی
کہ یان نہ دم کا بھروسا نہ وان زبان کا ہے

یہین نتیجۂ عالم محمدِ عربی
کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

ثنا طراز ہوا اوسکا ظہیر تا کہل جائے
زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہم اور شوق زیارت کس آستان کا ہے
کہان چلے ہین ارادہ ہمین کہان کا ہے

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہے
حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم اک جہان کا ہے
حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق سجود اوسکے آستان کا ہے
جہان فرو سر تسلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی
جہان سے لو وہین سودا اسی دکان کا ہے

نمائشین ہین یہ جتنی ازل سی تا بہ ابد
غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوای رحمت حق کچھہ نظر نہین آتا
وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر لولاک
عجب نصیب کچھہ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علوِ جاہ کو دیکھو فروتنی دیکھو
کہان ہین آپ تہیہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہی نگاہ
خیالِ عفوِ گناہانِ این و آن کا ہے

حجاب شاہد مقصود آج اوٹھا ہے — ظہور مظہر اسرار کن و مکان کا ہے
وہی ہدایت عالم وہی سبیل نجات — عجب مآل خوش آغاز اس جہان کا ہے
بلند عرش سے ہے آستان کہون کیونکہ — یہان عروج مکان کا نہ لامکان کا ہے
زہے ہوای مدینہ کی گلشن آرائی — کہ شوق بلبل سدرہ کو آشیان کا ہے

ظہیر مین ہون ثنا سنج خسرو لولاک
مرا کلام بھی ہم رتبہ آسمان کا ہے

وہ ہمارے دلمین ہین اونکی شرارت دلمین ہے — شوخیون سے اونکی برپا اک قیامت دلمین ہے
بجلیان ٹوٹین الٰہی آرزوی وصل پر — خاک مین تو مل چکی مٹی کی حسرت دلمین ہے
مانع لطف وصال اونکی نزاکت دلمین ہے — وہ مری پہلو مین ہین اور دلکی حسرت دلمین ہے
خود جھکی جاتے ہو تم پہلے نظر سے پیش غیر — کیا حیا آنکھو مین ہے اور کیا مروت دلمین ہے
شاہد و گل پر فدا ہون لالہ و مل پر نثار — ہی مجازی پر نظر رنگ حقیقت دلمین ہے
کردیا شاہد پرستی نے ہمین معنی پرست — جلوہ ہر صورت مین ہی جسکا وہ صورت دلمین ہے
مٹگئین آنکھون کے آگے ہای کیا کیا صورتین — یہ مرقع بھی نگار نقش حیرت دلمین ہے
ہے وہ بدخو بیوفا نا آشنا یہ سب سہی — شکوہ کس مونہہ سی کرون آخر محبت دلمین ہے
کیون ادہر ہوتی نہین اونکی نگاہ التفات — دشمنی کے ساتھ کچھ تھوڑی سی الفت دلمین ہے
جان و دل وقف ستم ہین اور زبان صرف سپاس — وہ ہی آتی ہے زبان پر جو حقیقت دلمین ہے
وہ نگاہین کیا ملائین مجھسے بزم غیر مین — دوست ہین دشمن نہین آخر مروت دلمین ہے
وہ مری آغوش مین ہین اور نہین دلکو قرار — شوخیان کہتی ہین ابتک بھی شرارت دلمین ہے

عرض مطلب پر سنا کیا کچھ تمنای ظہیر — اور کچھ باقی ابھی حسرت سلامت دلمین ہے

خالق نے کیا سمجھ کے بنایا حسین تجھے
الفت نہین کسی کی محبت نہین تجھے

باتین سبھی عدو کی اوٹھانی پڑین تجھے
آخر نہ تمکنت نے جھکائی زمین تجھے

ڈھونڈھا ہی کی سدا نگہہ دوربین تجھے
اللہ رے شوخیان کہ بنایا کہین تجھے

ہی خوبی جمال سے شوخی بڑھی ہوئی
انداز لے اوڑا ہے کہین کا کہین تجھے

زاہد پرستش حرم و دیر دیکھ لی
داغ جگر ملا ہے مجھے داغ جبین تجھے

اونکو خیال رنجش بیجا بھلا دیا
ای یاد ذکر غیر ہزار آفرین تجھے

اللہ رے دشمنی فلک کینہ دوست کی
میرے بگاڑنے کو بنایا حسین تجھے

کعبہ مین دیکھ آئے کلیسا مین دیکھ آئے
پایا تو دل مین اور نپایا کہین تجھے

سمجھا برہمنون نے مسلمان تجھے ظہیر
کہتے ہین بت پرست اودھر اہل دین تجھے

رنج راحت اثر نہ ہوجایے
درد کا دل مین گھر نہ ہوجایے

ہے تو آخر مری کدورت آیے
دیکھنا دل مین گھر نہ ہوجایے

شکوۂ غیر سے بہی ڈرتا ہون
روسے مدنظر نہ ہوجایے

موبہہ چہپانا پڑے نہ دشمن سے
ای شب غم سحر نہ ہوجایے

بس گریبان دری نہ کر وحشت
وہ وہان پردہ در نہ ہوجایے

ای تصور نہ چھوڑنا دل کو
حسرتون کا گذر نہ ہوجایے

کفر منظور ہے مجھے دل سے
وہ مسلمان اگر نہ ہوجایے

ہے مجھی ساعد وبہی خانہ خراب
آپ کے دل مین گھر نہ ہوجایے

انتظار جواب خط کیسا
مدعی نامہ بر نہ ہوجایے

ہاتھہ اوبھار ہے گریبانمین
چاک دامن اودہر نہ ہوجایے

مین ستمکش ہون ظلم سہہ لونگا
کوئی بیدادگر نہ ہوجایے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ
ہان جو آشفتہ سر نہ ہوجایے

غم تغافل اثر نہ ہوجایے
یاس کا دل مین گہر نہ ہوجایے

ہم اسیر جنون ہین خانہ بدوش
کہین زندان بہی گہر نہ ہوجایے

بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے
ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہوجایے

بات چہپتی نہین ہے چہپنے سے
پردہ خود پردہ در نہ ہوجایے

بس زبان بند رکہہ ذرا ناصح
مدعی کو خبر نہ ہوجایے

کہتے کہتے ہی درد دل اون سے
داستان مختصر نہ ہوجایے

پند ناصح سے ہے حذر دل کو
سنتے سنتے اثر نہ ہوجایے

حد سے بیحد ہے شوق کی پرواز
نامہ خود نامہ بر نہ ہوجایے

کچہہ رہا تہا نہ دان ظہیر لگاو
گہر یہان در گذر نہ ہوجایے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دین سے
محبت ہے مجہے وی حسین سے

اوڑہ لینا نگاہ سُرمگین سے
اورا ولٹی دلکی پرستش پہ ہمین سے

مجہے کیا بحث چاک آستین سے
نگاہین کیون نہین اوٹہتین زمین سے

دکہادے کچہہ کرشمے بیقراری
وہ گہر بیٹہے چلے آئین کہین سے

نگاہین غیر سے لڑتی نہین ہین
نہانی خشمگین ہین سب ہمین سے

لیا ہے دل پہ اک بارِ کدورت — اوٹھیگا کیونکہ طبعِ نازنین سے
مجھے رونا پڑا مرگِ عدو مین — وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے
پڑا ہے مجھہ کو دشمن سے پالا — دلِ ناشاد سے جانِ حزین سے
ہوی جاتی ہین وہ نیچی نگاہین — اوٹھیگا پھر کوئی فتنہ زمین سے
مرا ایمان ہے شاہد پرستی — خدا کو بھی محبت ہے حسین سے

نہ پوچھو لطفِ سوزِ غم نہ پوچھو
ظہیرِ خستہ و زار و حزین سے

خدنگِ ناز ترا کاش دلنشین ہو جای — ستم ہو وہ کہ سزاوارِ آفرین ہو جای
وصال ہو کہ قلق کچھہ ہو طے کہین ہو جاے — یہ گومگو سے تو اچھا ہے گر نہین ہو جاے
بس اک نگاہ مین جھگڑے تمام ہوتے ہین — یہ فیصلہ نہین ہونا ہے اور نہین ہو جای
وہان یہ ضد کہ نہ رہ جای نقشِ پا باقی — یہان یہ شوق زمین بھی مری جبین ہو جاے
غضب مین جان ہے ایسے کو طعنہ کیا دیجے — اوڑے جو رنگ تو کچھہ اور نازنین ہو جای
کچھہ اور فتنے اوٹھانے ہون تو اوٹھا لیجے — رہی سہی جو قیامت ہو وہ یہین ہو جاے
وہ جایئن کوچۂ دشمن مین اسطرح بیباک — قدم قدم پہ الٰہی مری جبین ہو جاے

وہ ایکبار رہی ہووے جو حشر مین ہو ظہیر
بلا سے چرخ بھی اس کوچہ کی زمین ہو جای

دعوے ہین ذرّہ ذرّہ کو حسن و جمال کے — دشمن ہین دوستون سے زیادہ کمال کے
پرتو پڑے جبین پہ جو کچھہ ملال کے — رنجش نے اور لطف بڑھائی جمال کے
آثار وان جبین پہ جو پائے ملال کے — آپہی دیے جواب بھی اپنے سوال کے

دونی ہوئین خجالتِ ایفا سے نفرتین
اچھے کیے تھے آپنے وعدے وصال کے

ہے دشمنِ مشاہدہ اپنا حجابِ چشم
پردے اوٹھے ہوے ہین حریم وصال کے

مجھسے سوا ہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوے ہین پاے حصارِ خیال کے

یوسف عزیز مصر ہوے گرکے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے رتبے کمال کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جو ہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سنبھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آینہ مین تماشے جمال کے

مجھہ کو مٹا دیا مرے ذوقِ نیاز نے
انداز ہین جبین مین دلِ پایمال کے

مرنا تمہارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امید محال کے

ہر دل مین بوی عشق ہی ہر گل مین رنگِ حسن
ہر جا نیے نیے ہین تماشے جمال کے

اللہ رے کہے حضرتِ رونق کو اے ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکل حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلبر لگی ہوی

اوسکی بلای زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا موںہہ دکھاؤن شرم سے اے اہلِ رستخیز
ہے خاک کو ہی غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بھی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تو نے کچھہ بھی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا داورِ محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقش کو کیا کہون
تصویر غیر بھی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بری بھلی
ہے دل کو پند گو کے مقرر لگی ہوی

گریہ سے چارہ آتشِ فرقت کا کب ہوا
بجھتی ہے کوئی یہ دلِ مضطر لگی ہوی

زاہد جو کہہ رہا ہے بتون کو بُرا بھلا / بُت خانیکی ہے چوٹ مقرر لگی ہوی
اب اور ہی ہوا یہ صبا ہے کہ ساتھہ ساتھہ / ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوی
چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بیقرار / دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوی
دیکھین گے تمکو آنکھہ سی باتین نہون نہون / مُہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوی

ای کاش کے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوی

وان طبیعت دمِ تقریر بگڑ جاتی ہے / بات کی بات مین توقیر بگڑ جاتی ہے
چونک پڑتا ہون خوشی سی جو وہ آجاتی ہین / خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے
محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی / اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے
شوخیان جذب تصور کو اوڑا دیتی ہین / کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے
ہای کیسا دمِ کشتن مرے مونہہ پھیر لیا / تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے
کچھہ وہ پڑھتے ہین او سمجھتے ہین مرا نامہ شوق / کچھہ عبارت دمِ تحریر بگڑ جاتی ہے
بدگمانی نے مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا / جب تری زلف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے
یاس مین شکوی لکھے شوق طلب کی بدلے / میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے
چارہ گر کیا مری وحشت سی جنون بھی ہے تنگ / روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے
رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیالِ دشمن / دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ جسکی سی ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنائے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے / مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی ممتاز عالم مین
لگا ہون مین تری توقیر بنتی اور بگڑتی ہے

نظر ہر ہر سخن پر ہے امید و یاس کیجانب
عجب حالت دم تقریر بنتی اور بگڑتی ہے

ادہر کچھ شوق دامنکش ادہر شک عدو مانع
یہین دلمین تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

فلک پر پوچھتی پھرتی ہے اک اک سی دعا اپنی
وہ بتلا وہ جہان تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

ادا دانی بتون کی ہی صراط تیغ پر چلنا
نگاہ مہر و کین شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مری دل سی کوئی پوچھے کہ مین اونسی الجھتا ہون
جہان ہر دم تہ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا مین ناتوانی سے اوڑا جاتا ہی رنگ اپنا
تصور سے مری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

ظہیر اپنے جنون سی بنگیا ناصح بھی زندانی
کہ ہر دم اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

ملکر بتون سے چشم و دل حق نما ملے
ملتا ہون اونسی جنکو ملی سی خدا ملے

سب کچھ ملا ہمین جو تری نقش پا ملے
ہادی ملے دلیل ملے رہنما ملے

جانی بھی وہ عدو سی تمہاری بلا ملے
ملتے سے ملتے سب ہین نملتی سی کیا ملے

آئیے تو پھر آئیے ملے تو خفا ملے
ایسے تنک مزاج سی اب کوئی کیا ملے

خودبین و خودنما و خودآرا و خودپسند
معشوق کیا ملی ہو کہ خود مبتلا ملے

عمر روان و بخت و جوانی و زندگی
جتنے ملے رفیق ہمین بیوفا ملے

پوچھی نہ بات پھر کے سکندر نے خضر کی
دنیا مین جو ملے وہ غرض آشنا ملے

دل مین ہی توبہ توبہ اگر لب پہ جام جام
رندان می پرست ہی کچھ پارسا ملے

زاہد تری عبادت و طاعت فہرے رہے
اوس بت کی بندگی مین ہمین گر خدا ملے

ایسے سے غیر کیا گلہ دوستی کرے
ملتا نہو جو دوست سی دشمن سی کیا ملے

الفت نئی تمکنت بہی اوٹھادی ہی سہی
کہوئے گئے تم اور بہی اغیار کیا ملے

گرم فزو بندگی مین ملی حور بہی تو لون
رحمت کے جوش جب ہین کہ بی التجا ملے

تم اور شوخیون سی ملو مجہسے جہوٹ جہوٹ
ہان کچہہ ملے تو دل سی تہماری ادا ملے

جو بہاگتا ہو سایہ سے اپنی ہزار کوس
ایسے گریز پاسے بہلا کوئی کیا ملے

جتنی زمان وصل کی مدت قلیل ہے
کوتاہ اوس سے کچہہ مری دست دعا ملے

یہ حب اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل مین ہو تو دین ملی اور خدا ملے

مرا ارمان جان نقصان جان ہے
خموشی چارۂ درد نہان ہے

نیاز صرصر وقت خزان ہے
یہین برباد اپنا آشیان ہے

منوی سبز یاد رفتگان ہے
غبار رہ سراغ کاروان ہے

ہوا ای گل اوڑاتی ہی قفس مین
مراد وشش صبا پر آشیان ہے

خموشی بہی ہے اک اقرار مبہم
نہ کہنا پہر مری موہنہ مین زبان ہے

پہوٹ نکلتے دل سے دامن تک ہین آنسو
روان منزل بمنزل کاروان ہے

رہے جاتے ہین دلکے دل مین ارمان
دہن ہے وان نہ یان منع نہین ہان ہے

اوٹہا جب حشر اوس کوچہ سی اوٹہا
زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے

تمہاری بے نیازی دیکہنی ہے
جبین ہے اور سنگ آستان ہے

نہ آئین دیکہین وہ کبتک نہ آئین
محبت آج تیرا امتحان ہے

بنی جاتی ہے کچہہ جان وجگر پر
لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے

یہ پردی ہین فقط آنکہون کے ورنہ
وہین ہم بہی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی
وہ خود ہی اک ادای جانستان ہے

یہہ کچھہ سامان یہ کچھہ تزئین ہی کسکی
وہی مہمان ہے یہان جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلا دی تری ٹھوکر تو نہین ہے
رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے

یہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے
دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے

یہ منزل تسلیم ہے ای خضر بتا دو
ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے

سچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی گہڑی
طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے

اصرار ہے اتنا تمہین کیون دینی مین بوسکے
یہ بوسہ لب کچھہ زر و زیور تو نہین ہے

تم اور ادا ہای فسونکار تمہاری
دل ہی تو ہے آخر کوئی پتھر تو نہین ہے

یہ سچ ہی بری شی ہی حسینونکی محبت
ناصح مرا قابو مرے دل پر تو نہین ہے

کیا غم ہے جو میخانہ نہین شیشہ کوئی ٹوٹا
ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے

اوٹھیگا نہ سب حشر اوٹھی کوہی عدو سے
یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے

ہمکو در میخانہ پہ ہو آنے دی واعظ
توبہ کا ہوا بند ابھی در تو نہین ہے

ممکن ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصہ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوی سی ہے
یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

تربت پہ بیکسی سی جو چھائی ہوی سی ہے
یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوی سی ہے

ناصح نہ اوسکے ملنی کی قسمین دلا مجھے
سوگند اسطرف سی تو کہائی ہوی سی ہے

پرسش ہوا ونکی بزم مین اپنی یقین نہین
یہ بات توکسی کی بنائی ہوئی سی ہے

کچہہ رشک آفرین ہین کف پا کی شوخیان
یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

بدمستی شبینہ کا ابتک خمار ہے
یہ مے تو پی نہین ہے پلائی ہوئی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ سی وعدہ خلافیان
یہ طرز گفتگو تو اڑائی ہوئی سی ہے

اچہی بہی گر کہون تو سمجہتے بری ہو تم
پٹی کسی برے کی پڑہائی ہوئی سی ہے

وہ کشتۂ ستمزدہ شاید ظہیر ہو
اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوئی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوئی سی ہے
خاک مزار تک بہی اڑائی ہوئی سی ہے

قاصد ادہنین کچہہ اور سمائی ہوئی سی ہے
اور یان لبون پہ جان بہی آئی ہوئی سی ہے

ای چرخ کجروی کا تجہے کیا شعور ہے
یہ چال توکسی کی اڑائی ہوئی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی
یہ آنکہہ توکسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

ای شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان
چربی تری نگاہ پہ چہائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے تجہسے قطع ملاقات ایک دن
یہ بات توزبان پہ آئی ہوئی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین
میری طرح سے یہ بہی ستائی ہوئی سی ہے

کیا پہر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر
کیون مردنی سی چہرہ پہ چہائی ہوئی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی
کہینچ کہینچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی
سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچہہ کچہہ حیا جو تلخ نگاہی مین رہ گئی
تہوڑی سی دیر گہر کی تباہی مین رہ گئی

اندہیری رہا شب مہتاب ہجر مین
مل جلکی روشنی بہی سیاہی مین رہ گئی

تردامنی سے نے نامۂ عصیان ڈبو دیا
فرد گناہ مٹ کے سیاہی مین رہ گئی

زاہد سے پارسائی نہ پوچھی کسی نے بات
ناکردگی بھی کردہ گناہی مین رہ گئی

افسوس ہائے شوق نے سمجھا دیا جواب
منزل کی سب خوشی دل راہی مین رہ گئی

اب سب طرف سے یاس ہے سب دے چکے جواب
ہان اب امید فضل الٰہی مین رہ گئی

کہتے رہے جو ہجر بتان مین خدا خدا
ایمان کی شرم یاد الٰہی مین رہ گئی

عزت بھی اے ظہیر گئی نوکری کے ساتھ
توقیر اپنی دفتر شاہی مین رہ گئی

عمر بھر آرزوے لذت کشتن مین رہے
روز مرتے رہے اور حسرت مردن مین رہے

کیا رہے آکے جو اب وہ دل بدظن مین رہے
وہ ہوا ہی نہین وہ گل ہی نہ گلشن مین رہے

کشتۂ ناز نہ آرام سے مدفن مین رہے
حشر سے حشر تری جنبش دامن مین رہے

خوش ہون کیا خاک کہ وہ ماتم دشمن مین رہے
شادی و رنج بہم نالہ و شیون مین رہے

کچھ تبسم کی ادا قہر کی چتون مین رہے
کچھ محبت کا تقاضا دل بدظن مین رہے

دل کو رویا کیے پیٹا کیے تقدیر کو ہم
عمر بھر تک اسی غم مین اسی شیون مین رہے

موت دشمن کی عوض کاش ہمین کو آتی
کب خوشی تھی کہ وہ یون غیر کے شیون مین رہے

حیف ہم سیر کو کب باغ جہان مین آئے
گل نہ گلدان مین رہے غنچہ نہ گلشن مین رہے

گور مین بھی قلق و رنج سے راحت نہ ملی
ہائے وہ راحت جان یون مری شیون مین رہے

آپ کا جلوہ نہو میری نگاہین رکھیے
کچھ نہ کچھ نور نظر دیدۂ روزن مین رہے

ہم جہان جاکے رہے خاک ہی اوڑتی دیکھی
خار جنگل مین رہے پھول نہ گلشن مین رہے

ہاتھ وہ ہاتھ ہین جو حلقۂ آغوش نہین
گل ہین وہ گل جو حمائل کسی گردن مین رہے

گریۂ رنج نہین نغمۂ شادی ہی سہی
کچھہ تمہاری بہی تو شرکت مری شیون مین رہے

خار بن بن کے چبھے حسرت ارمان دل مین
یہ بہت کھٹکتے ہوے کانٹے اسی گلشن مین رہے

بعد کشتن بہی ترے دل سے کدورت نہ گئی
دفن اس خاک کے مردے اسی مدفن مین رہے

چارہ گر زخم پہ دیتا ہے سمجھہ کر ٹانکے
کہ جراحت کا مزہ کاوشِ سوزن مین رہے

پہونک دے کاش زمانے کو تری برق نظر
ایک کانٹا بہی اوجہنے کو نہ دامن مین رہے

اوسکے گیسوی پریشان کو صبا تاب نہ دے
برہمی کاشس بہی خاطرِ دشمن مین رہے

عمر بہر ہم ترے ممنون رہین اے شبِ ہجر
آج مہمان اگر خانۂ دشمن مین رہے

اب بجھے اب نہ بجھے اک موج دمِ سرد کے ساتھہ
ہم چراغِ سحری محفلِ دشمن مین رہے

نیم جلوون سے تسلی نہین ہوتی دل کو
کاش تارِ نظر اپنا تری چلون مین رہے

حیف اوس کشتہ پہ جو خاک رہِ دوست نہو
رحم اوس زندہ پہ جو حسرتِ مردن مین رہے

ٹوٹ جائین دلِ غمگین نمط اللہ کرے
ہات وہ ہات جو شب بہر تری گردن مین رہے

وہ رہے پاس بہی تو رشک نے ملنے نہ دیا
بدگمانی کی طرح سے دلِ بدظن مین رہے

آتشِ رشک نے سرمایۂ دل سب پہونکا
چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن مین رہے

ہم تو اس دل کی محبت سے الہی باز آئے
یہ بلا کاش کہین سینۂ دشمن مین رہے

روز ہے صبحِ وطن شامِ غریبان ہمکو
ہم بہی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن مین رہے

صبر بنکر دلِ عاشق مین سمائے یکسر
وہ کرشمے کہ تری نرگسِ پرفن مین رہے

ہاتھہ وہ خار ہین جنکو نہین کچھہ تجھہ سے لگاؤ
خار وہ گل ہین کہ اوجہے تری دامن مین رہے

کاش اپنے ہی گلِ داغِ تمنا ہوتے
ہار بن بن کے جو غنچہ تری گردن مین رہے

جو اشارے کہ تری نرگسِ پرفن سے سنیجے
فتنے بن بن کے وہی دیدۂ روزن مین رہے

شیخ آگاہ ہو گر سرِ حقیقت سے ظہیر
سبحہ سے فرق نہ زنار برہمن مین رہے

رسم و راہ راز دانی اور ہے — گفتگوی بے زبانی اور ہے
بعد کشتن بدگمانی اور ہے — کیا ابھی تک سرگرانی اور ہے
وعدی سی ہوتی نہین تسکین دل — کچھہ نشاطِ کامرانی اور ہے
عاشقی اور آرزوی التفات — شیوۂ آداب دانی اور ہے
نامہ بر کہتا ہے اگر کچھہ سے کچھہ — ہمسے اقرار زبانی اور ہے
غیر سے ملنا تو کچھہ مشکل نہین — ہمکو فکرِ بدگمانی اور ہے
التفاتِ عام ہے کچھہ اور شے — اور الطاف نہانی اور ہے
ہای لطف تلخکامیہای شوق — لذتِ نامہربانی اور ہے
رنجشین دل مین نظر مین کاوشین — اور تسکین زبانی اور ہے

طی ہوئے جھگڑے شبِ غم کے ظہیر
اک مہمِ سخت جانی اور ہے

مہکی ہوی کسی کے جو عطر قبا مین ہے — کچھہ آج بوی رشک بھی شامل ہوا مین ہے
تاثیر دل جلون کے بہت کچھہ دعا مین ہے — آنکھون سے دیکھہ لوگے جو قدرت خدا مین ہے
موجِ نسیم صبح کی اٹکھیلیان نہ پوچھہ — شامل جو گردِ راہ تری کچھہ ہوا مین ہے
کچھہ کم نہین اداے تغافل عتاب سے — شوخی مین کب ہے وہ جو قیامت حیا مین ہے
ہوتی ہے حسن و عشق مین کتنی مناسبت — میرے بیان کا رنگ تمھاری ادا مین ہے
لیتی ہے اوسکی زلف معنبر سے نہرکی — دیکھو دماغ موجِ صبا کس ہوا مین ہے

ملتے ہوئے ہین عاشق مضطر سی رنگ ڈہنگ
بیتابیان ہین ناز مین شوخی ادا مین ہے

زاہد کو طاعتون سے ہی جس شے کی جستجو
رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے

ملتے ہین روٹھہ روٹھہ کے عاشق سی خوبرو
مَن مَن کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے

یکرنگے ستم ہی عنایت سے کم نہین
رنگِ وفا نہفتہ تمہاری جفا مین ہے

جو غنچۂ ناشگفتہ رہے ہے وہ دل مرا
جو عقدہ وا نہو تری بندِ قبا مین ہے

ہر ہر قدم یہ ناز سے مٹ مٹ کے رہ گیا
عاشق کے دل کا رنگ تری نقشِ پا مین ہے

بیجا ہین اب تو خوگر ہجران سے کاوشین
آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کہو لکہ شکایتِ ہجران کرو ظہیر
منت مین کچہہ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہونے لگین ہر بار دامن سے
کہ مونہہ کو ڈہانک لیتے ہو دمِ گفتار دامن سے

نہ رکہنا ای جنون باقی بدن پر تار دامن سے
کہ مجہکو ننگ ہی دامن سی تجہکو عار دامن سے

یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے
یہ کیون ہر دم الجہتی ہو دمِ رفتار دامن سے

الجہہ کر تو نے دستِ شوق کیون گستاخ ہستی کی
وہ کافر اور بہی رہنے لگا ہشیار دامن سے

چہپاے بات کو ہو مجہسے یا تم آپ چہپتے ہو
یہ کیون ہونے لگے پردے دمِ اقرار دامن سے

یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الٰہی کیا قیامت ہے
الجہتے ہین دمِ رفتار سو سو بار دامن سے

مین ان بہولی اداؤن پر تصدق کیون نہو جاؤن
کبہی گیسو سے الجہن ہے کبہی تکرار دامن سے

الجہکر خار دامن سی مری کیا کیا پشیمان ہین
کہ اب دامن چہوڑانا ہو گیا دشوار دامن سے

بہارِ جامۂ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا
یہ بوٹے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے

کشودِ مطلبِ عاشق تہے اوس دامن سی وابستہ
کہ جس کافر کے دامن کو ہی ننگ و عار دامن سے

بھلا اوس وحشی مخمور دہ سے کیا کام دل نکلے ‏ — رہے جو با خبر سایہ سی اوس ہشیار دامن سے

یہ کیسی بیخودی ہے غش یہ غش کیون مجھکو آتی ہین ‏ — وہ کیون جھلنے لگے پنکھا مجھے ہر بار دامن سے

مری تر دامنی سے ابر رحمت پانی پانی ہے ‏ — ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار دامن سے

شب وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہے ‏ — کہیں پیش چشم کھینچی ہے مری دیوار دامن سے

ہوا دامن کی سوز دل پہ کیا کیا رفتن افشان ہے ‏ — کوئی پنکھا سا جھلتا ہے دم رفتار دامن سے

قیامت تک اگر تھم جاے گریہ تو مرا ذمہ ‏ — وہ آنسو تو مری پونچھین ذرا اک بار دامن سے

کسی پردہ نشین کی تیغ الفت دل پہ کھائی ہے ‏ — چھپا رکھا ہے ہمنے زخم دامن دار دامن سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بھولینگے نہ بھولینگے ‏ — بندھے ہین یہ ہماری گوہر شہوار دامن سے

ظہیر اب سر پہ اوسکے دامن دولت کا سایہ ہے
کہ وابستہ ہین جسکے کافر و دیندار دامن سے

مرحبا اصل علی سیر کو جانیوالے ‏ — خواب ہین دولت بیدار کی پانیوالے

کیا غنودہ ہو شکر خواب ہین انکھین کھولو ‏ — خواب خرگوش ہین فتنون کو سلانیوالے

کھول دی نرگس مخمور کو اہی پائیہ ناز ‏ — مژدہ وصل سناتے ہین جگانیوالے

نرگسین باغ ہی چشمان ملک سی جادہ ‏ — رکھہ قدم ناز سے آنکھون مین بٹھانیوالے

دیدۂ عاشق بیتاب ہین دربان بہشت ‏ — چشم براہ ہین پردونکی اوٹھانیوالے

منتظر ہین ترے سکان ملاء اعلی ‏ — لینے آئے ہین تجھے وحی کی لانیوالے

چلکے اب مسند قوسین پہ ہو جلوہ نما ‏ — کہ بلاتے ہین تجھے پاس بلانیوالے

ہے یا ہین قرب ندای فتدلی بھیم ‏ — شوق سا شوق ہے اسی شوق بڑھانیوالے

ساتھہ فترک کے ہمراہ کا جی چھوٹ گیا ‏ — گرم رو مثل دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگس شہلا پہ نثار
دیکھ لے سرمۂ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت سے ہے پا بلغزش سے ہشیار ظہیر
گر بہی پڑتے ہین بہت پانو بڑہانیوالے

ہو مبارک تجہے معراج کے جانیوالے
بخت بیدار صفت خواب منانیوالے

ڈہونڈہتی ہے ترے سایہ کو عبث چشم ملک
کہ اوڑا لیگئے آنکھون مین اوڑانیوالے

بخشش امت عاصی تو بڑی بات نہین
کہ ترے ناز اوٹہاتے ہین اوٹہانیوالے

روز محشر بہی ترے لطف سی ہے چشم نجات
میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے

دے سہارا مجہے طوفان بلا مین دم حشر
میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے

حسرت مردۂ عاشق کو جلا دے آکر
لب جان بخش سے مُردونکے جلانیوالے

مجہہ گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے
کشتی امت عاصی کے بچانیوالے

روز محشر ہے بڑا آشوب تو کچہہ باک نہین
آپ ہین آپ ہین بگڑی کو بنانیوالے

دل شکستہ ہے گناہون سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہین امید بندہانیوالے

رحم کر رحم کر او ناز سے چلنے والے
ٹھوکرون مین دل عاشق کے مسلنے والے

تیری شوخی نے بندہائی ہین امیدین کیا کیا
دمبدم مثل فلک رنگ بدلنے والے

وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان
مان لے مان لے شوخی سی مچلنے والے

ہوتے ہوتے ہی کہین صبر کی عادت ہوگی
رفتہ رفتہ ہی سنبہلتے ہین سنبہلنے والے

شمع سے گرمی محفل ہے نہ پروانے سے
اور ہین اور ہین اس بزم مین جلنے والے

ایک زیور ہے تلون بہی حسینون کیلیے
خود بدل جاتے ہین پوشاک بدلنے والے

چھوڑ دے نبض کو ہٹ جا میری بالین سی طبیب
ایسے بیمار نہین تجہہ سے سنبہلنے والے

سخت دل سنگ ہین خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتھر نہین نالون سے پگہلنے والے

ادلگا ہون کیطرح دل مین اوترنیوالے
داغ بن بن کے کلیجے مین ابہرنیوالے

ناخدا ترس ستمگار مکرنے والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہین ڈرنیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہین
یہہ مسافر نہین رستے مین ٹھہرنیوالے

خار بوسیے ہین جو اغیار نی سب جانتے ہین
یہ شگوفے ہین بہت جلد ابہرنیوالے

شکوۂ غیر یہ کہتا ہے کہ ہان ہان سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دہرنیوالے

نازکی شان ہی ضد حسن کی زینت ہی عتاب
کہ سنورتے ہین بگڑ کے نہین سنورنیوالے

خود بد آموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کہ اوبہارے سے اوبہرتے ہین اوبہرنیوالے

لو وہ کہتے ہین دمِ عرض سُنا کر سب کو
آپ بہی نام خدا ہمہیہ ہین مرنیوالے

داورِ حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بہی تری قہر سے ڈرنیوالے

باز آتے ہین وفا سے کہین جانباز ظہیر
کر گذرتے ہین ستم جان پہ کرنیوالے

بیوجہ بے سبب جو وہ رنجیدہ ہو گیے
معلوم دل کے عقدۂ پیچیدہ ہو گیے

گہُل گہُل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہو گیے
ہم ہی تجہی سے ای دلِ غمدیدہ ہو گیے

کہودی ہی سہی دل خانہ خراب سے
وہ کیا کہنچے ہم اور بہی گرویدہ ہو گیے

آتی نہین ہے نیند کہ وہ آئین خواب مین
کچہہ بخت نا صواب بہی خوابیدہ ہو گیے

جتنے اوٹہائے رنج امیدین سوا ہوئین
ہم کاہشون سے اور بہی بالیدہ ہو گیے

آشوب روزگار ہے وہ چشم نیمخواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہو گیے

کہتے تھے یون کہین سے مگر اونکے سامنے
سب محو فقرہای تراشیدہ ہو گیے

پردہ اوٹھا ادہر کہ نظر پر پڑا ادہر
وہ سامنے نہ آیے کہ پوشیدہ ہو گیے

اللہ رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اوسنے بات بات پہ رنجیدہ ہو گیے

قاصد بھی جاکے کوچۂ جانان مین سو رہے
وہ بھی ہمارے طالع خوابیدہ ہو گیے

دشمن کا تذکرہ تھا بری بات تو نہ تھی
تم تو ذرا سی بات مین رنجیدہ ہو گیے

ہے کل کی بات رند خرابات تھے ظہیر
حضرت کہان کے عاقل و سنجیدہ ہو گیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دلبرون سے
تم ایسا کروگے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سن کے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آیے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکھا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کر چکین گے تو پھر کیا کرین گے

یہ رفتار والے نہ چوکین گے وان بھی
قیامت مین بھی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبختر
وہ اتنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکھی نہ جائین
وہ کیا آئینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
مین آئینہ ہون کیا کہ دیکھا کرین گے

برے وہ نہین پیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

چلے آپ خوش خوش مگر یہ نہ سمجھے
کہ اس دار فانی مین کیا کیا کرین گے

تم اور تمکو ملنے کی مجھہ سے تمنا
یہی صاف کہدو ستایا کرین گے

وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے
او نہین خط مین دشمن ہی لکھا کرینگے

وہ تم ہو کہ ملکر ملوگے نہ ہم سے
وہ ہم ہین کہ پھر بھی تمنا کرین گے

نہین وعدہ کرنے مین کیون ہی تامل
ہم ایسے ہین تمسے تقاضا کرین گے

کسی طرح وہ خط کو دیکھین تو قاصد
او نہین حال دشمن ہی لکھا کرین گے

وہ کہتے ہین مرنے کو مرجایے کوئی
دوا مرنیوالے کی ہم کیا کرین گے

وفادار جو میری ضد سے بنے ہین
بھلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے

ہوسکار مرنے پہ جی دے رہے ہین
وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے

بس اب ہمسے واجب ہے ملئے ہی ملئے
کہ اغیار یون ہی تو رسوا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ لڑتے بنے گی
نہ ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے
بیدہانی کا نام ہوتا ہے

لیجے رخصت غلام ہوتا ہے
آخری یہہ سلام ہوتا ہی

روز وان قتل عام ہوتا ہے
کار عالم تمام ہوتا ہے

جسکی آتی ہے وہ ہی مرتا ہے
خوبرویون کا نام ہوتا ہے

عرض مطلب پہ کیون برا مانا
سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے

آج ہو جائین ہم سے دو دو حرف
کل کا قصہ تمام ہوتا ہے

یان پیام وصال آیا ہے
وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال رکھتے ہین	خواب اون کو حرام ہوتا ہے
ہے یہ تاکید وہ نہ آجاے	بزم کا اہتمام ہوتا ہے

آج دنیا سے ہے وداع ظہیر
نظم کا اختتام ہوتا ہے

نہ سمجھو فغان بے اثر جائیگی	کبھی صاف دل مین اُتر جائیگی
نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی	زمانے کو تاراج کر جائیگی
رہین گے گلے حشر تک ای اجل	شب غم بھی آخر گذر جائیگی
طبیعت ہے آخر قیامت نہین	یہین آتے آتے ٹھہر جائیگی
تم اپنی نبیڑو تمھین اس سے کیا	گذرنے کو یان بھی گذر جائیگی
جلے تو بھی یہہ تو سوچو ذرا	کسی پر قیامت گذر جائیگی
ستم کرکے تم کیون ستمگر بنو	تمھاری ادا کام کر جائیگی
مصیبت کے مارونکی کیا زندگی	یونہین روتے دہوتے گذر جائیگی
حنا سے نہ تم ہاتھا پائی کرو	یہ نازک کلائی اوتر جائیگی
نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتھہ ساتھہ	مری جان اے نامہ بر جائیگی
دل مضطرب کا فسانہ لکھون	کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی
بھلا دیجیے وعدۂ غیر بھی	ہماری شکایت اوتر جائیگی
کدورت کے ہین چار دن جاؤ بھی	بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی
بُرے دن بھی اپنے نکل جائینگے	شکایت نہ یہہ عمر بھر جائیگی
بنے گی شب غم شب وصل غیر	یہ جتنی اودھر ہے اودھر جائیگی

شبِ ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونسِ دشمن شبِ فرقت میری
مجھہ قربان ہوی جاتی ہی غیرت میری

دل سے مٹتی نہین اسپر بہی کدورت میری
روز آآکے مٹاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکہتی ہو عداوت میری
مجھہ سے بہتر ہے بہر حال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹپکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑہ بڑہ کے تری چاہ کی دم بہرتی ہین
اونکو بیدد کہا دے کوئی صورت میری

خواب مین بہی تو بسِ مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدہر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سی طبیعت میری

وہ مرا نام بہی لینے کے روادار نہین
غیر کیا جاکے کرین اونسے شکایت میری

ہون بہی دنیا مین نہین بہی ہون برنگ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جہوٹا مجہے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجہہ سے ہی شہادت میری

عرض مطلب یہ کبہی منہہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کمبخت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹہاتے ہین جو احباب مجہے
بیٹھی جاتی ہے میری ساتہہ طبیعت میری

اب تو گہبراکے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
دے نہ دشمن کو بہی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
تمسے پہلے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تہا کہ غماز برے ہوتی ہین
تم نہ سنتے تہے رقیبون سے شکایت میری

چپکے بیٹھے ہوئے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بہت ہین تمسے
دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری

دور ٹکرین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون
لوگ کرتے ہین تہین سی تو شکایت میری

بیمروت انہین کہتے ہین وفادار نہین
دیکھہ لو اپنے چلن اور مروت میری

مین جہان ہون وہین مجھہ سے کوئی آگاہ نہین
اور ہونیکو تو کس جا نہین شہرت میری

آئینہ دیکھہ کے اک اک سے وہ فرماتی ہین
گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری

ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار رہا
پہونکے دیتی ہے مجھے گرمیِ شہرت میری

تمکو پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا
مجھسے آگے گئی فرسنگ ہی ہمت میری

داورِ حشر سے کہنی کی تو گنجایش ہو
غیر کے ہاتھہ سی ہو کاش شہادت میری

حسن و الفت کے کرشمون کا تماشا ہے عجب
دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری

مین بہی اک شے ہون مری مشرب رندی پہ نہ جا
تجھہ کو زاہد نہین معلوم حقیقت میری

میگسارو مری توبہ کا بہروسا کیا ہے
دیر لگتی نہین پہرتے ہوے نیت میری

آپ دشمن کے طرفدار ہوے تو ہو جائین
بندہ پرور رہے مرے ساتھہ ہی قسمت میری

جو کہے سچ ہے وہ جو ناز کرے ہے وہ بجا
چہین لی روز ازل غیر نے قسمت میری

ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد
باندھنی ہی کے لیے روز ہے نیت میری

وہ نہون پاس نہون رشک تو ہی دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بہی رہی کچھہ ثواب کی
توبہ کے ساتھہ توڑیے بوتل شراب کی

سنتا ہے کون حضرت واعظ جناب کی
کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی

پیشِ رقیب بزم مین رکھہ لینا آبرو
اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

بھردین ادا ادا مین قیامت کی شوخیان | تصویر کھنچ رہی ہے مرے اضطراب کی

قاصد نے مدعای دلی سب جتا دیا | کچھہ بھی لگی رکھی نہ سوال وجواب کی

عاشق سے ملتے ہی ملتے ہین شوخی کے رنگ ڈھنگ | دیوانہ پن کی عمر ہے عہد شباب کی

رکھہ لی خدا نے سامنے زاہد کے آبرو | ٹوٹی نشہ مین ہاتھہ سے بوتل شراب کی

اوکہا ہے دست شوق سے گستاخیان معاف | اب خیر آپ کی نہین بند نقاب کی

جب احتساب حضرت واعظ کا ہو بجا | جنت مین روک تھام کرین گر شراب کی

بس بس نہ مونہہ چھپاؤ شب وصل ہی قسم | تمکو ہمارے شوق کی اپنے حجاب کی

دیکھا تمہارے زہد کو ای حضرت ظہیر
یہ قول فعل اور یہ صورت جناب کی

اپنے ہی عکس رخ سے جو آپھی حیا کرے | ایسے پہ مر نہ جایے تو پھر کوئی کیا کرے

تمسے ملے رقیب کی پھر التجا کرے | یہ دن خدا دکھایے نہ وہ دن خدا کرے

تم کیا کروگے اور کوئی تمسے کیا کرے | وہ وقت ہی نہین کہ کسی سے وفا کرے

بیطاقتی کے طعنے ہین لو بعد مرگ بھی | اب کس امید پر کوئی تمسے وفا کرے

کیا اعتبار اس نگہہ التفات کا | ڈرتا ہون فتنہ گر سے نہ ملکر دغا کرے

جتنی برائیان ہین وہ سب ہین ملاپ مین | گر یہہ نہو تو کون کسی کا گلا کرے

ہمکو تو پاس وضع نے ڈالا عذاب مین | سچ تو یہ ہے نہ کوئی کسی سے وفا کرے

یان ای ظہیر سب سے بھلی ہین خموشیان
اپنی کہے نہ اور کی ہرگز سنا کرے

خانہ آرائی ہے ویرانی مری | بیکسی کرتی ہے دربانی مری

موت سے بدتر گرانجانی مری
زیست سے دشوار آسانی مری

گر نہ دیکھو آئینہ مین دیکھ لو
اپنی صورت اور حیرانی مری

گریۂ بیجا نے رکھ لی آبرو
بات دشمن نے نہ پہچانی مری

کس خمِ گیسو سے ہے دلبستگی
مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری

کیون کہین منت کش غمخوار ہون
خود مری وحشت ہے دیوانی مری

لیچلے احباب نعشِ خونچکان
آج حورون مین ہے مہمانی مری

پاؤن ٹوٹے جسقدر کی جستجو
سعیِ بیجا اصل ہے نادانی مرے

سہل ہے تمکو مری قطع امید
شاق ہے مجھپر گرانجانی مری

کفر سے توبہ مری کم استوار
نامسلمانی مسلمانی مری

دربدر کی جبہہ سائی سے حصول
مٹ چکی تحریر پیشانی مری

مین شبِ وصلِ عدو جیتا رہون
ہے سبک کتنی گرانجانی مری

تمکو زیبا ہے تمہاری برہمی
کب گئی مجھسے پریشانی مری

آپ تو اپنی نبیڑین بندگو
کیا کرینگے وہ نگہبانی مری

اوسکی رحمت پر اگر کیجے نگاہ
زہد سے آلودہ دامانی مری

روز و شب آنکھون مین رکھتا ہی مجھے
فرض دشمن سے ہے نگہبانی مری

آئینہ سے ہے گر تمہارا عکس رو
ہے مری تصویر حیرانی مری

تھک کے بیٹھے جس جگہہ منزل ہوئی
ہوگئی رہبر تن آسانی مری

ہے توقع پر مدارِ زندگی
موت کرتی ہے نگہبانی مری

ہے یہی شرطِ مسلمانی ظہیر
دست کافر اور قربانی مری

ہمراہ وہ اغیار کو لائے مرے آگے
یہ میرے بڑے بول ہین آئے مری آگے

دیکھا ہے جو آنکھون سے محبت مین تمھاری
اللہ نہ دشمن کو دکھائے مرے آگے

واقف ہو مری سوز سے گر شمع شب افروز
پروانے کو انگلی نہ لگائے مرے آگے

اندوہ شب ہجر کو کچھہ اور نہ سمجھو
یہ میرے ہی اعمال ہین آئی مری آگے

اچھا ہے بُلانے کی عوض آپ ہی جاؤن
محجوب ہے وہ آئی نہ آئے مرے آگے

قاصد تو بڑی چیز ہے یہ رشک تو دیکھو
سایہ بھی مرا بڑھ کے نہ جائے مرے آگے

اللہ کرے تو بھی پھرے میری طرح سے
اور غیر تجھے مونھہ نہ لگائے مری آگے

صحبت مین وہی لوگ ہین اک عمر جنہون نے
طوفان یہ طوفان اوٹھائے مری آگے

انکی تو سنو بیٹھے ہو کیا سر کو جھکائے
کیا کہتے ہین یا بیچ برائے مری آگے

لطف ستم انگیز سے کیا کیجیے شکوے
خط غیر کو لکھہ لکھہ کے مٹائے مری آگے

دیکھا جو ظہیر جگر افگار کو بولے
کہہ دو کہ یہہ کمبخت نہ آئے مرے آگے

سے مجھے یان درد سر کیا جانے کیا ہے
گمان چارہ گر کیا جانے کیا ہے

ہمین مدِ نظر کیا جانے کیا ہے
تمھارے دل مین شر کیا جانی کیا ہے

یہ کیون بیٹھا ہو گنتا ہون گھڑیان
خیال آٹھون پہر کیا جانے کیا ہے

خدائی کہہ رہی ہے اپنی اپنی
وہان مدِ نظر کیا جانے کیا ہے

کوئی ناشاد ہے اور شاد کوئی
نگہہ مین خیر و شر کیا جانے کیا ہے

نہ ٹالو وعدۂ امروز کل پر
کہ کل کس کو خبر کیا جانی کیا ہے

یہ کیا جاتی ہوی دیکھی ہے دنیا
وہ آتے ہین ادھر کیا جانے کیا ہے

جسے چاہو وہی دشمن ہوا الٹا
یہہ نا نے اور پہر چہوڑین گے باقی
بُری ہے آہ ظالم دل جلون کی

محبت مین اثر کیا جانے کیا ہے
لحاظ اے فتنہ گر کیا جانے کیا ہے
کہ تو اسکا اثر کیا جانے کیا ہے

نہین مجہہ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہین دہیان کیا آگیا سوتی تسوتی
بگڑنا ہنسی مین ادا اونکی ٹہہری
محبت مین دشمن ہیں دل کاش ملتے
لب زخم شاکی ہین اونا وک افگن
تمہاری محبت نے یہہ گل کہلایے
ہمین ور گذر کر گیے خیر گذری
وہ کب چشم پرخون پہ رکہتے ہین دامن

کہ وہ رہ گیے کچہہ خفا ہوتے ہوتے
مجہے لگ گئین ہچکیان روتی روتے
کہ رہتا کوئی ایک دو کہوتی کہوتے
لگایے عجب تیر ہین تہوتے تہوتے
عدو تک گیے خار غم بوتے بوتے
ابہی رہ گئی اون سے شر ہوتے ہوتے
کوئی مر بہی جایے اگر روتی روتے

نہ چہوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
تنگ آ گیے ہم اسے دہوتی دہوتے

نہ باتین نہ آنکہین ہین وہ چاہ کی
وہ کہتے ہین ہوتم سے اگر آہ کی
جو ٹہہرے ہین بوسے عنایت کرو
وہ کہتے ہین شکوون پہ اغیار کے
چلو تبکدے تک ذرا شیخ جی

ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی
نہ امید رکہنا کبہی چاہ کی
کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی
یہی رشک گر تہا تو کیون چاہ کی
دکہا دین تمہین قدرت اللہ کی

ہر انداز ہے اپنے موقع سے خوب
لڑائی بھی اچھی ہے کچھ راہ کی

کبھی رنگ لائینگی ڈرتے رہو
بری ہین دعائین سحرگاہ کی

چلو جھوٹی سچی نہ باتین بناؤ
خبر تک نہ لی اس ہواخواہ کی

دیا اسقدر شام ہجر انکو طول
مری عمر یارب نہ کوتاہ کی

کبھی تو ملیگی ہماری مراد
بہت خاک چھانی ہے درگاہ کی

تمھین جنکے ملنے سے آتی ہے عار
وہ ہمراز ہین شان اللہ کی

مزے دل لگانیکے دیکھے ظہیر
بہت آرزو تھی تمھین چاہ کی

ایسے کی محبت کو محبت نہ کہینگے
اس عام عنایت کو عنایت نہ کہینگے

ہم لاکھ شکایت کو شکایت نہ کہینگے
وہ ہمسے کبھی دلکی حقیقت نہ کہینگے

کمبخت رقیبون پہ کبھی حشر نہ ٹوٹا
قامت کو ترے ہمتو قیامت نہ کہینگے

اچھا ہے کہ ہوجائے یہین فیصلہ باہم
اللہ سے کچھ وقت شکایت نہ کہینگے

کہیے تو کہون انجمن غیر کی روداد
کیا اب بھی اسی آپ کرامت نہ کہینگے

ممکن ہین زبان دہون نہ یہہ آپکے برباد
شوخی تو کہینگے جو شرارت نہ کہینگے

کافر نے دیا لاکے ہمین نامۂ دشمن
کس طرح سے قاصد کی شکایت نہ کہینگے

تو غیر سے ہم بزم ہوا ای مونس اندوہ
یہ تو نہ کہا ہے شب فرقت نہ کہینگے

وہ حال ہے اپنا کہ جسے حال نہ کہیے
وہ شکل ہے اپنی جسے صورت نہ کہینگے

سمجھینگے نہ اغیار کو اغیار کہانتک
کبتک وہ محبت کو محبت نہ کہینگے

جب عربدہ جو تم ہو تو کیون صحبت دشمن
ہم اسمین رقیبونکی شرارت نہ کہینگے

بیٹھا فقط صبر کیے تم کرتے ہو شکوے
ہم غیرت سے یہ جور کی عادت نہ کہینگے

ہے یاد ظہیر ان کا شب وصل بگڑنا
وہ تلخیِ دشنام کی لذت نہ کہینگے

آنکھین دوچار ہوتے ہی دلکو خبر ہوی
غماز راز عشق نظر کی نظر ہوی

شام وصال چشم زدن مین سحر ہوی
میری نظر ہوی کہ تمہاری نظر ہوی

ہوسکے سے گر نگاہ تمہاری ادہر ہوی
کیا کچھہ ہوی امید مین کسقدر ہوی

دیکھا ہے انقلاب تمہاری نگاہ کا
دنیا پلٹ گئی ہے یہ کافر جدہر ہوی

قاصد بیان حال کرے جای شک نہ
کمبخت آدمی نہ پیغامبر ہوی

اس کی جواب مین مرے نامہ کی دہجیان
قاصد ہوا ہوا تو صبا نامہ بر ہوی

کاٹا ہے روز ہجر کو دم توڑ توڑ کر
مر مر گئے ہین جب شب غم کی سحر ہوی

میری قضا نہ تہا شب ہجر عدو نہ تہا
آنے مین دیر کیون تجہے او نامہ بر ہوی

اک اضطراب شوق نے سب کچھہ بہلادیا
دل کا تو ذکر ہی مرہم زخم جگر ہوی

اللہ رے شوخیان مجھے کہتے ہین زمانے
سنتے ہے یہ کیا ہوا تجھے کسکی نظر ہوی

یہ روگ دل لگی کا کچھہ اب کے نیا نہین
روتے ہی دل کے ساتھہ ہمین عمر بہر ہوی

پتھر پڑین زبان پہ تری موونہہ سے پہوٹ تو
وان جا کے کیا بلا تجہے پیغامبر ہوی

وان جا کے ای ظہیر ہے عقبی کا جہیلنا
رونے سے اس جہان کے فرصت اگر ہوی

پھری ہوی ہے نگاہ ساقی شراب ہم لے کے کیا کرینگے
ہمارے کہانے کو غم ہے کافی کباب ہم لے کے کیا کرینگے

ہم اونکو نامے ہزار لکہتے جو کچہہ بہی چشم امید ہوتی
جواب تقدیر دیچکی ہے جواب ہم لے کے کیا کرینگے

نہو جو حاصل صفای باطن لباس ظاہر ہی سب ریائی
یہی ہے گر زہد و پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

ترقیون پر ہے ضعف پیری مٹا نہ دل سی سر جوانی
وہی ہے ابتک سیاہکاری شباب ہم لیکے کیا کرینگے

متاع صبر و قرار دل کو لیا ہے تمنے تو یہہ بہی لیلو
کہ ایک جان نحیف و زار خراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ بخت خفتہ کو ہو ہمایون یہ چشم دشمن کو ہو مبارک
شب جدائی رہے سلامت کہ خواب ہم لیکے کیا کرینگے

حباب آسا ہے عیش و مستی کہ دم کی دم کی ہی اوج و پستی
یہ خاک تودہ ہے بحر ہستی سراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ ہمنے پہلی ہی کیون نہ جانا کہ قید ہستی ہی زندگانی
یہ مفت جان حزین کو اپنی عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ جتنے نقش و نگار اب ہین یہ نقش برآب سبکے سب ہین
قیام اس خاکدان مین مثل حباب ہم لیکے کیا کرینگے

نظر مین ہے سب جہان فانی کہلے ہین اسرار نکتہ دانی
یہہ دل ہے گنجینۂ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

عطیۂ خلعت جنون سے ہمین تو اے عشق باز رکہو

یہ جنکو حسرت ہے اون کو دیجے جناب ہم لیکے کیا کرینگے

مزہ تو جب ہے بروز محشر کہ جوش رحمت پکار اٹھے
کہ جاؤ لیجاؤ عاصیون کو حساب ہم لیکے کیا کرینگے

دکھا دے اے گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہو ابر رحمت
وگرنہ یہ جوش اشک چشم پر آب ہم لیکے کیا کرینگے

ظہیر دنیا کے جاہ و حشمت ہمارے احباب کو مبارک
ملا ہے تمغاے فقر فخری خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمت بالخیر

رباعیات

آنکھونسے جہانمین آکے کیا کیا دیکھا — شادی و ملال و زشت و زیبا دیکھا
لازم ہے نشیب ہر بلندی کے لئے — اونچا جو ہوا ہے اوسنے نیچا دیکھا

دیگر

دنیا سے ہر اک کو دل لگاتے دیکھا — ہر قصر و چمن مین آتے جاتے دیکھا
ہے زیر زمین عجب سراے دلچسپ — جو یہان سے گیا اوسے نہ آتے دیکھا

دیگر

دلچسپ فضا سے کعبہ و دیر نہین — ہے جسکی تلاش ہمکو وہ سیر نہین
کہتے تو ہین سب مگر وجودِ ہستی — اک بات ہے بے تکی سے سر پیر نہین

دیگر

ان آنکھونسے ہمنے اک زمانہ دیکھا — مسجد دیکھی شراب خانہ دیکھا
طفلی و جوانی و شباب و پیری — سب کچھ دیکھا مگر فسانہ دیکھا

دیگر

ہے مثلِ حباب زندگانی تھوڑی — اور درد و الم سے شادمانی تھوڑی

کیں دیدۂ غور سے نگاہیں جو ظہیر | جھگڑے ہین بہت سے اور کہانی تھوڑی

دیگر

یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے | علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہین ہی موقوف | دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے

دیگر

کیفیتِ حال و قال تو دیتا ہے | چشم و نظرِ جمال تو دیتا ہے
آنکھونکو نگاہ دل کو نورِ عرفان | اے قادرِ ذوالجمال تو دیتا ہے

دیگر

محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے | بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہین کچھ تیرے خزانہ مین کمی | دیتا ہے تو بےحساب تو دیتا ہے

دیگر

مستوجبِ طاعتِ زمانہ تو ہے | بخشندۂ تاجِ خسروانہ تو ہے
یارب نہین دہر مین کسی یکتا کوئی | بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے

دیگر

ہر شے مین کمال کبریا کو پایا | شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بےمثل و نظیر ذاتِ مطلق دیکھی | اور بعد خدا کے مصطفیٰ کو پایا

دیگر

ہو کس سے ثنائے شاہِ لولاک | عاجز ہین بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمامِ کلام | لولاک لما خلقتِ الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تو نے
ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تو نے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال
دیکھا وہ نظر سے جو دکھایا تو نے

دیگر

کب لا و نعم کا ہم کو مقدور رہا
وہ تو نے کیا تجھے جو منظور رہا
جس بار کشی سے ہین فرشتے معذور
انسان ضعیف اوسپہ مامور رہا

دیگر

قسام ازل نے جو بنائی تکلیف
خاصانِ خدا نے وہ اوٹھائی تکلیف
دنیا کی ہر اک شے کو دیکھا بے اصل
اک دولتِ بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تو نے
خالی نہین سر سے جو بنایا تو نے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری
ناچیز کو چیز کر دکھایا تو نے

دیگر

حکمت سے نہین خلاف قدرت تیری
دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ
راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری
بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تو نے مجھے دی ہے اور تو نے لی لی
کیا منہہ ہے کہ کرون شکایت تیری

دیگر

یارب مجھے فرض ہی عبادت تیری	کچھ مجھسے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
کیا کچھ نہ جہا مین تونے بخشا مجھکو	افسوس ہوئی نہ قدرِ نعمت تیری

دیگر

مکار ہین سب جتنے لبی ڈاڑہی والے	قصاب ہین یہ چھری کٹاری والے
ہے ریش دراز اک دغا کی ٹٹی	کرتی ہین شکار خوب جھاڑی والے

دیگر

عابد ہو فقیہ ہو گدا ہو یا شاہ	کرتی ہے ہرایک کو یہ قحبہ گمراہ
صدشوہر و یک عروس زالِ دنیا	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

بد اصل سے ہے خطا کی امید	نیکی کی امید سے بدی کی امید
کرتی ہین حلال یہ اوسیکو پہلے	رکتا ہو جو اونسے دوستی کی امید

دیگر

انسان نہ بخیل سے کبھی ہمسار ہے	سایہ سے جہانتک کہ بچا جائے بچے
اپنے پہ ہو نیش زن جو پاجائے رسوخ	سچ ہے کہ خدا گنجے کو ناخون نہ دے

تخمیس بر غزل مولانا محمد خان قدسی

حبذا جانِ جہان نازش عالی نسبی	شورش حسن نہان مظہر سر عجبی
آب و رنگ چمنِ ہاشمی و مطلبی	مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اللہ اللہ رے ای عشق تری بوالعجبی
گفتگو وحدت و کثرت مین ہے اب بی ادبی
لے اوڑی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر کسکے کرشمے سے ہوئے دیر و حرم
تجھ سوا کون ہے اے چشم و چراغِ عالم
کسکی آئینہ طلعت ہین حدوث اور قدم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

مرحبا شوخیِ نیرنگِ جمالِ اکبر
ہر دو عالم مین دکھایا غرض اپنا عالم
ہے ادہر نقشِ حدوث اور اودہر رنگِ قدم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

تنگئی ہے میرے اعمال سے کیا کچھ مجھپر
نگہِ لطف سوا کوئی نہین جاے مفر
جادہ جادہ ہے دمِ تیغ کدہر جاؤن کدہر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

آرزو مند ہین طوبیٰ و بہشت و کوثر
زمزمہ سنج ہے ہر حورِ بہشتِ انور
کہ تیری یک نگہِ لطف و کرم ہو ہمپر
چشم رحمت بکشا سوے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

طے کئے تو نے ہین ایکدم مین بعزمِ گلگشت
عرشِ اعظم ہے تیرے توسنِ چالاک کا دشت
اولِ گلشنِ فردوس سے لیکر تا ہشت
شبِ معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یاں نہ اب موسیٰ عمراں ہیں نہ ایمن ہے نہ دشت — عیسیٰ و چرخ چہارم نہ بہشت ہر شت
سے ہے مقام فتدلی پہ حدیثِ گلگشت — شبِ معراج عروج تو زافلاک گذشت

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہو گی جب گرمیِ ہنگامۂ محشر بیتاب — آپ سے عرض سرا ہونگے رفیع الدرجات
اے سراپا کرم وجود وسخا وبرکات — ماہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات

رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

حامیِ کشتیِ اُمت ہی تو اے خضرِ نجات — تیرے صدقے سے خطائیں ہیں ہماری حسنات
رستگاری ہو جو محشر میں تو ہی تازہ برات — ماہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

ہے تیری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام — تلخکامانِ ضلالت بھی ہوئے شیریں کام
قلزمِ رحمت باری سے تو اے شاہِ انام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

نزہتِ میں قدم سے تیری اے رحمتِ عام — تر و تازہ چمنِ قدس و ریاضِ ایام
کیا دمِ صبح ازل تھا سحرِ روزِ قیام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام

شد از آن شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

خاک سے پہلے تیرا نور ہوا جلوہ فزا — جوہرِ نور کجا و جسدِ خاک کجا
ذرہ و مہر میں ہے فاصلہ وارض وسما — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

زو کھچتا ہے قدم سے تیرے عرشِ اعظم — شاد ہیں بیع نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر جن و بشر کی ہر دم — نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا دعوے درم — کیا کہا قہر کیا ہائے غضب وا ستم

سر خجالت سے گریبان مین فرو ہے ہر دم — نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی

ہوتی آئی ہے کہ شاہان جہان کی منشور — باقی رہتی ہین اشاعت بزبانِ دستور

تھی مشیت مین مگر حرمتِ یثرب منظور — ذات پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

مظہر لطف خدا نور خدا شانِ خدا — ہون ثنا سنج ترا اسکے سوا اور مین کیا

یا رسولِ مدنی صلے علی صلے علی — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحتِ قلب حزین داروے درد جگری — دردمندانہ شفا جو ہے ظہیر و قدسی

یا معین الضعفا خذ بیدی خذ بیدی — سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمان طلبی

تخمیس بر غزل مولانا محمد صدر الدین خانصاحب بہادر مرحوم

صدر الصدور دہلی متخلص بہ آزردہ

تردد ہے گر زہر کے باب مین — ملا آبِ زمزم مئے ناب مین

تکلف ہے کیا بزم احباب مین — پلا ساقیا مے خنک آب مین

کہ تھمتی نہین تو یہ مہتاب مین

سلامت اگر چشم بیخواب ہے | تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت مین کیا جان بیتاب ہے | ان آنکھوں سے پنجاب ہفت آب ہے

بڑھے ہے اور دو بحر پنجاب مین

یہ ہین حسن و الفت کے راز و نیاز | ہوئی محو نیرنگ شیب و فراز
سجود خدا مین بھی آئے نہ باز | گیا دین گیا حضور نماز

وہ یاد آئے ابرو جو محراب مین

الٰہی عدو جس سے شرمائی دے | الٰہی جہان جس سے گھبرائی دے
الٰہی زمین جس سے تھرائی دے | الٰہی فلک جس سے پھٹ جائی دے

وہ تاثیر آہ جگر تاب مین

نیا ہے جہان مین سراغ ابر کا | نہ سرسبز ہرگز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پھر ایاغ ابر کا | نہ آسمان پر دماغ ابر کا

جو ہمت ہو کچھ چشم پر آب مین

تغیر ہوا پھر زمانہ مین کب | دگرگون ہوا حال دوران جو اب
فلک نے دکھایا یہ کیسا غضب | وہ عریان ہین سرما مین تھی جنکی شب

گذرتی سمور اور سنجاب مین

لگاتا ہے گر ہاتھ پورا لگا | کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہین ہے جو سوزش تو پھر لطف کیا | ملے کچھ تو زخم جگر کا مزا

بجھا کر کہا تیغ زہرآب مین

جو ہون ایک جا مصطفےٰ خانسے پہر	ہنون ہم جدا مصطفےٰ خانسے پہر
کہان آشنا مصطفےٰ خانسے پہر	خدا یا ملا مصطفےٰ خانسے پہر

وہی ایک باقی ہین احباب مین

کہیلکے کہر کوئی کیا دل کا حال	کہ بیدرد کیا جانے گہائل کا حال
جو پوچہو تو بسمل سے بسمل کا حال	کہون باغبان کیا عنادل کا حال

کہ سنکر رہیگا نہ تو تاب مین

برونکی نہ جانون پہ بجلی گری	نہ ان آسمانون پہ بجلی گری
کہ ہم بیزبانون پہ بجلی گری	بلند آشیانون پہ بجلی گری

جو نیچی تہے ڈوبی وہ سیلاب مین

ظہیر آج بیتاب ہین دل جگر	گیا شوق پا بوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر	نہ آے ہون آزردہ لینا خبر

پڑی دہوم یہ سارے پنجاب مین

تخمیس بر غزل حضور پرنور ناظم بےنظیر ناثر بےمثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای فرمانرواے ٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز مرغان خوش الحان ہوتی جاتی ہین	نواسنجان گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہین
چمن شور عنادل سی پر افغان ہوتی جاتی ہین	…زانکی پرزی پہر جیب و گریبان ہوتی جاتی ہین

گل و غنچہ چمن مین زیبِ دامان ہوتی جاتی ہین

جنونکا جوش ہی وحشت کے سامان ہوتے جاتی ہین ہم ہیر ارتباطِ دست و دامان ہوتے جاتی ہین
کہین تارِ رفو نذرِ گریبان ہوتے جاتی ہین بہار آئی ہی پہر تازہ خیابان ہوتے جاتی ہین

مطرا سبزہ و گل سی گلستان ہوتے جاتی ہین

نوید وصل ہی عشرت کی سامان ہوتے جاتی ہین وداعِ غم ہی رخصت رنج حرمان ہوتی جاتی ہین
فراہم ساز و برگِ خورمی یان ہوتی جاتی ہین اثر اب آہ کے ایدل نمایان ہوتی جاتی ہین

جفا سی اپنے دلمین وہ پشیمان ہوتی جاتی ہین

ہوا ہی سوزِ غم سی سینہ اپنا صورتِ گلخن ہوائی فصل گل ہی اور اُس آتش پہ دامن زن
گلِ داغِ کہن کہل کہل کی دکہلانی لگے جوبن نہ مٹ جائی بہارِ گلستان ای غیرتِ گلشن

ہمارے داغہائی دل گلستان ہوتی جاتی ہین

یہ اندازِ ستم تو کچہہ نرالے ہین زمانی سے جفا عاشق پہ تم کرتے ہو ہر حیلے بہانی سے
دل برہم شدہ کی کیا تمہین حاصل ستانے سی سنوارو آ کے آئینہ کو رکہکر انکو شانے سے

ہوا سی بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہین

نہین وہ بہینی بہینی بو گل و نسرین کی خرمن مین نہ وہ رنگت ہی رنگت مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین
اثر الماس ریزی کا ہی اب بلبل کی شیون مین وہ رشکِ گل مگر گلگشت کو آتا ہی گلشن مین

وفورِ شرم سے گل چاک دامان ہوتی جاتی ہین

پڑی ہی اوس گلشن پر بہار روی خندانسے خجل الماس و گوہر ہین صفای آب دندانسی
لبِ جان بخش سی ہیلی ہی رنگین رنگ مرجانسے فزون تر اور بہی حسرت ہوئی ہی سرخئی پانسے

لبِ رنگین تیری لعلِ بدخشان ہوتی جاتی ہین

تمہاری شعلۂ رخسار سے گلشن بھڑک اٹھا — ہر ایک نخل گلستان پہ دہوکا نخل ایمن کا
بیانِ آتشِ نمرود کیا اور آتشِ گل کیا — جلایا آتشِ رشکِ قدِ موزون نے کچھہ ایسا

صنوبر باغ کے سر و چراغان ہوتی جاتی ہین

ظہیر اپنا عمل بھی کیون نہ حضرت کی سخن پر ہو — سخن بھی وہ کہ ریو و رنگ سے عاری سراسر ہو
بیان واقعی ہے فرق اسمین ہو تو کیونکر ہو — دل شوریدہ کیونکر اے خلیل اپنا نہ مضطر ہو

ہوا سے یار کے گیسو پریشان ہوتی جاتی ہین

قصاید

قصیدہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عزوجل و نعت حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کرامتِ توحید ایزدِ غفار — زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

مہیمن و ملک و قادر و رؤف و رحیم — نصیر و ناصر و دیّان و واحد القہار
مصور و صمد و ذوالجلال والجبروت — محی و ہالک و دارائے داور داوار
خدائے برتر و برحق بری ز چون و چرا — بصیر و سامع و رحمٰن و راحم و ستار
تو ہی و قادر و قیوم و لاشریک لہٗ — دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار
غنی و باسط و منان و خالق سبحان — خدائے جان و جہانبان و مالک مختار
وہ نقش بند بدائع نگار جسکے ہین — نکات خامۂ قدرت ثوابت و سیار
وہ بادشاہ کہ فرمانروا ہے بیدستور — وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد درکار
وہ حکمران کہ قضا و قدر ہین فرمان بر — وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہی مختار
وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم — وہ بے مشیر نہین جسکو مشورہ درکار
وہ ذوالجلال کہ ہی حکمران کن فیکون — وہ کردگار کہ سب کارکن ہی کاربرار
وہ بے نیاز کہ جسکا کرشمۂ قدرت — نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار
وہ کبریا جسے شایان ہی کبریا و منی — وہ ذوالجلال کہ معبود کافر و دیندار
وہ بادشاہ کہ جسکے گدائی ناصیہ سا — سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار
وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہی دست نگر — اور اوسکے فیض کی محتاج ہین صغار و کبار
وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہوتی ہی — جہان و کرسی و لوح و قلم ہوئے تیار
خجستہ طراز نگار جہان بوقلمون — زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار
نہ اوسکے کام مین کچھ پیشکار کی حاجت — نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار
نہ اوسکی دست کو درکار آلہ تعمیر — نہ اوسکے قصر عمارت مین حاجت معمار
وہ اوستاد کہ جسنے ظہور قدرت سے — بلند سقف فلک کو کیا ہی بے دیوار

نہ اوسکے حرف پہ جاوی نہاد انگشت | نہ اوسکی قدرتِ کامل مین عقل وفہم کو بار
حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے | کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار
کیا بروج سے زیبا سپہر نہ طارم | کیا زمین کو محصور آبگینہ حصار
بخار آب سے پیدا کیا سپہر برین | دیا زمین کو بالای موج آب قرار
بچھایا خاک پہ حکمت سی فرش بوقلمون | کیا سپہر کو انجم سے مطلعِ انوار
جو اوسکی قدرتِ نیرنگ کار یار نہو | ابھی یہ کارگہ بے ستون ہو مسمار
نہ صلب سنگ سے پیدا ہو لعل آتش رنگ | صدف کے بطن سی نکلی نہ گوہر شہوار
وہ بادشاہ کہ جسکا سریر عرش مجید | وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہی نامہ نگار
وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہی رسول | رسول وہ کہ رسولونکا سرور و سردار
ہمین خلیفہ عالم محمد عربی | حبیب خالق کونین احمد مختار
اصول عالم ایجاد سید لولاک | شفیع روزِ قیامت قسیم جنت و نار
ظہور نور مجرد نتیجۂ ایجاد | شہود جلوۂ مستور مظہر الانوار
چراغ یثرب و بطحی امام جملہ رسل | امین سر حقیقت امانِ روز شمار
یگان گوہرِ دریای رحمت سبحان | نگین خاتم کونین مخزنِ اسرار
فروغ عرش ہمین زیب مسندِ قوسین | سوار عرصۂ اوحی شہ براق سوار
حبیب خالق کونین سرور دارین | کہ انبیاء سلف کا ہی قافلہ سالار
وہ مقتدا کہ ملائک ہین مقتدی جسکی | وہ پیشکار کہ پیشینیان ہین پیرو کار
رکھی عدم سی نہ ملکِ قدم مین گر وہ قدم | کھلے حدوث و قدم کا نہ حال کچھ زنہار
نہ صلب نوح مین گر ہو وہ گوہر مکنون | تو غرقِ کشتی نوح بھی ہو سو سو بار

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشت پناہ — تو آفرینشِ آدم کبھی ہنوز نہار
گر اوسکا نور جہانگیر آب پاش نہو — نہو وہ آتشِ سوزان خلیل پر گلزار
سفینہ اوسکی قدم سے ہے ساحتِ افلاک — سنوار اُسکے سبب سے ہے گنبدِ دوّار
وہ برق نور جو موسی نی طور پر دیکھی — اوسیکا جز ہی ضیا ہی جبین پر انوار
جو ذات پاک نہ باعث ہو آفرینش کی — جہانِ کتمِ عدم سی نہ خلق ہو نہار
فروغ گوہر آدم شرافتِ حوا — امام سبحۂ ابرار آلہ الا طہار
وہ آل پاک رسول خدا جناب بتول — ازل سی جنت و کوثر کی مالک و مختار
بتول پاک جگر گوشۂ رسولِ کریم — کہ نور عین کیے راہ حق مین جسنے نثار
وہ نور عین تہی یعنے حضرتِ سبطین — دلِ بتول و جوانان خلد کی سردار
شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا — کہ جد پاک ہین دونونکے سید ابرار
شہے سریر رسالت مہی فلک خرگاہ — وہ بارگاہ کہ رکن رکین ہین جسکی چار
چراغ بزم رشادت خلیفہ اول — مشیر خاص و ندیم و وزیر عاشق و یار
وہ کون یعنی ابوبکرؓ دوستدار رسول — وہ کون حضرتِ صدیقؓ صادق الاقرار
نکو خصال و نکو و آمش و نکو منظر — ستودہ کار ستودہ عمل ستودہ شعار
یہ عدل و داد ہی اوسکی زمان نصفت مین — کہ مال و زر مین برابر ہین ذرّہ و زر دار
زبسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو — نظر مین اوسکی نہین قدر درہم و دینار
وہ سعی و جہد ہی راہ جہاد مین اوسکی — کہ چھپتے پہرتے ہین گوشون مین مشرک و کفار
دیا رواج ہی وہ سنتِ پیمبر کو — کہ زہد و ورع کی ہر سو ہی گرمی بازار
یہ اجتناب بدی اوسکی رواج پایا ہے — ہوئی ہی فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکے بعد خلافت ہین حضرت فاروق — عمر خلیفہ دویم مخالف اشرار
خدیو کشور اسلام رائج سنت — معین اہل جماعت معاون انصار
کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو — کہ زید و بکر ہین ہر عمر بہر نہو تکرار
نہیب لشکر اسلام سے زمانے مین — ہر ایک موبد ترسا ہی زاہد دیندار
یہ خوف سے کہ مبدل ہوا ہی رند سے کفر — بنا ہے رشتہ تسبیح رشتہ زنار
وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیر و زبر — کہ اوسنے فتح کیے ہین جزائر و امصار
لیا ہی اوسنے زمانے کی خشک و تر سے خراج — کہ اوسکے قبضے مین ہین کل جہان کے دشت و بحار
سیم وزیر پیمبر امیر ذوالنورین — کہ جسکا غلبہ عالی سے ہے مشرق انوار
وہ کون حضرت عثمان خلیفہ ثالث — غنی و باذل و جواد و سرور و سردار
وہ وہ غنی ہے تونگر ہین جسکی دست نگر — کہ بے زرونکو کیا جسنے دفعتاً زردار
وہ وہ غنی ہی ہمہ عمر جسکے سایل نے — سنا زبان سے اوسکے نہ کلمۂ انکار
سخا و بذل مین حاتم کو اوس سے کیا نسبت — کرے گر ایک طلب اوس سے دیوے وہ ایک ہزار
خدا نے بخشی ہی اوسکو وہ ہمت عالی — کہ اوسکو لاو نعم سے نہین ہی کچھ سروکار
چہارم ابن عم مصطفے امام ہدی — قسیم کوثر و تسنیم حیدر کرار
ابوالحسن شہ دلدل سوار زوج بتول — اخی و ہمدم و داماد احمد مختار
کنندہ در خیبر درندۂ اژدر — علی ولی اسد اللہ قاتل کفار
شہ سریر خلافت خلیفۂ برحق — اخی و قوت بازوے سید ابرار
وہ مرتضی کہ جو سویا نبی کی بستر پر — کیا نہ جان گرامی کا پاس کچھ زنہار
وہ مرتضی کہ کہین جسکو لحمک لحمی — زبان پاک و مبارک سے احمد مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریقِ شہود و عرفانمین
سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار

وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق مین دیدیا خود کو
وہ مرتضیٰ کہ دل و جان سے ہی نبی پہ نثار

وہ مرتضیٰ کہ دمِ جنگ جسکی تیغ کی آنچہ
مخالفانِ نبی کے لئے عذاب النار

وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عمِ بزرگ
وہ بوتراب اخی جسکا جعفر طیار

وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑھکر
بنائے کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار

ابوتراب شہ ذوالفقار تابِ علوم
خدا کا شیر یداللہ صفدر جرار

وہ بوتراب کہ جسکا ہے مولد و مشہد
حریم خاص خداوند واحد القہار

ظہیر کیا مجھے یاد آیا مطلعِ استاد
زہے کرامتِ مداحِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہنوز زیر لشکرِ کفار
علی ہے شکلِ علی اور علی سے ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت مین یا رسول کریم
گدای در ہون ترا اور غلام مدح نگار

زکہہ نگاہِ خلایق مین تو حقیر و ذلیل
شہنشاہا تیری امداد ہے مجھے درکار

نہ دی کسی نے جہانمین میری کمال کی داد
غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسینے آدم کار

مٹا دیا میری نکبت نے میری جوہر کو
رکھا زمانہ ناساز نے ہمیشہ خوار

گلہ نہین ہے مجھے اپنی شکستہ حالی کا
کریگا قدر میری کیا زمانہ غدار

بجا ہے ناز میرا جسقدر ہون مین نازان
روا ہے فخر مجھے جسقدر کرون اظہار

مری نگاہ مین ہے ہیچ ثروتِ دنیا
کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار

کہان سے سلسلہ میرا ہے کون ہین آبا
غلام خاص ہون کس شہ کا کسکا مدح نگار

ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ
دم گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات
ہزار کردہ ناکردنی سے استغفار

شہنشہا ملکا داورا خداوندا
سوا ترے نہین کوئی معاون وغفار

نہین ہے کچہہ تری رحمت کا ای رحیم حساب
نہین ہی کچہہ میری تردامنی کا حصر و شمار

الہی تیری رضا کا کیا نہین کچہہ کام
گناہگار و سیہ رو ہون عاجز و نادار

مرے گناہ کو کر عفو ای غفور و رحیم
بحق سید ابرار و آلہ الاطہار

تری جناب سے اب مغفرت کا خواہان ہون
مرے گناہ کو کر عفو ای مرے غفار

غرض نہین ہی مجہے کچہہ بہشت و دوزخ سی
تری رضا پہ ہون راضی ہین اے مری مختار

قصیدہ دوم

قصیدہ دویم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہ دوران فرمانروای ہندوستان و انگلستان بخشندۂ تاج و دیہیم ستانندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان یعنی حضور ملکہ معظمہ مخدومہ و مکرمہ جہان قیصرۂ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکہ کوئین وکٹوریہ اورنگ آرای سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی

ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

کہولدی ہی بہر تماشا چشم انجم آسمان
آج ہے تقریب جشن قیصر ہندوستان

آج ہے اہل جہان کو مژدۂ عیش و سرور
آج ہے مفتوح باب ہمت شاہ جہان

وہ در عالی کہ ہی رفعت مین کیوان سی بلند
وہ در عالی کہ ہی شوکت مین ہفتم آسمان

وہ در عالی کہ جسکا نام ہی باب کرم
وہ در عالی کہ ہی امید گاہ بیکسان

آج اس در سی کہلے ہین عقدۂ امید خلق
آج ہین مفتوح باب رحمت حق بیگمان

جانتا ہی تو کہ ہی کس کاخ کا وہ باب فیض
جانتا ہی تو کہ ہی کس قصر کا وہ آستان

خاک ہی جس آستانکی سرمۂ اہل نظر
ہے زمین جس آستانکی آسمانکا آسمان

کاخ وہ جس تک نہین وہم رسا کو دسترس
قصر وہ جس پر نہو پرّان طائر عقل و گمان

رفعتو نمین جو سبھی عالی ہمم کر پست ہین
ہین مکین کی ہمت عالی پہ خود نازان مکان

سرفرازونکی لئے افتادہ کی لئے پر ضرور
اسلئے ہی سایہ افگن بر سر اہل جہان

بسکہ ہی سایہ بھی اُسکا اوج سی گذرا ہوا
ہی بھی اور ممکن نہین مثل مکان لامکان

ہی اگر پائین تو ہان پائین سقف عرش ہے
ہے اگر بالا تو ہے بالائی قصر آسمان

قصر کیا رفعت مین ہی ہفت آسمانسے کچہہ بلند
قصر کیا وسعت مین ہے یکجا جہان صد جہان

خلد ہی روئے زمین پر از رہ ناز و نعم
آسمان حسن و خوبی ہے بزیر آسمان

ہین صفا سے موجۂ آب گہر دیوار و در
یا بیاض صبح صادق جلوہ آرا ہی مکان

ہی سراپا چشمۂ آب لطافت موجزن
یا محیط قصر ہے نور نگاہ مردمان

ہے سفیدی مین بیاض دیدۂ اہل نظر
شب کو ہوتا ہی طلوع صبح صادق کا گمان

باعث حسن صفا نقش مین ہے پائی نگاہ
ہی لطافت سی لطافت جلوہ آرا ہے مکان

جہک گیا ہی آسمان بہر سلام پیش طاق
ہی خم محراب دالان سجدہ گاہ یک جہان

بسکہ ہر محراب ایوان ہی بشکل ماہ نو
ایک مطلع سی ہین طالع صد ہلال آسمان

سایۂ عکس نظر دکھلا رہا ہی دہوپ چھاؤن تو
رنگ آمیزی ہی یہ ہے رنگِ عذارِ گلرخان

یہ بلوریں قصر رشک پیکر ارژنگ ہے
بلکہ نقش اختر یہ ہے نیرنگ سازِ آسمان

جلوہ گر ہی اک نگارین پیکر پروین پرند
اب کہلی معنی نقش نقشبندِ کن فکان

ہر ستون مانند عہد باوفا صاف و متین
نازک و شفاف مثل ساعدِ سیمین بتان

ہی عجب صحن محل مین کچھہ فضا ہی دلکشا
ہر دلِ پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ غنچہ سان

ہی خمِ محراب دالان یون شکن اندر شکن
تاب گیسو جسطرح زیبِ جبینِ گلرخان

کر رہی ہی یان نگاہِ نازنینان رفت و رو
ہی دلِ صافی صفت گرد کدورت بی نشان

بسکہ ہر ہر گام پر پرتو نظر سے جلوہ ریز
جادہ جادہ کہکشان صحن زمین مین ہے آسمان

روشنی کچھہ اسقدر ہی جہاڑ اور فانوس کی
ہو گئی شامِ غریبان صبح وصل بیدلان

عکس افگن بسکہ ہین آویزہ ہای رنگ رنگ
قصر بلورین پہ ہے قصر جواہر کا گمان

جہاڑ مین بلور کی ہین لالہ ہای لعل فام
برگ ہین برگ نہ عہد شاخ مرجان [illegible]

ہر شجر بلور کا رشکِ نہالِ طور ہے
یا فروزان ہی ثریا زیر سقفِ آسمان

ہانڈیان فیروزہ گون فانوس ہین یاقوت فام
لعل گون گیلاس ہین الماس گون مردنگیان

وسعتِ آئینہ سی حیران ہون آخر کیا لکہون
خرد وہی جو خرد دیکہی وہ بہی کلان ہی سے کلان

خود گرہی پڑے ہین کہلکر پردہ ہای زر نگار
بسکہ ہی لعل و گہر کا گوش پر بارِ گران

سو تونکی جلوئین فرشِ زمین ہونیکو ہین
دست گوہر بار شہ کو دیکہکر گوہر فشان

ہے حصار آبگینہ شمع محفل کے لیے
تا نہ ہو اس بزم مین پروانگی جی کا زیان

فرش ایوانکی لطافت پر سمجہا جاتا ہی دل
بسکہ ہی رنگین لسان رنگ طبع نکتہ دان

قاقم و سنجاب و دیبا ہی بجاے گرد پوش
فرش پا انداز ہین خرد حریر و پرنیان

شرم آتی ہی یہان رکھتی ہوئی پاے نگاہ بسکہ ہین گلہائی قالین فرش چشم گلرخان
صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل و گہر آج بر آئی تمنای دل دریا و کان
ہین اگر قصر جواہر آسمان پہ جلوہ گر یان زمین پر قصر گوہر ہی یہ بلورین مکان
جسکے ہین قدم سے یہ محل قصر بہشت جس مکین کی شان سی ہی یہ مکان عالی مکان
زیب اورنگ جہان بانی ہی وہ کیوان سریر پائی رفعت اس محل کا ہی بفرق فرقدان
آج اس قصر معلی کا فلک پر ہی دماغ قصر ہی قصر فریدون شاہ ہی شاہجہان
آج ہی جشن جلوس داور جمشید فر جشن ہی جشن سکندر بخت سے بخت کیان
خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ مرجع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان
صدر اقلیم فرنگستان کوین وکٹوریہ تاج بخش تاجداران قیصر ہندوستان
آج ہین مفتوح روی خلق پر ابواب فیض آج رشک خلد ہی یہ روضہ جنت نشان
آج دربار معلے مین ہی سبکو بار عام آج بر آئی تمنائی دل خرد و کلان
آج طغیانی پہ ہی بحر کف دریا نوال آج سے بارندگی پر ابر دست درفشان
آج ہین صرف کرم معمورہ ہای سیم و زر آج ہین وقف ستم لعل و در و دریا و کان
شکل چشم آز در ہاے خزاین باز ہین ہی صلاے خوان یغما ہر گنج شایگان
آج وہ دن ہی کہ سو نہین تلون مثل کلیم آج وہ دن ہی کہ پر ہو لعل و گوہر سی دہان
بخشش سیم و طلا سی ہی رعیت شادکام قسمت انعام خلعت سے ملازم شادمان
ہی عطای شاہ سے شاہ و گدا زربفت پوش غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و ہر مہان
ایک جانب سر بسر شہزادہ ہاے نامدار ایک سو جملہ وزیران و سفیران جہان
ایک سو رکن رکین دولتین جا لئین ایک جانب حاذق دوران اطباے زمان

ایک جانب ممبرانِ صدر صدرِ مملکت
ایک جانب کو وزیرِ کشورِ ہندوستان

رونقِ دربار یک سو سرورانِ رزمجو
نیزہ باز و تیغ زن گردن زن گردنکشان

جوق جوق اہلِ قلم زرین قبا زرین کمر
خیل خیل اہلِ علم زرین لوا زرین نشان

ایک جانب فوجِ سرہنگان گروہ اندر گروہ
ایک سو ابلق سواران ہمعنان اندر عنان

بر سرِ اجلاس ہی نوشابۂ گردون سریر
جلوہ گر تختِ سلیمان پر ہے بلقیسِ زمان

بانوی شیرین کنیز و خسرو دریا نوال
داورِ دیہیم بخش سرورِ کشورستان

یک نگاہ مہر ریزدان یک سپہر عدل و داد
یک جہان بذل و احسان یک سحابِ درفشان

قیصر و فغفور چاکر داور داور پناہ
سرورِ سرور نواز و بانوی کدبانوان

سرمۂ چشم تر اوسکی خاکِ بارگاہ
سجدہ گاہ سرکشان دہر اوسکا آستان

صولتِ گرزِ گران پیکر سرِ نخوت شکن
سطوتِ تیغِ دو دم گردنِ زن گردنکشان

جوہرِ ادراک کشافِ ضمیرِ مستتر
طبع صافی چہرہ پردازِ معانی و بیان

بارِ احسانسی ہی اوسکے پیرِ گردون پشت کوز
حلم سے اوسکے سبکتر کاہ سی کوہِ گران

قاطعِ بنیانِ جورِ شایعِ صلح و سداد
بانی عدل و عدالت ثانی نوشیروان

باعثِ رفعِ خصومت ہے ترا دورانِ عدل
پاسبانِ گلۂ بزغالہ ہے شیرِ ژیان

ہی نگاہ فیض مین کیفیتِ جرِ ثقیل
کچھہ سبکتر کاہِ کاہیدہ سی ہے کوہِ گران

کشتِ دل مین ہی مسرت کو قوای نامیہ
ہی نسیمِ خلق مین تیری خواصِ کہکشان

آبیاری گر کری تیری نسیمِ مکرمت
ہو زمینِ شور مین نشو و نماے گلستان

دورِ عشرت مین ترے کوئی نہین ناکامِ عیش
ہے تری دشمن کو وصلِ گورِ غم جاودان

کیون نہ ہو آرایشِ گیتی کہ ہے دستورِ شاہ
داورِ عادل گورنر خسروِ ہندوستان

بس ظہیرِ مدح خوان رنگین بیانی تا کجا
ہان ثناے شاہ کو درکار ہی اپنی بان

اب دعاے شاہ پر کر اختتام تہنیت
ناگوارِ طبع نازک تا نہو طولِ بیان

یا الٰہی تا زمانے مین ہہ قایم زمین
اور بالاے زمین جبتک ہو سقفِ آسمان

حکمران اہل جہان پر قایم و دایم رہے
خسرو قیصر لقب فرماندہِ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی
اور ہوا خواہانِ قیصر ہون ہمیشہ شادمان

ہو اللہ اکبر

قصیدہ سویم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت آقاے نامدار شہریار فلک اقتدار ناظم بےنظیر نا ترمثال امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی - سی - آئی - ای - فرمانرواے دار الاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہٗ

یہ کسکی سالگرہ کی خوشی سے عالمگیر
کہ موج موج صبا ہی چمن چمن مین بشیر

نوید امن و امان عام ہے جہان کے لئے
می نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر

زمانہ از سر نو آب سے ہے محو آرایش
بدل گئی ہے کواکب کی یک قلم تاثیر

نہ وہ عناد فلک ہے نہ وہ فساد زمین
نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانہ پیر

کچھ اور رنگ جہان ہی کچھ اور ناز و نعیم
قلیل رنج و الم ہین نشاط و عیش کثیر

زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہی مالا مال
نہال دولت شادی سے ہین غنی و فقیر

لباس اہل دول کا ہے جامۂ زربفت
گدا کا دلق گدائی ہے خلعت کشمیر

بغل مین اہل چمن کی قباے استبرق
رداے سرو صنوبر ہے پرنیان و حریر

نفس نفس سے ہے ہم آہنگ نغمۂ شادی
زبان زبان سے ہے ترنم سرا دم تقریر

ہر ایک نہال گلستان ہی غیرت طوبی
ہر ایک نورس گلشن ہی لعبت کشمیر

یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم
روش روش ہی چمن اور چمن بہشت نظیر

چمن مین ہی یہ عروسان باغ پر جوبن
کہ گل سے ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہی تصویر

نہال آرزوے بیدلان ہین بار آور
کھلے ہین غنچۂ امید خاطر دلگیر

نوید سال گرہ کی ہے جشن اعظم ہے
در حضور یہ ہے مجمع صغیر و کبیر

ظہیر تو بھی وہین چل کے تہنیت خوان ہو
کہ تا رہے نہ تجھے احتیاج شاہ و وزیر

وہ شہریار کرم شیوہ آفتاب اکلیل
مہ منیر امارت شہ سپہر سریر

سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ
پناہ اہل جہان شہریار کشور گیر

خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم
سمی اسم علی خان آسمان توقیر

سہیل کوکبۂ فرمانرواے دولت ٹونک
وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر

معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک
پناہ دین نبی سایۂ خداے قدیر

بتاب نیر اقبال مملکت آرائے
بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر

فروغ دودۂ آبا و رونق اسلاف
جہان حکمت و فرہنگ و دانش تدبیر

سحاب جود و سخا و جہان بذل کرم
سپہر دولت و اقبال و حشمت و توقیر

پڑہون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین
کہ جسکے رنگ سے ہو جائی رنگ گل تغیر

اگر ہے تجھسے مشابہ تو کچھہ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل و نظیر

ترا زمان عدالت ہے وہ نشاط افزا
کہ ہر خرابۂ دلمین سے ہے عیش کی تعمیر

ترے قدم سے وہ گلزار ہو رہا ٹونک
کہ قریہ قریہ ہے ہم رنگ خطۂ کشمیر

تری نسق نے اُٹھادی جہانسے رسم ستم
بتونپہ ناز کرین کیون نہ عاشق دلگیر

نگاہِ تیز سے دیکھے جو سوے دل شدگان
تو شعلہ نکلے اوڑہی رنگ لعبت کشمیر

تری نہیب عدالت سے دو ہو سرتاپا
نگاہِ گرم سے دیکھے جو شمع کو گلگیر

کچھہ ایسے مورد قہر و عتاب ہین کش
کہ موج آب سے ہے پای سرو مین زنجیر

وہ انتظام ترا ہے کہ شوخ چشمی پر
ملی ہے نرگس فتانکو دار کی تعذیر

ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل
تو پاے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر

ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ خود صیاد
عوض مین تیر کی ہاتونمین لے دل نخچیر

ستم کے نام سی ظالم بہی دور کہنچتے ہین
نہ آئے قوس کی خانہ مین ہو لکہی تیر

برائے خاطر مظلوم ہے ستم کی سزا
وگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر

نسیم صبح طمانچہ جڑھی رخ گل پر
چمن مین شور عنادل ہو گر بلحن نفیر

بتونکو زلف کے کوڑے لگائے مہ غضب
کسی پہ ناز و ادا کی اگر چلے شمشیر

فزو ہے وقت غضب یون تری نگاہ غیور
خجل ہو جرم سے جسطرح صاحب تقصیر

ترا زمان عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے
نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پر پروانہ بزم مین سرِ مو
تو حال شمع لگن رد سے روتی ہو تغییر

مجال کیا دلِ عاشق چرائے دزدِ نگاہ
کہ دزد شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر

ترے نسق سے جو مسدود ہے دل آزاری
سیاہ ہے رخ زلفِ بتان سے بے تشہیر

تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے
کہ دشت کوہ ہین بو باس مین بہشت نظیر

عجب نہین ہے تر و تازگی عالم سے
کھچے گلاب کی جا عطر مین گلِ تصویر

ق

کبھی نہ کاغذ تصویر پہ جمے نقشہ
صفوف جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر

عدو تو کیا ہی کہ ٹھیرے ترے مقابل مین
تری نگہ سے اوڑھی رنگ پیکر تصویر

ذرا نہین تری تعمیل حکم سے فرصت
کہ ایک پاؤن نسے گردش مین ہے سپہر مدیر

چڑھائے چرخ نہ گردون ہر ایک ستارہ کو
گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر

ترے حسود کا نام و نشان مٹانیکو
نگاہِ قہر تری ہے مگر تری شمشیر

عطا کئے تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف
نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر

سوائے ہمتِ عالی ہین اور کتنے وصف
دلِ حلیم و مزاجِ رحیم و خلق کثیر

کفِ کریم و نگاہِ بلند و فہم رسا
دماغ روشن و طبع سلیم و رائے منیر

نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ
کہ جیسے سفر سے بنتا ہی عشر خط عشیر

تری حضور مین پہر نثار لایا ہے
ثنا طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر

وہ لعل ہائے مضامین و گوہر معنی
کہ بحر کا نہین ہی جسکا نہین عدیل و نظیر

تری ثنا کو ثنا گر بہی ہو تو ایسا ہو
کہ تو بہی آصفِ دوران ظہیر وقت ظہیر

عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے
کہ بہر دی لعل و گہر سے دہان حرص فقیر

بس اب دعا پہ تیری اختتام کرتا ہون
کہ تا گرانی خاطر نہو شمار کثیر

زمین پہ تا ہو خدایا سپہر مینائی
سر سپہر ہون تا حکمران نجوم منیر

جہان مین تو رہے قایم بحشمت واقبال
خداے جل وعلی ہو ترا معین ونصیر

قصیدہ چہارم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

وقت ہے وقت کہ ای خاطر اندوہ مآب
تجلۂ شاہد مقصد سے اوٹھا دی جلباب

یک نظر خصت نظارہ تمنا بیحد
یک جہان شوق بیان دولت فرصت کمیاب

تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند
خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب

اور کب تک رہین مستور عروس افکار
وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب

بیحجابانہ ہو یکبار عروس مضمون
چہرۂ شاہد مقصد سی اولٹ جائے نقاب

فیض سے مبدع فیاض کی کہلجائے زبان
اور خلوت کدۂ دل سی سرک جائے حجاب

بالمشافہ ہون ادا دل کی زبان سے پیغام
بیحجابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب

ہان دکہا طبع رسا جوہر قطرے اپنے
ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب

چہرہ پرداز ہوا سے خامۂ اعجاز نگار ۔ کھینچ تصویر خیالی کوئی بدست شباب

ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا ۔ ہمہ اغماض و تبختر ہمگین خشم و عتاب

یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار ۔ مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب

نہ ادسے پاسِ مروت نہ طبیعت مین لگاؤ ۔ نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دے موہنہ سے جواب

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا ۔ نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب

ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار ۔ شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب

لا کے دکھلاؤن وہ اک شاہد رعنا خیال ۔ کہ ہو جسکا مرقعہ مین حسینونکے جواب

ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان ۔ نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب

بزم مین نغمۂ دلکش ہے میرا سحر حلال ۔ رزم مین چامہ مرا دفتر جنگ سہراب

لب دریا جو طبیعت کی روانی دکھلاؤن ۔ ابھی پابوس کو آئین مرے موج و گرداب

کوہ پر جا کے سناؤن جو کلامِ رنگین ۔ پانی پانی ہو ابھی شرم سے لعل خوش آب

صحنِ گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جا کر ۔ ساتھ بلبل کے گلستانمین اوڑے رنگِ گلاب

گر فسانہ میری شیرین سخنی کا چھڑ جائے ۔ تخم حنظل مگس شہد کا بنجائے لعاب

مجھکو شایان ہے اگر دیجے نظیری سی نظیر ۔ مجھکو زیبا ہے ملے گرچہ ظہوری کا خطاب

مجھکو واجب ہے کرون جتنی ستایش اپنی ۔ خود ستائیکے سوا کیا ہین خوشیکے اسباب

ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا ۔ آگ مین اپنی ہوا آپ ہون جل جلکے کباب

ہائے ناقدری ایامِ نحوست آثار ۔ وائے ناسازی تدویر سپہر دولاب

پھونکے دیتی ہے مجھے شعلہ بیانی میری ۔ دے کے کہا ہے مجھے کیسا میری قسمت نے جواب

ورنہ مین اور سراسیمہ پھرون یون در در ۔ اور اسطرح جہانمین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمتِ جرأت فرسا
ہون بہت تنگ ترے ہاتھہ سے اے خانہ خراب

حوصلہ چاہیے تہوڑا سا ہو خانہ نشین
چل مرے ساتھہ بتاتا ہون تجھے راہِ صواب

آجکل ملکِ دکن مین ہین فراہم یکسر
قدر دانِ سخن و اہلِ ہنر کے طلاب

وقت آیا ہے کہ ہو گرمیِ بازارِ سخن
قدر دان بیشتر و اہلِ سخن ہین کمیاب

سنکے یہ مژدۂ جان بخشِ مسرت انگیز
یاد آیا مجھے یہ مطلعِ برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندۂ برق یہ ہے خندہ زنان موجِ شراب

مقدمِ بادِ بہاری سے جہان ہے سرسبز
باغِ دنیا مین چمن زار ہے ہر نقشِ سراب

لہلہاتے ہین چمن سے شجرِ خشک نہال
نقشِ خاکسترِ صحرا ہے حباب و گرداب

قوتِ روحِ نباتی سے گل انگیز ہے خاک
سنگ سے جای شرار اڑ کے چھٹتا ہے گلاب

جوشِ تفریح سے تاثیرِ ہوا سے ہے گمان
کہ پر و بال نکالے نہ کہین مرغِ کباب

ہو کے بالیدہ ابھی زلفِ بتان سی ہو دراز
دے اگر موجِ صبا گیسوے سنبل کو نہ تاب

خاک کے جسم مین ہے روحِ نباتی پر جوش
جوش مین نشو کے اطفالِ نگہ ہین بیتاب

دیدۂ نرگسِ شہلا کی سوی تاک ہے تاک
ساغرِ لالۂ حمرا مین چھلکتی ہے شراب

کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہو اب شاخِ گوزن
کیا تعجب ہے گلِ شمع اگر ہو شاداب

در و دِ گلشن گہر افشان صفتِ ابرِ مطیر
بحرِ امواج نمط رنگ روان ہے سیلاب

کثرتِ لالۂ خودرو سے گلستان کہسار
آبیاریِ رطوبت سے بیابان شاداب

جھومتی پھرتی ہے مستانہ روش بادِ بہار
مستیِ عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب

جوشِ روئیدگیِ سبزہ سے کچھہ دور نہین
خواب آور ہوا گر جسم پہ رختِ کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہی کیا ریشِ سپہر | زاہدِ خشک نے مہندی سی لگایا ہی خضاب
شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود | نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب
کثرتِ عیش سی معمور ہے اکنافِ جہان | ہر طرف شادی و عشرت کے کھلی ہین ابواب
کس جوان بخت جوان سال کا ہی جشنِ جلوس | کہ نئے سر سے زمانے کو ملا عہدِ شباب
آج ہے سالگرہ اوس شہ دریا دل کی | جسکی ہمت سے سمندر ہی کم از قطرۂ آب
نیرِ دولت و اقبال مہِ جاہ و جلال | رونقِ تاج و نگین زینتِ پشت و اصلاب
ظلِ حق شان خدا مشتری اہلِ کمال | شاہ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب
آبیارِ چمنِ دہر شہنشاہِ دکن | مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب
نائبِ ختمِ رسل حامی دین و اسلام | آصف عہد شہنشاہ سلیمان القاب
میر محبوب علیخانِ سکندر طالع | افتخارِ ابوالاباد و بطون و اصلاب
خسرو ملکِ دکن سے یعنے خداوندِ نظام | گوہرِ تاج کیومرث و قباد و داراب
وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم | وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب
خسرو و جم خدم و داورِ دارا دربان | عہد مین جسکے فراہم ہین خوشی کے اسباب
واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آجائے | غنچۂ خاطرِ دلگیر ہو فوراً شاداب
واہ کیا نام گرامی ہی سرور افزا | کثرتِ عیش و مسرت ہی الم ہی کمیاب
اوسکے دوران طرب خیز مین گم نام ہوا | بسکہ آرام کے برعکس ہے نامِ کمخواب
بسکہ اس دور مین ہی رسمِ سیاست مسدود | ہو کبھی دست مہوس سی نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دل عاشق کی نہ ملتی ہی | زلف شبگون کا خم و پیچ سی ہی حال خراب
اوسکے دشمن کی جو دلمین ہو خیالِ راحت | نہ رہے بستر مخمل مین ذرا نام کو خواب

خود کشون کے لئے ہی بسکہ سزا تشہیر
تو بس مرگ بہی ہوتی ہین شریر دن پہ عذاب

اپنے انجام پہ خود شمع لگن سے گریان
اور پروانہ جانبازکی مٹی سے ہے خراب

واہ کیا دور ہے کیا عدل ہے کیا نظم و نسق
نگہ نازبتان کو ہے جفاؤن سے حجاب

شوخ چشمی سے ہوئی نرگسِ شہلا بدنام
بے حجابی کے سبب وا رہ کہنچتا ہے گلاب

کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش
کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو نواب

مدح حاضر مین لکھون مطلع روشن ایسا
کہ نہو مہر جہانتاب بہی اوس سے ہمتاب

وہ ترا عدل ہے ای داورِ فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دستِ فیاض کے آگے ترے قطرہ قلزم
سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب

دوستونکو ہے ختن زار ترا خلقِ عمیم
دشمنونکے لئے پیکان سے ہے ترا ابر شہاب

روے نیکو یہ ترا اور وہ خوے نیکو
حسن صورت کا نہ ثانی ہے نہ سیرت کا جواب

بحر مواج ہے دل ہمتِ عالی قلزم
دست زرپاش ہے نیسان کفِ دُربار سحاب

حسن صورت ہے ترا حسن معانی کی نظر
وصف ذاتی ہے ترا جوہر فطری کا جواب

قابض طبع روان ہے تری اوصاف کا حصر
بستِ خاطر کے لئے فیض ترا ہے جلاب

ترے اوصاف جمیلہ کی ہے توصیف محال
نکتہ نکتہ ہے اگر باب تو ہے باب کتاب

کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ترے
کفِ ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب

سوتے رہتے ہین ہمیشہ تری دشمن کے نصیب
اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب

بحر و کان جب سے ہوئے وقف سخاوت تیرے
نگران ہے کفِ ہمت کو تری چشم حباب

تیغ قبضے مین تری اور تری تیغ مین دم
دل عاشق کیطرح جان عدو ہے بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام مین پائی نہ قیام
تیغ براں سے ہے تری قاطع نسل اصلاب

دیکھ لے آنکھ سے گر دست درافشان تیرا
پانی پانی عرق شرم سے ہو جائے سحاب

وہ ترا زہد وہ تقوی ہے کہ کچھ دور نہین
نشہ ہو جائے ہرن کھچتے ہی سرکہ ہو شراب

عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو
تیرے اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

قطعہ

اک تماشا ہی مگر اشہب گلگون تیرا
باد صرصر ہی چھلاوہ ہی پری ہے کہ عقاب

سر عتون سے دم جولان نہین جمتی ہی نگاہ
نگہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب

ہے ترے فیل سواری کی وہ مستانہ روش
جس طرح جھوم کے چلتا ہی کوئی مست شراب

اب دعائیہ تری خاتمہ کرتا ہے ظہیر
اور ہے شان رحیمی سے امید ایجاب

سطحۂ آب پہ ہو تا سطح غبرا تو بسیط
تا رہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب

عمر و دولت سے زمانے مین برومند ہو تو
مدعی ہون ترے پامال خوشی ہون احباب

قصیدہ پنجم

درتہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلی حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہ و اجلالہ

ترانہ سنج مسرت ہے عندلیب قلم
بذوق شادئ فرزند سرور اعظم

صریرِ خامہ سے ہے ایک نغمۂ مبارکباد ‏ ‏ فرازِ صفحۂ کاغذ بساطِ بزمِ نغم

عجب طرب ہے کہ ہے باعثِ مسرتِ خلق ‏ ‏ عجب خوشی سے ہے کہ شادمان ہے خاطرِ عالم

زبسکہ صیتِ طرب ہے نویدِ عالم گیر ‏ ‏ نوائی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوشِ امم

عجب نہین ہے کہ رقصان ہو لولئی گردون ‏ ‏ عجب نہین ہے کہ ناہید چھیڑے صوتِ نغم

زہے نویدِ طرب سازِ محفلِ شادی ‏ ‏ مئ نشاط سے مسرور ہے دلِ عالم

شبِ برات ہے شب روز روزِ عیدِ ضحی ‏ ‏ عروسِ دہر کو ہے فکرِ زیبِ تن ہر دم

ہوا ہے از سرِ نو نوجوان جہان پیر ‏ ‏ یہ بزمِ عقد ہے بزمِ عروسیِ عالم

فلک نے ڈہونڈکے تقریب یہ نکالی ہے ‏ ‏ کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خورم

یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہے بزمِ طرب ‏ ‏ فضاے دہر ہے رشکِ فزائی باغِ ارم

ہوئی ہے اسلئے تقریبِ عقدِ زہرہ و ماہ ‏ ‏ کہ وا ہون عقدۂ دشوارِ مقصدِ عالم

ہوا ہے اسلئے یہ اتصال زہرہ و ماہ ‏ ‏ بنا بنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم

گلِ مراد سے گوندہا ہے حور نے سہرا ‏ ‏ پروکے رشتۂ جانکو بسوزنِ مریم

ہوا ہے بانی بزم ایک امیرِ دریادل ‏ ‏ وہ کون وہ جو ہے دنیا مین افضل و اکرم

ضمانِ دولت و دین جم حشم عبداللہ ‏ ‏ جہان دانش و فرہنگ خان مہر خدم

وزیر نائب و نواب آسمان تمکین ‏ ‏ معین و مالک و مختارِ دولتِ اعظم

سہیل قدر و ارسطو منش فلاطون رائے ‏ ‏ سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم

کریم باذل و فیاض و منصف و عادل ‏ ‏ جہان جود و سپہر سخا سحاب کرم

نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل ‏ ‏ امیر و آمر عالی و افضل و اکرم

قمر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل ‏ ‏ فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر آرا — معین اہل کمال و ندیم اہل قلم

بہم سے ہے نائب و نواب مین وہ نسبت خاص — کہ جیسے رسم کتابت مین لفظ علم رقم

عزیز خاطر آبا و اشرف اجداد — سرور سینۂ حوا و نازش آدم

ظہیر مطلع تازہ کو ہی پڑھو ایسا — کہ ہم زبان ہو زبان سخنوران عجم

جو آبیار چمن ہو تری نسیم کرم
در خوش آب پہ ہو خندہ زن نم شبنم

جو بات بات تری سے ہے نتیجۂ حکمت — تو لفظ لفظ ترا ہے دلیل اہل حکم

خطا ہمیشہ تری طبع پاک سے منفک — صواب رای متین سے ترے سدا انضم

تری درستی تدبیر نسخۂ فطرت — صلاح کار ارسطو ترے غلام و خدم

تری نمود نمو درخ ریاض حدوث — ترا حدوث دلیل بہار باغ قدم

عقول اہل جہان ہو جو فی المثل نسخہ — تو اوس مین عقل تری ایک جزو ہو اعظم

گیا نہ دل سے کبھی پاس لطف و مہر و عطا — زبان خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظ ستم

کشود عقدہ دشوار یون سمجھے آسان — کہ جیسے پیش کریمان خفیف نقش درم

نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ — کہ جیسے ایک کو کردے ہزار صفر رقم

جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر — تو کار سیف کرے جا ہے سیف تیرا قلم

تری وہ شہرت تہذیب ہے کہ سن سنکر — بنی ہین ناصح کل مردم و حوش شیم

تری صلاے کرم سے وہ نطق سمع نواز — کہ پڑ سے نعرہ کروبیان سے گوش اصم

وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظم جہان — تو بہ امن و امان سے ہے ترا صریر قلم

ستمگر و ستم کیے لئی دور عدل مین تیرے — بشکل آرہ ہین دندانہاے سین ستم

اوسی طرف کو زمانہ ہو توجہ سے پھر جاے | نزول رحمت حق ہے تری نگاہِ کرم
کہا جو محسن عالم تجھے تو کچھ نہ کہا | کہ حصر فیض پہ ہے کسر شانِ اہل ہمم
سماے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات | کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہای صنم
شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہے | کہ شکل گل ہے ہر ایک دل شگفتہ و خرم
ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس | کہ محو ہے دلِ عشاق سے فسانۂ غم
نہین ہے نام کو ایذا کہین زمانے مین | جو ہو تو ہو دلِ دشمن مین جاے درد و الم
جہانکو عیش ملا دشمنونکو رشک و حسد | بسانِ رحمتِ حق ہے تری صلاے کرم
کمان ابروے جانان ہے یا تری شمشیر | ہلال عید کہ محراب طاق بیتِ حرم
ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر | نہ دست تیغ ہے درکار ہے نہ زورِ قلم
بری ہے زنگ خطا سے ترا ضمیر منیر | کہ جیسے تہمتِ عصیان سے دامنِ مریم
تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند | قدم قدم سے ہویدا ہے فیض مین قدم
تری جو صیتِ عدالت ہو مصلح دوران | نوید سمع سے بھر جاے گوش خیر امم
غنی ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر | کہ جسکے وصف مین مقطوع ہے زبانِ قلم
قطعہ
ستم ہے قہر ہے آفت ہے برق خاطف ہے | نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابروے پرخم
غرض کہ کچھ ہو مگر ایک قضای مبرم ہے | یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہا ہے آتشدم
ظہیر خستہ باہنگ نو ہو نغمہ سراے | سر صریر خامہ نواسنج ہے بصوتِ نغم
بلطف خویش خدایا بحق عظمتِ خویش | بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم
بحق سرور عالم شفیع روز جزا | بحق موسی عمران و عیسیِ مریم
جہان نکے نام سے جبتک کہ ہو قیام جہان | فروغ روے جہان تا ہو نیر اعظم

رہے جہان مین سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش و عشرت و جاہ و جلال و عز و حشم

قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان فی المدح حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریا نوال مشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری و جہانبانی نیر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بھوپال ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

خسروا آج ہے وہ روز خجستہ عنوان
ذابح چرخ کرے گاؤ زمین کو قربان

آجکا دن ہے وہ اک شاہد زیبا طلعت
عید قربان کی تمنا ہی کہ خود ہو قربان

آج وہ دن ہی جہان مین کوئی غمناک نہین
کیا عجب ہے کہ بر آئین مرے دلکے ارمان

کیون نہ قربان ہون اس دن پہ حرم مین حاجی
خسروا عید ہے سو جانسے تجھپر قربان

حکم قربان کا شہا تیری زبانسے سنکر
ذبح ہونیکا رہا کفر کے دل مین ارمان

طوف کعبہ سے مشرف ہین حرم مین حاجی
آستان پر ہی ترے طوف سپہر گردان

دست سنت مین شریعت کی ہی وہ تیز چھری
صورت گاؤ زمین ثور فلک ہے لرزان

ہے ترے دور مین ہر صفت عروس اسلام | کفر ہوتا ہے ذبیحہ کی عوض مین قربان
وقت پہونچا ہے کہ اوٹھ جائین داو پردے سے | بتکدے مین لب ناقوس کرے شور اذان
حسن اسلام سے پتھرائین بتون کی آنکھین | برہمن سے ہو ادا طوف حرم کی ارکان
اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ | لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان
وقت پہونچا ہے کہ کعبہ کی بڑی ہو تعظیم | وقت پہونچا ہے کہ اسلام تجھ پہ ہو نازان
لاکھ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا | راستے ہے راست کہ باذل جیب یزدان
دست زرپاش ترا حج مین کفیل حجاج | ہمت جہد تری رکن رکین ارکان
تجھ سے رونق ہے شریعت کو عبادت کو فروغ | تجھ سے خوشنود خدا اور نبی سے شادان
مدح حاضر مین پڑھون مطلع رنگین ایسا | جسکو سنکر کہے احسنت گل نافرمان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور کیوان تمکین | وے جہانبان کرم شیوہ وکسری ایوان
بانوے شاہ جہان رب سریر اقبال | خسرو مہر کلہ داور دارا دربان
شاہ جمجاہ گدا پرور درویش نواز | حامی شرع نبی ظل خداوند جہان
اختر برج سعادت در درج شوکت | بدر برج کرم مہر سپہر احسان
حسن سیرت کی تری وصف ہین دنیا دنیا | شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان
وسعت خوان کرم ہے ترے عالم عالم | رائحہ لطف کی خوشبو ترے ریحان ریحان
دست زرپاش کی شہرت تری دریا دریا | بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان
نکہت خلق تری موج نسیم گلزار | نزہت فیض تری روح شمیم بستان

ثنا خواں ہیں فیض ہی گلشن گلشن
نوبہار گل امید سے ہے دامان دامان

باغ عالم میں تری میں قدم سے شاہا
سبز و شاداب ہے گلزار تمنای جہان

قوت نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود
دل دشمن مین گل داغ جگر ہین خندان

غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر
نکہت گل کا گل شمع سی اٹھتا ہی دہوان

تاب کسکی تری دورائین لکھی حرف ستم
تیز ہین بہر ستم سے ہین ستم کی دندان

شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سی مرجائیں
اونکو سامان طرب بھی ہوا اجل کی سامان

نکہت باد بہاری ہو دم مار سیاہ
زہر عفعی عرق گیسوے عنبر افشان

خسروا کیون ہون نہ مردود نگاہ والا
سیم کو ہے مرض برص طلا کو یرقان

نطق سے سحر بیانوں کی دہن مین پانی
نمک خوان فصاحت ہے تمہاری زبان

وصف شیرین سخنی مین تری ہرگز نہ کہلے
لب غنچہ ہین عذوبت سی کہ ہین ایسے چسپان

گر تری دست کرم سے ہو سعادت اندوز
سبز ہو شاخ ثمر در کی طرح شاخ کمان

منکر امر ترا دشمن نسل خود سے ہے
خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گل نافرمان

ناتوانونکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری
پشہ لنگ سے اٹکی نہ کبھی پیل دمان

برق خاطف ہے پئے خرمن ہستی عدو
ہے ثنا گر کی زبان یا تری تیغ بران

تن سے بیزار ہے اسطرح روان دشمن
تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوش کمان

گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آرا سے
غنچہ سان ہو دل اعدا مین شگفتہ پیکان

خسروا تیری ثنا اور زبان مداح
آسکے میدان مین ہی گو ذہی ہر چوگان

ہان ثنا سنج ہوا ای خامہ بمدح نواب
تا کہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان

صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر
سیر ذی جاہ فلک قدر مشیر خاقان

معنی آیۂ المنت علیکم نعمت
مدح حاضر ہین وہ اب مطلعِ برتاب لکھون

مطلع ترز خشان مہر سپہر عرفان
آسمان جسپہ کرے گوہر انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیلِ نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخِ مرجان

حکم سنت ترا نساخ قوانینِ ملل
حجت حق تری قطاع دلیل و برہان

قول فیصل ترا ابطال دلیلِ تکذیب
دعوتِ صدق تری رفعِ نزاعِ ادیان

نور باطن ترا گنجینۂ رمزِ مخفی
دلِ روشن ترا آئینۂ اسرارِ نہان

تری تحقیق نظر پردہ کشا ہے اوہام
تری تصدیق بیان چہرہ نمای ایقان

تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات
نفی اثبات تری ردِ ثبوتِ بہتان

حسن نیت یہ ہین شاہد تری حسنِ اعمال
عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوتِ ایمان

عدل تیرا ہے وہ اطفای شرورِ احرار
گل و نرگس کو نہین خوفِ جنون و یرقان

طبع صافی سی تری بحر کو گر دین تشبیہ
موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان

شعر کی بحر مین ہو جوششِ مضامین پیدا
نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنورِ طوفان

طائر روح عدو کی لئے ہنگامِ جدال
تیر شاہین اجل باز ترا زاغ کمان

عدل مین حلم و غضب کو تری یکسان پایا
وہ سبک سیر مین یہ جتنا یہ ثقالت مین گران

قبلۂ امن و امان ہے ترا بابِ عالی
ہین غریب الوطن اسجا مری دل کے ارمان

ہے زمانہ تری ہیبت سی وہ اصلاح پذیر
درد مند و نکا دل زار ہین کرتے درمان

مرہم زخم جگر جنبشِ تیغ ابرو
مومیای دل خستہ شکنِ زلفِ بتان

ناروا ہے تری سطوت سے جو رسم بیداد
تیغ کی نام سے چلتی نہین شمشیر زبان

حسن نیت سے تری ہی وہ جہانمین برکت | قطرہ قطرہ مین ہی باران کی خواص نیسان
خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا | مزرعہ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان
شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سر سبز | شمع کا گل ہو برنگ گل و ریحان خندان
بخل اور فیض مین چلیتی ہین مزے کی چوٹین | قطعہ | اسطرف کو تری ہمت سے اودہر کو نیسان
دیکھین وہ کان کو بہر دے کہ یہ خالی کردے | وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان
آنکھہ اوٹھا کر نگہ گرم سے گر تو دیکھے | رگ ہر سنگ طپان ہو صفت برق جہان
شوخیان ہین تری توسن کی پری کی اچھل بل | ق | گردشون مین ہی نظر جست مین ہی برق جہان
آوجاوے غضب کی تو قضا کے ملٹے | سر دشمن دم جولان اوسی گوے چوگان
اے دعاگو سے کہین سال ظہیر خستہ | ختم کر مدح دعا پر کہ نہین تاب بیان
یاالہی بجلال حرم و عظمت خویش | بشفیع دو جہان و بکتاب فرقان
تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی | حاجیون سے ہون ادا طوف حرم کے ارکان
عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال | اور سلامت رہی نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

قصیدۂ دوم

حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا
بنی ہے نکہت گلہای بوستان سہرا

کہلا ہے کیا تجہے نوشاہ نوجوان سہرا
ہوا ہے خود تری سرچڑہ کر شادمان سہرا

نکیون ہو غیرت پروین آسمان سہرا
کہ ماہتاب ہے رخ اور کہکشان سہرا

گل مراد دل واختر سعادت کا
یہ تیرے سر پہ ہے اے آصف زمان سہرا

سپہر حسن ہے دولہہ تو مہر نور دولہن
بہم ہے ربط محبت کا رازدان سہرا

جبین سے تا بقدم ہے تمام نور وضیا
بنا ہے خود ہمہ تن حسن مہوشان سہرا

وہ کیون نہوگا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ
کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا

بنا ہے طول امل ہے کہ رشتہ اخلاص
مسیح وخضر کی یا عمر جاودان سہرا

کہلے ہین غنچۂ گل ان پکا دبڑہ بڑہکر
نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا

کہلے ہی جاتی ہین گل غنچے مسکراتی ہین
یہ کچہہ نشاط وطرب سے ہے شادمان سہرا

جہکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کیطرف
مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسرو ملک دکن کی باندھا ہے — بڑھی نہ کیون یہ خوشی سے زمان زمان سہرا
رکھے ہین مصحف و آئینہ شہ کے پیش نظر — حجاب روے دل آرا ہے درمیان سہرا
صفاے رخ لب خندان صباحت عارض — بنا ہے ہوکے بہم حسن گلرخان سہرا
کھلے ہین سہرے مین عالم کے گوہر مقصود — کہ زر فشان ہے کف دست درفشان سہرا
عجب نہین کہ مجھے موتیون تولین آج — بنی ہے لعل و گہر کی تری زبان سہرا
ہوا ہون کس شہ دریا نوال کا مداح — نگاہ مہر ہے جسکی گہر فشان سہرا
در خوش آب مضامین سے گوندھکر لایا — ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

قصیدہ نہم

در تہنیت مہد جواہر نگار شاہزادہ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرماے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دھوم سے آیا جھولا — ایک عالم مین ہوا شور ہے جھولا جھولا
خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ — ہمنے دیکھا نہ سنا آجتک ایسا جھولا
وہ شہانہ تزک اور فوج ظفر موج کی زیب — نظر دیدۂ انجم مین سمایا جھولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایشِ شہر
اوسنے پوچھے کوئی جس جس نے یہ دیکھا جھولا

باجے گاجے کی صدا چرخِ برین تک پہونچی
واہ کس دہوم دہڑکے سے ہے نکلا جھولا

تھے سرِ راہ دو جانب شجرِ طور نصب
اور تھا صاعقہ مین رشکِ تجلی جھولا

وہ دمکتا وہ چمکتا وہ مرصع وہ نفیس
وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا

قصرِ فردوس کی غرفون سے یہ حورین بولین
دیکھو دیکھو تو زرا جھک کے وہ آیا جھولا

اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاءاللہ
کیا ہی شہزادہ عالم کا ہے پیارا جھولا

دیکھنا عظمت و توقیر زرا جھولے کی
فرقِ پرخسروِ انجم سے لئے اوٹھایا جھولا

آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین
نورِ چشمِ شہِ والا کو جھولایا جھولا

جبسے شہزادہ کا آرامگہِ ناز ہوا
اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا

منزلِ قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز
فخر سے خسروِ دارا سے لئے جھولایا جھولا

فرقِ فرقدا سی یا تختِ سلیمان کہیے
چشمۂ مہر ہے یا عقدِ ثریا جھولا

چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے
سات اک دولتِ بیدار ہے لایا جھولا

آکے رقصان ہوئی محفل مین خوشی سے زہرا
نازنینانِ پریچہرہ سے نے گایا جھولا

ہے دعا حضرتِ سلطانکو مبارک ہو ظہیر
آج خالق سے نے یہ آنکھو نے دکھایا جھولا

قطعات تاریخ طبع زاد مصنف

قطعہ تاریخ واقعہ جانکاہ شہادت نوزگاہ فرزند دلبند مصنف شہید خنجر تسلیم و رضا کشتۂ زہر دغا اعنی سجاد میرزا

آن کشتۂ زہر ستم دستِ جفا کار
سجاد جوان مرگ دریغا پسرِ من

چون رخت سفر بست ز دنیا طرف خلد
بر بست کمر را بشکستِ کمرِ من

پنہان ز نگاہم چو شد آن نور نگاہم
خود رفت و بجو برد ضیاے نظرِ من

حالِ دلِ مہجورِ ظہیر آہ چہ پرسی
او سوے جنان رفت و نشد ہمسفرِ من

تاریک جہان گشتہ ز بی نوریٔ بختم
شام شب تار است فروغ سحرِ من

حاصل نشد از بخت تمناے کہ دارم
اے کاش فتادی بمزارش گذرِ من

این کوہِ الم بسکہ شکست است سرِ دل
تاریخ وفاتش شدہ داغ جگرِ من

سنہ ۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ دیوان اوستاد شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند

ہوا مطبوع جب دیوانِ اوستاد
بہارِ گلشنِ گلہاے معنی

ظہیر آئی ندائے غیب مجھکو
کہ اے دردِ کشِ صہباے معنی

تامل کیا ہے لکھدے سبے تامل
بیانِ ذوق ہے دریاے معنی

سنہ ۱۲۷۵ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک
نواب میرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید
که تابان ہوا ماہ تابانِ داغ

بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھہ
شگفتہ ہین نسرین و ریحانِ داغ

عجب حسن پر ہی ریاضِ سخن
عجب جوش پر ہی گلستانِ داغ

فصاحت کا دریا ہوا موجزن
زہے بارشِ ابر فیضانِ داغ

بلاغت کی پوچھو تو کچھہ حد نہین
کہ مشکل سی مشکل ہی آسانِ داغ

اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن
تو گنج معانی ہی دیوانِ داغ

ثنا سے سخن مین ہی قاصر زبان
جہانتک ہو تحسین ہی شایانِ داغ

زہے پایگاہے کلامِ بلیغ
زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ

مجھے فکر تاریخ کی تہی ظہیر
ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سر افگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
سنہ ۱۳۰۱ھ

قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم
سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراؤ میرزا انور

میرے بہائی کا چہپا دیوان ظہیر
باغ انور آج پہر تازہ ہوا

از سر اندوہ ہاتف نے کہا
داغ انور آج ہی تازہ ہوا
١٨٩٩ء

دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سی تابان
کلام نیر رخشان انور

کہلا پیش نظر گلزار معنی
ہوا مطبوع جب دیوان انور

مشام جانکو کرتی ہے معطر
عجب ہے نکہت بستان انور

کہان ہین اہل بینش آکے دیکہین
تماشائے گل وریحان انور

ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجہکو
لکہون تاریخ کیا شایان انور

سر جودت سے اوٹہا شور دیکہو
تعمیۂ
یہ نادر نسخۂ دیوان انور
١٣١٦ھ

قطعۂ دیگر

ہوا شایع عجب دیوان رنگین
بہلا پہولا ہے کیا گلزار انور

نگارستان چین پر طعنہ زن ہے
بہار گلشن بیخار انور

گہر سنجان معنی آئین دیکہین
سخن مین گرم ہے بازار انور

نگاہ غور سے دیکہین سخن رس
کہان سے ہے پایۂ اشعار انور

یہ بیتین ہین کہ ہین موتی کی لڑیان
مسلسل ہین در شہوار انور

نمک انگیز ہے شور فصاحت
زہے نظم ملاحت بار انور

بلاغت سے بھرا کوزی مین دریا
کہاں تک سہل ہر دشوار انور

جداگانہ سے خوبانِ جہاں سے
ادائے شوخئی گفتار انور

ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ
تو بول اوٹھی یہ خود گفتار انور

سر اعجاز سے تحریر کردو
عجائب گلشنِ اشعار انور

١٣١٦ھ

تمت بالخیر

قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستانِ سخندانی نونہال گلشنِ شباب و جوانی مربع نشین چار بالش امارت و کامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جاہ و شاگرد رشید مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ ز رخسار
زانسان کہ ز فانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک سے ہے جس سے موزونی رباعی چہارگانہ برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختہ لالہ زار ہیجدہ ہزار مجور خلق کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع نہ آسمان کو باین رفعت ہمردیف ارکان زمین کردکھایا سبحان اللہ کیا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ہے۔ ع

خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست	

ولنعت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتایج سخن و مذاق کام و دہن ہے ؎

حبیب خدا اشرف انبیا		کہ عرش مجید ش بود متکا	

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئی اللہم صلی علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین باعث ترزبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی ادنی نشانی ہے۔ ؎

درود ملک بر روان تو باد		بر اصحاب و بر پیروان تو باد	

ذلہ ربائی سخنوران خوشنو سید احتشام علیخان جاودو خلف الصدق نواب میر ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم از اکابر امرا بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ بہر مین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان ہین مشتاقگیان زلف دل آرا ے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوانِ بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعراے نو وکہن واقف نکات سخن صدر نشین بزم سخنوری اریکہ آراے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک میرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر یادگار و ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہو کر تازگی بخش دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف بے کیف و کم ہوا ہر مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدان عالم کو شرماتا ہے جلوہ رعنائی دکھاتا ہے ہر بیت جواب بیت ابرو چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت آشکار ہے جسکی شمع آب وتاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی مین ثانی مومن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب سے ہمزبان لذت زبان و محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادانِ حال پر بہر نہج فوق سچ تو یہ ہے کلام ظہیر بے نظیر ہے اگر کسینے دیکھا ہو دکھائے سنا ہو سنائے دیوان کیا ہے علم سخن کا استاد شفیق ہے دلدادگان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین۔ **قطعہ تاریخ۔**

کہد ہرین آئین مشتاقِ نظارہ	جمال شاہد معنی عیان ہے
کلام با مذاقِ ثانیِ ذوق	عذوبت بخش ہر کام وزبان ہے
سخن مین جو ہر لاثانی جہانین	وہ اوستادِ ظہیر نکتہ دان ہے
چھپا دیوان اوسکا شکر صد شکر	کہ جسمین لطف مضمون وزبان ہے
لکھی جادو نے وہ دلچسپ تاریخ	تصدق جسپہ جانِ نکتہ دان ہے

سنایہ مژدہ راحت رسان جب | کہ جسکا ہر سخنور مدح خوان ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار بے خزان ہے

تقریظ نتیجہ فکر نگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادا بند رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم اجمیر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا ہے بے منتہا محمد پر درود نا محدود آل پر صلوات اصحاب پر سلام بارک اللہ سبحان اللہ میرے استاد کا دیوان زبان اردو کی جان۔ فصاحت کی کان۔ بلاغت کی شان۔ نئی بندش نئی زبان۔ نیا رنگ۔ نیا ڈھنگ۔ نئی اُمنگ۔ نئی ترنگ ہر شعر بے نظیر۔ ہر غزل دلپذیر۔ ہر کلمہ اپنے رنگ مین نرالا۔ ہر لفظ آتش کا پرکالہ۔ ہر مصرعہ موزون قدون کا شرمانے والا۔ ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا۔ تشبیہات سے معرّا۔ تمثیلات سے مبرّا۔ نشست الفاظ محبوب۔ روزمرہ خوب خوش اسلوب ادابندی مرغوب۔ نازک خیالی مطلوب۔ معاملہ بہت خوب۔ بول چال شستہ

ورفتہ - نزاکت خیال شگفتہ - فصاحت الفاظ چنبیلی - بلاغت معانی نکیلی -
کہین نالۂ عاشقانہ - کہین نعرۂ مستانہ - عجب آن بان - عجب شان ہے -
جلوہ آرائے عالم ہونیوالا ہے - اللہ اللہ رے تمنا - اللہ اللہ رے آرزو -
دلکا شوق - آنکھونکا ذوق - ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدین دیدار
کا طلبگار تھا - المنۃ للہ اپنی مراد دلی کو پہونچا - حضرت ظہیر کی سحر بیانی - حضرت ظہیر
کی زباندانی - حضرت ظہیر کی رطب اللسانی - حضرت ظہیر کی نکتہ دانی - حضرت ظہیر
کی نازک خیالی - حضرت ظہیر کی خوش مقالی - حضرت ظہیر کی معاملہ بندی - حضرت
ظہیر کی خوش پسندی - اک زمانے مین مشہور ہے - جسکی شہرت دور دور ہے - کون
نہین جانتا - کون نہین مانتا - اوستاد مسلم الثبوت - بلبل ہندوستان کا ہمصفیر - فخر میرزا
ومیر - ذوق ومومن کا ہم تقریر - اردوئے معلی کی تصویر - زبان دہلی کی توقیر - انہین
کے نام سے ہے - نازک خیال - خوش مقال - باکمال - صاف بول چال -
ذوق وغالب کا ڈہنگ - قایم اور میر کا رنگ - نصیر اور سودا کا انداز - درد وسوز کا سوز و
گداز - انہین کا حصہ ہے - شوخی محاورہ سے ہمکنار - محاورہ شوخی پر نثار - چلبلاپن
بانکپن پہ قربان - بانکپن چلبلے پن پر نازان - فقرہ کنایہ کی جان - کنایہ فقرہ کی شان
استعارہ تشبیہ پر نائل - تشبیہ استعارہ پر بدیل - فصاحت بلاغت کے قابل - بلاغت
فصاحت کے قابل - ادا انداز کی بسمل - انداز ادا کا گہائل - ہر لفظ جام بادۂ سخن -
ہر کلمہ طوطی شکر شکن - ہر شعر قمری باغ جنان - ہر قطعہ بلبل نوشین بیان - ہر مصرعہ
سرو روان - ہر بیت بیت ابروے مہوشان - صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا -
صنعت تضاد وتقابل - مصرعہ مصرعہ سے پیدا لف نشر مرتب ترتیب وار آشکار -

ایجاز ترکیب ہے ترتیبِ الفاظ نثار۔ ماشاء اللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آسکے یہ اوس
شاعر نازک خیال سخنور بے مثال سحر بیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و
میرزا تم الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب
خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ مرصع رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم
اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرام گاہ سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از
ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دہوم دہام
ہے۔ آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے۔ آج کون انکا جواب ہے۔ اگر ہین تو آپ اپنی
نظیر ہین آپ اپنے ہم تحریر ہین۔ سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آجتک
اعتراض نہین ہوا گویا خدائے سخن کا کلام ہے۔ تمام دنیا مین نام ہے۔ یہ انہین
کا کام ہے کہان ہین مشتاقِ سخن کہان ہین کاملین فن زرا ادہر تشریف لائین
میرے اوستاد کے اچھوتے مصرعون سنیے تو یلی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب
نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکش اشعار کو ملاحظہ فرمائین۔ اور پیارے پیارے
جادو بہرے الفاظ گلزار ظہیر سے جنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی
دین تو بہ تو بہ مین اور تقریظ نگاری کا دعوی کرون۔ زبان سے نا آشنا شاعری سے
بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکہنے
کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی
ہوئی سطرین پیش نظر کیجاتی ہین۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ آخری دعا بارگاہ
صمدی مین یہ ہے کہ یا الہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بہرا اور تر و تازہ رکہیو کہ
کہ ہم سب شاگرد بہائی اس باغ سخن سے پہل پہول مراد کے چنتے ہین۔ آمین ثم آمین۔

قطعۂ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوانِ دل | گلستانِ مضامین کی پھبن ہے
پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون | زبان کی شوخیو نمین بانکپن ہے
ہر اک مصرعہ یہ ہی برجستہ مصرعہ | غزل ہر اک رشکِ صد چمن ہے
دماغِ نظم عالی عرش پر ہے | زہے ترکیب کیا طرزِ سخن ہے
کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین | اشارو نمین نرالا بانکپن ہے
بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی | ادا بندی مین مومن کا چلن ہے
محقق اور پھر کیسا محقق | زباندانی مین یکتائے زمن ہے
تعالے اللہ مرا استادِ کامل | عجب معجز بیان ہے سحر فن ہے
اور سیدن سے مجھے تھی فکر تاریخ | ہوا یہ بحر جب سے موجزن ہے
ہوئی جب حد سے بیحد فکر تاریخ | کہا ہاتف نے کیون عزم محن ہے

ندا ہے یہ دلِ بلبل سے اختر
ظہیر دہلوی کا یہ چمن ہے
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی فارسیدان بلاغت فرمانروائی اقلیم فصاحت محقق والا نظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی میر مہدی صاحب مجروح از کاملین دہلی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر | کہ ہے ذات اونکی کمال سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر — فزائندہ عز و شانِ سخن
وقایق کشا ہے وہ طبع سلیم — نہو کیونکہ ظاہر نہانِ سخن
وہ دیوان رنگین مین ہی ہر غزل — زمین جسکی ہے آسمانِ سخن
حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم — ہر اب امن مین کاروانِ سخن
نہین کلک سے ہے بلبل خوشنوا — ترنم سرا ہے بیانِ سخن
کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو — وہ ہے اشہب خوش عنانِ سخن
عجب طرز بندش مین ہی دلکشی — اسیکو تو کہتے ہین جانِ سخن
اسی سے تو ہین صید معنی شکار — یہی ہے خدنگ کمانِ سخن
نہ کیون قدر پاتے جو ہر دم کہے — میرا سر ہے اور آستانِ سخن
یہی حال اسکا ہے ورد زبان — یہی تو ہے گویا زبانِ سخن
بھلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن — ہے طبع متین پاسبانِ سخن
یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین — بجا ہے جو کہئے جہانِ سخن
وہ گلہاے ایوان ہین اشعار مین — بہار جس سے ہے بوستانِ سخن
نہ کیون زور دکھلاے فکر متین — وہ ہے رستم ہفت خوانِ سخن
یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے — کہ دیکھین اسے قدردانِ سخن
وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے — کدہر ہین کدہر مے کشانِ سخن

پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے یہ ہے گلستانِ سخن
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از رشحۂ خامۂ نخلبند گلزار معانی طوطی شکرستان شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاد ذی کمال سلطان الشعرا مقرب الخاقان اُستاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم یار جنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خانصاحب بہادر داغ دہلوی یادگار استادی خاقانی ہند حضرت ذوق مرحوم و مغفور

ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی	سنی ہمنے نوید جانفزا اب

لکھا ہے داغ نے یہ مصرع سال
ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ رشحۂ خامۂ شاعر نازک خیال ناثر بیمثال رشک شعرائے ماضی و حال مصنف بوستان خیال نخلبند گلزار معانی حدیقہ سرائے ریاض سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمر الدین خانصاحب عرف خواجہ مرزا خانصاحب راقم نبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

بعد حمد خدائے و نعت رسول	قطعہ	مدح گر ہوں بجس ذات ظہیر

ذات وہ ذات ہے مکرم کی | ذات سے مبرہن صفاتِ ظہیر
سید پاک ذات آلِ نبی | ہے نجیب و شریف ذاتِ ظہیر
دہلی مولد ہے خاص حضرت کا | فخر عالم ہے کائناتِ ظہیر
حسن دیوان کی کیا لکھون تعریف | جسکے ہر حرف مین نکاتِ ظہیر
کیسی شیرین زبان برتی ہے | کسقدر صاف ہین لغاتِ ظہیر
صاف ہے صاف معنے مشکل | سہل ہے سہل مشکلاتِ ظہیر
کہہ اوٹھینگے زبان سے اہلِ نظر | دیکھکر حسن کلیاتِ ظہیر
آفرین آفرین کلام ظریف | مرحبا مرحبا نکاتِ ظہیر
یہ وہ دیوان ہے مثل ماہ منیر | ہے درخشان یہ کائناتِ ظہیر
تا جہان ہے جہان مین دیوان | صفحۂ ہستی یہ ہے ثباتِ ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھہ راقم
کانِ زر کی ہے کلیاتِ ظہیر ۱۸۹۵ء

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان | کیسے ہر بزم کا ایاغ فیوض
ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو | ہر سخنور کہیگا باغِ فیوض
ارمغان ارمغان ہے اہل سخن | ہدیہ ہدیہ ہے یہ بلاغ سخن

کہدو راقم کہ ہر نظر کے لئے
بہر گلگشت ہے یہ باغِ سخن ۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج عرائس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عرفی زمانی شاہباز رعنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب ثاقب از ارشد شاگردانِ مصنف

قطعۂ اول در صنعت توشیح

۱	اے ظہیر طوطئ شیرین مقال	۲	جوہر ہستی و پنہانی ہنوز
۱۰۰	قدر جوہر نیست اکنون در جہان	۱	اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز
۲۰۰	راست بازم من چرا مضطر شوم	۵۰	نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز
۱	از بلاغت ہاے تو اندر جہان	۵	ہست زندہ نام خاقانی ہنوز
۶	واز فصاحتہا کہ داری در سخن	۵	ہست سعدی را پشیمانی ہنوز
۱	از تماشاے جمالِ خویشتن	۹۰	صورتِ آئینہ حیرانی ہنوز
۲	پردہ ہا بر روے خود افگندہ	۶۰۰	خویشتن را خود نمیدانی ہنوز
۱۰۰	قول ما اے خواجہ ما نشنوی	۱۰	یوسفی و خود بزندانی ہنوز
۱	از سر یک مصرعہ یک حرف گیر	۶۰	سمت فصلی است امکانی ہنوز

۲۰ گفت ثاقب سال دیوانت چنین
۵۰ نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
سنہ ۱۳۱۶ فصلی

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آذر زدہ ہر آمدہ اردی بہشت | رو بگریز آمدہ با خزان ناگزیر

سبزهٔ خوابیده رانامیه در بر کشید ... برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر
قطرهٔ شبنم بگل جلوهٔ اختر گرفت ... آتش رخسار گل روکش مهر منیر
ذره زبالا دهی سود با نجم کلاه ... پاے زمین را مگر سقف فلک شد حصیر
باز عروس چمن طرح نو انداخته ... باز به بر در کشید رخت کتان و حریر
زمزمهٔ عندلیب آتش گل را فزود ... طوطیِ شیرین زبان آئینه را کرد زیر
مهر بتاک عنب چیده ز کان لمعه ... از زر اصفر چکید بادهٔ خم غدیر
کاهکشان آمده طرهٔ دستار گل ... غنچهٔ سربسته را گشته کله از حریر
چشم بسوداے چشم چشم ز نرگس گرفت ... گل به تماشاے گل چون زر گل شد زریر
شاهد بزم سخن آئینه در رو نهاد ... دیدهٔ امیدِ خلق گشت چو انجم بصیر
دیدهٔ یعقوب بد چشم هنر پیشگان ... در مژه برهم زدن آمده یوسف نظیر
ناز بخود نامه را از اثرِ فیضِ او ... حرف غلط هم بخود از نظرش حرف گیر
جانِ فصاحت همین کانِ بلاغت همین ... نظم به نظم اندرش هست چو شکر به شیر
گنج مضامین همین معدنِ معنی همین ... از کرمش بهره یافت ساغر برنا و پیر
بسکه بهر نقطه اش نقطهٔ نیر خجل ... بسکه بهر مرکزش کاهکشان هم حقیر
بسکه بهر نظم او نظمِ جهان در نظام ... بسکه بهر صنعتش صنعتِ رب قدیر
بسکه بهر مصرعه اش مصرعهٔ طوبے فدا ... بسکه بهر بیت او بیتِ مه نو اسیر
هست همه رشحهٔ کلک ظهوری ظهور ... هست همه لمعهٔ طبع نظیری نظیر
آنکه بمیدانِ فن گوے ز عالم ربا ... آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر
مالکِ ملکِ سخن قادر اصناف فن ... همسر سوز و بقا همفنِ مرزا و میر

مومن و غالب کجا نیر و طالب کجا	رفت کجا زین جهان جرأت و ذوق و نصیر
رفت کجا مصحفی ماند کجا میر درد	ناسخ و آتش نماند هم ز جهان شد اسیر
زد بجهان هر یکی نوبت خود پنجروز	بست همه رختها سوی عدم زود و دیر
گرمی این آفتاب شعله بعالم فگند	بد بچراغان مگر روغنی از تفت و قیر
طبع که شد این کلام هست نخستین از و	شعر ز بر روز ازل هست ازو نفع گیر

ثاقب محزون نبشت مادهٔ سال او
نظم فدا شد مگر بر سر طبع ظهیر
۹۹۰ ۹۰۰×۲

قطعات تاریخ از افکار دربار جان بلاغت کان فصاحت ناظم نظامی خیال شاعر بیمثال مولانا نادر علی صاحب برتر والا نظر یادگار رابطه مرحوم حال شاگرد مصنف

چو شد جلوه آرا کلام درخشان	من این سال تاریخ زیبا نوشتم
خماسی سه الفاظ نادر گرفته	بهم شش حروف از سر و پا نوشتم

به آئین نو چون رقم گشته برتر
رباعی - قصیده - غزلها - نوشتم
۲۱۰×۱۰۵ = ۱۰۰۱ ـ ۱۳۱۶ھ

ولہ

شده چون طبع دیوان مرصع	پسند خلق شد نظم غریبش

نوشتم از سر الهام برتر

بہارِ گلشنِ مضمونِ دلکش
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

شکر صد شکر وہ چھپا دیوان
نظم رنگین شگفتہ مضمون ہین
شاہد نظم کی وہ آرایش
آب و تاب ایسی دیکھکر جسکو
داغ بلبل نے رشک سے کھایا
گل مضمون چنے ہین آنکھوں نے
فکر تاریخ جب ہوئی برتر

جسکے شایق تھے نکتہ دانِ زمن
لہلہاتا ہوا ہے باغِ سخن
جیسے قربان ہو پہلے شب کی دولہن
دیدۂ حاسدان بھی ہو روشن
گلِ معنی کا دیکھکر جو بن
بھر گیا ہے نگاہ کا دامن
داد ہاتف ندا بسمع من

لکھدے یہ مصرعۂ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغِ سخن
سمت ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز شاگرد سید نیاز احمد صاحب خزد در صنعت توشیح و صوری واعداد ہر سنہ سمت و ہجری و عیسوی

۹	طرفہ دیوانِ ظہیر خوش بیان مطبوع شد	۴	دیدہ ہاے شایقین بینند ہم اہلِ خرد

٥٠	نکتۂ باریک دارد معنی ہر شعر او	٣	جودتِ طبع مصنف خودگواہی میدہد
٥	ہر کہ مے بیند کلامش از نگاہِ عاشقی	٤	در صفت ہر لفظ باشد شاہ خورشید خد
٣	چون براے سال ایماکرد با من آن مجسّ		از خرد جستم پے تاریخ طبع او مدد
٦	وا نمودم در زمانے ہر سہ تاریخ سنین	١٠٠٠	غور و اندیشہ نکردم اندران بجد و عد
١٠	یادگاری را ہمین تحریر نقشِ محکم است	٣٠	کین پس من باعثِ نام و نشان من شود

٢٠٠ رمز گفتم معنوی و صوری و توشیح نیز

١ از مسیحی یکہزار و بیست صد و ہشت و نود

سنہ ١٣١٦ ہجری سمت ١٩٥٥ بکرمی سنہ ١٨٩٩ عیسوی

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر دبیر عطارد نظیر منشی ہر پرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

کہئے کیا سے لکھئے گا اب اسکی صفت
ایسا دیوان آپ سے نے دیکھا بھی ہے

صف عمدہ ہی نہین اے شاد یہ
خوشنما و نادر و زیبا بھی ہے

سنہ ١٣١٦ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب راے کرپاشنکر صاحب المتخلص بہ حشم از امر احید آباد دکن

سیر دنیا کی اسمین ہے واللہ
خوب دیکھا ہے اسکو ہنسے حشم

اسکی تاریخ کہدو از جلال
ہے کلام ظہیر جام جم
تعمیہ ۰ — سنہ ۱۳۱۶ ہجری

ولہ

اس نسخہ کو جب کہ مینے دیکھا سمجھا ہے کلام مرد کامل
پوچھا کہ مصنف اسکا ہے کون
ہاتف نے کہا ظہیر عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہر بار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب مسکین نہالوی وارد حیدرآباد

یہ اوسی اوستاد کا دیوان ہے پیش نظر مستند ہے شاعروں مین آج جسکی شاعری
ڈہنگ ہے ہر شعر مین ذوق و نصیر و درد کا اوسکے سب مضمون ہین بندش ہین ہین سنی
ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی
مومن و غالب سے ہرگز کم نہین اسکا کلام سنیے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری انوری

مصرعہ تاریخ بہی نکلا ہی مسکین کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوان ظہیر دہلوی
سنہ ۱۸۹۹ء

ولہ

چاپ گشتہ چواین حدیقۂ نظم | ابر گلہا شدہ بقا حاصل
گفت ہاتف کہ ہان بگو سالش
باغ امید آرزوے دل
۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتائج افکار گہر بار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علیصاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا | جو ہے فن شاعری مین کامل
یعنے وہ ظہیر نکتہ پیدا | جسکے کہ و مہ ہین سارے قائل
تاریخ لکھی یہ مینے اظہر
بے مثل کلام راحت دل
۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان | بگوش جان درمعنی نمودم آویزہ
ندائے غیب بگوشم رسید از پے سال
کلام شاعر والا صفات پاکیزہ
۱۳۱۶ ھ

ولہ

نازک خیال ظہیر دہلوی

۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گوہربار عالم باعمل شاعر بے بدل واقف رموز فروع واصول کاشف دقایق معقول و منقول مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

ہوا طبع زیبا کلام ظہیر	جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر
مثالو معنی اور حسن تشبیہ مین	کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر
سنہ وسال مین فکر ہے ای سلیم	رہے تاکہ یہ یاد برنا و پیر

ندا آئی یہ ہاتف غیب سے
عجب سے بے بہا ہے کلام ظہیر

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہربار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم باسمی متخلص بہ عاشق زار نوباوۂ گلزار خوش بیانی وسادہ آرائے مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر از اعظم روسار اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد حضرت داغ

تعالی اللہ ہے بیچون سبحان	کہ خلاق دل وکام ودہن ہے

اور اوسکے بعد لغتِ پاک اوسکی — کہ محبوب خدائے ذوالمنن ہی
بنام عجب فرحت دو روح — بہار بیخزان باغِ سخن ہے
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین — کہ دیدار عروسانِ سخن ہے
ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا — کہ شہرت ہند سی لیتا دکن ہے
نئے انداز ہین مضمون نرالے — الوکھا ڈہنگ ہے بانکا سخن ہے
نئی بندش نئی ترکیب ہر جا — نئے انداز مین طرزِ کہن ہے
مضامین در مضامین رمز در رمز — گل اندر گل چمن اندر چمن ہے
معانی در معانی بات مین بات — طراوش گر سخن اندر سخن ہے
فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت — حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے
فدا نازک خیالی پر نزاکت — ادا بندی مین معشوق پن ہے
اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر — گل و بلبل کو رشکِ ہر سخن ہے
اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور — سراپا رنج و اندوہ و محن ہے
اگر پڑہتا ہے رنگِ عارفانہ — تو عرفان مین وہ معروفِ زمن ہے
اگر رندی پہ ہے میلانِ خاطر — تو پر لے درجہ کا رندانہ پن ہے
بجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا — اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے
ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو — وحید عصر ہے فخر زمن ہے
اسے کہتے ہین اُردوئے معلی — زباندانی انہین لوگونکا فن ہے
یہی اُردو کے ہین بانی مبانی — جہان مین مستند انکا سخن ہے
زبان بہی اور پہر اوس شخص کی جو — سر آرائے اقلیم سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہاں ہون — لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے
ندا یہ غیب سے آتی ہے عاشق — کہ بحر فکر مین کیون غوطہ زن ہے
قلم کرکے سر بستان کو لکھدے — ہوا زیبا گلستان سخن ہے
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین الحان جناب مولوی محمود علی صاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت کلیم مرحوم کولوی

اندنون سب بے طور تھا اسلوب دل — ہاتھ آتا ہی نہ تھا محبوب دل
چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر — بیٹھے بیٹھے ملگیا مطلوب دل
چھوڑ کر دیوان سب محمود بس — اسکو ہے سمنے اب کیا مرغوب دل
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد طفل دبستان سخندانی نوبادہ گلزار خوش بیانی سید اقبال حسین متخلص بہ مقبل نبیرہ مصنف

میرے نانا جان کا ہے دیوان چھپا — ہوا آج روشن ہے نام ظہیر
زمانے مین شہرت ہے خورشید وار — زہے عزت و احترام ظہیر
فصاحت بلاغت ہے ادنی کنیز — مضامین ہین کمتر غلام ظہیر
جو عنقا صفت ہین بلندی گراے — وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر
ہوئی مجکو جب فکر تاریخ سال — ندا آئی اے مست جام ظہیر

گرا کر سر اوج مقبل لکھو
ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار منشی کالیچرن صاحب انگلو کلکس کلرک متخلص بہ ہوش تلمیذ مصنف

لو چھپا دیوان مولانا ظہیر | پڑ رہے تھے جسکے لالے واہ واہ
ایک مین یہ خوبیِ بندش نہین | سبکے دیوان دیکھ ڈالے واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر | خوب ہی سانچے مین ڈھالے واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے اوستادی کا دعوے | واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم بھی یون لکھو | ہوش ہین مضمون نرالے واہ واہ
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعات تاریخ طبع از مصنفِ دیوان

ہوا مطبوع لو دیوانِ گمنام | فغانِ دل شکن ہے یہ ہی کہدو
اگر پوچھے مصنف کا کوئی نام | ظہیرِ خستہ تن ہے یہ ہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس | وہی اسکا وطن ہے یہ ہی کہدو
اگر پرسان ہو کوئی نام دیوان | گلستانِ سخن ہے یہ ہی کہدو
سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعۂ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے بولا | واضع نے کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہ ہے یہ | دیوانِ ظہیر آپ مطبوع
سنہ ۱۳۱۹ھ

قطعۂ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان | جب ختم ہوا زمانۂ شیب
کافی ہے یہی کہین سخن سنج | دہلی کی زبان ہے یہ لاریب

احباب نے کی جو فکر تاریخ
آئی یہ ندا سے ہاتف غیب

کیون فکر ہے کہدو بے تامل
دیوان ظہیر کا ہے بے عیب
١٣١٦ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نورالدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب تخلص بہ عاشق شاگرد مصنف

ہوا آج مطبوع ہے اوسکا دیوان
کہ رنگ چمن جسکا رشک چمن ہے

مرادین بر آئین سنا جب یہ مژدہ
چھپا تیرے اوستاد کا اب سخن ہے

مچی دہوم جسکی ہے اہل جہان مین
فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے

کدہر ہین نظر باز گلہائے معنی
اسے آکے دیکھین وہ یہ ہی چمن ہے

خوشی سے یہ کہتی ہین اہل جہان سب
یہ دیوان کیا ہے کہ اک نورتن ہے

یہ سب کہتے ہین حالی و داغ سخنور
جدا گانہ سب سے یہ طرز سخن ہے

یہ ہے پیرو ذوق و ممنون و غالب
کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے

روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق
انوکہی ہے بندش نرالا سخن ہے

غزل مین جو دیکہو تو ویسی ادائین
رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے

رباعی قصیدہ مخمس مسدس
جسے دیکہئے وہ کٹہن سے کٹہن ہے

لکہون اور کیا اوسکی توصیف اب مین
زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے

وہی ہے وہ ہی یہ ظہیر سخنور
کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے

خدا اسکو زندہ بہت روز رکہے
یہی ایک شاعر وحید زمن ہے

ہوئی مجہکو جب فکر تاریخ دیوان
کہا عقل نے کیون اسیر محن ہے

گرا کر سر آنائے نور لکہدے
یہ تاریخ اسکی یہی اسکا سن ہے
١٣١٦ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا بارے مطبوع دیوان وہ	نہین آج دنیا مین جسکی نظیر
سخن کی ذرا دیکھنا شوخیان	کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
کیا اہل عالم نے اسکو پسند	سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی	تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
مرے دل نے واقف اسی حال مین	کہا مجھسے یہ حسن کلام ظہیر
	سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ نور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انکی کسیکے کلام کو	دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
جسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین	اشعار سب بے نظیر ہین اوس بےنظیر کے
اسے نور خدا کا شکر ہے اسکا چھپا کلام	جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد اور شانزدہ
اعداد - گر ملاؤ - کلام ظہیر کے

تعمیہ ۸۰ ۱۲۳۷ سنہ ۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر